حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم ‏ ‏ مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا ‏ ‏ دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

منانا جائز یا ناجائز قرآن وحدیث کی روشنی میں

تالیف: محمد ذہین القادری برکاتی
خلیفہ سلسلہ قادریہ، صدر مدرسہ شہید اعظم

ناشر: مدرسہ شہید اعظم سبھاش محلّہ، موجپور، دہلی۔۵۳

تفصیلات

نام کتاب : میلاد منانا جائز یا ناجائز قرآن وحدیث کی روشنی میں
تالیف : صدر مدرسہ شہید اعظم محمد ذہین قادری
ترتیب :سید محمد جابر قادری (خزانچی مدرسہ شہید اعظم)
کمپیوٹر کتابت :حافظ محمد ذکی لطیفی
پروف ریڈنگ: مولانا تسلیم رضا (خطیب وامام مسجد امیر ہمزہ)،
:حافظ مولانا نادر (خطیب وامام مدرسہ شہید اعظم)
:حافظ وقاری محمد اشرف قادری
تعداد اشاعت: ۱۱۰۰
صفحات:
ناشر: مدرسہ شہید اعظم، سبھاش محلّہ، موجپور، دہلی ۔۵۳
طباعت:
قیمت:

نوٹ: میلادمنانے کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ حضورﷺ کی پیدائش کی خوشی منانا۔

فہرست (صفہ نمبر)

کئی محدثین سے۔

حضورﷺ نے خود اپنا میلاد منایا (اپنے وقت کے مجدد امام سیوطی کا نظریہ)

۱۸۔حضورﷺ نے اپنی پیدائش کی خوشی میں بکرے ذبح کئے

امام جلال الدین سیوطی، اشرف تھانوی کے نزدیک کیا مقام رکھتے ہیں

۲۰۔میلاد النبیﷺ کی خوشی منانے پر، اللہ نے انعام واکرام فرمایا، پورا واقعہ امام ابن جوزی اور صاحب تزکرۃ الواعظین کی کتاب سے

۲۱۔میلاد خوان سے حضورﷺ خوش ہوتے ہیں

۲۲۔امام جعفر، صاحب تزکرۃ الواعظین سے، (میلاد نبیﷺ یعنی ۱۲ ربیع الاول) کا دن منانے والوں کی جزاء

۲۳۔حضورﷺ کے اختیار میں کل مخلوق ہے

۲۴۔وقت ولادت عجائبات کا ظہور

۲۵۔آسمانوں سے نداء

۲۶ میلاد کی خوشی میں اللہ نے آسمان وجنت کے دروازے کھول دئے۔

۲۷۔حضورﷺ کی تعظیم دیوبندیوں کے پیر کے نزدیک

۲۹۔حضورﷺ کی روح انور ہر مومن کے گھر میں تشریف فرما ہے

۳۰۔مولوی اشرف تھانوی کے نزدیک حضورﷺ کے محفل میلاد میں تشریف لانا حق ہے

۳۱۔محدثین کے نزدیک خوشی کے دن کو عید کہتے ہیں

۳۲۔حضورﷺ کی ولادت کی رات شب قدر، شب بارات غرض کہ ہر رات سے افضل ہے

۳۳۔خوشی کے دن کو بطور عید منانا انبیاء کی سنت ہے۔

۳۴۔ ہر خوشی کے دن کو عید کہتے ہیں، محدثین کے دلائل جن سے ثابت ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو عید کہنا جائز ہے

۳۵۔اللہ پاک اپنی رحمت پر خوشی منانے کے لئے فرما رہا ہے، اللہ کی رحمت کیا ہے؟

۳۶۔میلاد یعنی ۱۲ ربیع الاول پر خرچ کرنا فضول خرچی نہیں ہوتی

۳۷۔۱۲ ربیع الاول کے دن جلوس سنت صحابہ ہے

۳۸۔گھروں میں جھنڈے لگانا حکم پروردگار ہے

۳۹۔میلاد النبیﷺ منانے والوں کو جنت میں حضورﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا۔

مولوی اشرف تھانوی کے نزدیک حضورﷺ ﷺ کی محبت ہی اللہ پاک کی محبت کی علامت ہے

۴۰۔میلاد النبیﷺ کی خوشی میں نعت پڑھنا باعث خیر ہے۔

۴۱۔اللہ پاک کی نعمت عظیم حضورﷺ ہیں، اور اللہ پاک نعمت کا چرچا کرنے کے لئے فرما رہا ہے

۴۲۔جس کو جو عطا ہوتا ہے، حضورﷺ کے دست انور سے عطا ہوتا ہے

۴۳۔محسن ہندوستان شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ کے نزدیک حضورﷺ قیامت کے دن کے مالک ہیں

۴۴۔حضورﷺ جب سے ہیں،جب کچھ نہ تھا

☆عرض موئلف

تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جو تمام عالم کا پالنے والا ہے اور درود وسلام اس ذات پر جن کے صدقہ دنیا کو زندگی حاصل ہے،جن کی ولادت باسعادت کی پرکیف ساعتوں کی برکت ہے جو ہم آج زندگی سے فیض یاب ہیں،سرزمین ہندوستان میں علم حدیث لانے والے سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں،جن کا احسان قابل فخر ہے،آپ ہمارے بزرگ اسلاف میں سے ہیں،ہم انکے نقش قدم پر الحمدللہ گامزن ہیں۔میلادالنبیﷺ آپ کے نزدیک کتنی اہمیت رکھتا ہے،اس کا اندازہ،اس دعا سے لگایا جاسکتا ہے جو میلادالنبیﷺ کے صدقہ آپ نے اللہ رب العزت سے مانگی۔آگے اس دعا کا ذکر آرہا ہے۔ایک بات اور کہنا چاہونگا کہ یہ کتاب خاص عوام کے لئے لکھی گئی ہے اس لئے آسان لفظوں کا استعمال کیا گیا ہے،تاکہ عوام آسانی سے پڑھ سکے،آج کی عوام دین سے کوری ہے اور بدمذہب بھولی بھالی عوام کو گمراہ کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں،کہ میلاد منانا ناجائز ہے بدعت ہے شرک ہے وغیرہ وغیرہ ایسے میں میلادالنبیﷺ کے دلائل اس کتاب میں جمع کئے گئے ہیں تاکہ عوام کو پتہ چلے کہ میلاد پر پوری امت مسلمہ کا ہمیشہ سے معمول رہا ہے۔دعا یہ ہے

☆محسن ہندوستان شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی دعا

اے اللہ!میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں،میرے تمام اعمال فساد نیت کا شکار ہیں البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض تیری ہی عنایت سے قابل قبول ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہوکر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی وانکساری، محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاکﷺ پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔اے اللہ! وہ کون سا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہے؟اس لئے اے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درودوسلام پڑھے اور اسکے ذریئے سے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوسکتی۔ حوالہ:عبدالحق محدث دہلوی،اخبارالاخیار:۶۲۴

☆فخرالوہابیہ(اہل حدیثوں کے امام)مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی:

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں،مجھے ان کے علم فضل اور خدمت علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہری وباطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے،آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا ہوں۔تاریخ اہل حدیث،۳۹۸

معلوم ہوا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی کتابوں سے مولوی ابراہیم فیض یاب ہو رہے ہیں ،اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ،اہل حدیث(وہابیوں)کے نزدیک کتنے معتبر ہیں۔

☆میلاد اور محدث

☆ مخالفین کے ایک اعتراض کا تسلّی بخش جواب ملاحظہ فرمائیں،
یہ کہنا کے جو عمل شروع دور (دورِ صحابہ و تابعین) میں تھا صرف حق وہی ہیں۔ یہ کہنا غلط ہے کیونکہ جو صحابہ کے دور سے ثابت ہو اس کے حق ہونے میں شک ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن کچھ ایسے پیچیدا مسائل جنکا سمجھنا عوام کے لئے ممکن نہیں۔ اور زمانہ بدلتا ہے ہمارے سامنے ایسے مسائل پیش آتے ہیں جس کی ضرورت پہلے کے دور میں نہیں تھی، جیسے پکی مسجد صحابہ کے دور میں نہیں تھی، اب بنوائی جاتی ہیں، تو مخالفین کیوں پکی مسجدیں بناتے ہیں جیسے جیسے وقت بدلہ ضرورت بھی آئی ایسے بہت سے معاملے میں ضرورت پیش آجاتی ہے۔ امام دین اپنی صلاحیت سے ایسے مسائل حل کر کے امت کو پیش کرتے ہیں۔ وہ عمل اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کی بناپر قبول کرلیا جاتا ہے۔ صحیح مسلم کے باب کتاب العلم کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اپنے ایجاد کرنے کا ثواب بھی ملے گا اور جو اس طریقے پر عمل کریں گے ان کا اجر بھی اسے ملے گا۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جو طریقہ امام محدثین امت کو پیش کرتے ہیں وہ سنت رسول ﷺ کے مطابق ہوتا ہے۔ (ایجاد وہی طریقہ ہوتا ہے جو پہلے نہ ہو)
مخالفین بغض میلاد النبی ﷺ میں، بول تو دیتے ہیں مگر سمجھتے نہیں،
اب ذرا غور کریگا کہ اگر صحابہ کے بعد کے عمل جو امام محدثین وضع کر کے امت پر احسان کریں اگر وہ عمل غلط کہہ دیا جائے تو ذرا غور کریگا۔
حضور ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر میرا زمانہ پھر اُن کا زمانہ جو میرے زمانہ کے لوگوں سے ملے پھر جو ان سے ملے۔
(حوالہ:۔ بخاری شریف جلد: (۵) صفحہ نمبر: ۲۳۶۲)
۱۔ پہلا زمانہ ۱۰ ہجری پر ختم ہوا کیونکہ حضور ﷺ کا وصال شریف دس ہجری میں ہوا۔
۲۔ دوسرا زمانہ صحابہ کرام کا زمانہ (۷۰) سے (۸۰) ہجری تک ختم ہو جاتا ہے
۳۔ تیسرا زمانہ تابعین کا جو (۱۵۰) ہجری سے آگے نہیں گیا اب ذرا غور کریں (۱۵۰) ہجری تک کے عمل کو ہی سند مان لیا جائے اور جو عمل بعد کے اماموں کے قول سے ثابت ہو، اگر اسے رد کر دیا جائے تو کن کن اماموں کی سند ختم ہو جائے گی، کوئی حدیث قابل اعتبار نہ رہیگی۔ یعنی (۱۵۰) ہجری تک تینوں خیر قرون زمانے ختم ہو چکے تھے۔ اور جن حدیث کے اماموں پر امت کا اتفاق ہے ان صحاح ستہ کے اماموں میں سے سب سے بڑے امام، امام بخاری ہیں جن کی پیدائش ہی (۱۹۶) ہجری میں ہوئی باقی صحاح ستہ کے محدث تو اور بھی بعد کے ہیں، ان احادیث کریمہ پر اعتبار کرنا، یہ بتا رہا ہے کہ امت نے ہمیشہ بعد کے اماموں کے عمل کو قبول کیا ہے۔ کیوں کہ جن صحاح ستہ پر آج حدیث رسول ﷺ کا مدار ہے وہ سارے امام صحابہ تابعین کے دور کے بہت بعد کے ہیں۔ مخالفین کو یہ دکھائی نہیں دیتا۔
ان اماموں میں سب سے بڑے امام امام بخاری ہیں جن کی پیدائش ۱۹۶ ہجری میں ہوئی۔ آپ کا دور صحابہ و تابعین کے بعد کا دور ہے، صحابہ و تابعین کے عمل کو ہی اگر سند مان لیا جائے اور بعد کے ائمہ مجتہدین کے عمل کو رد کر دیا جائے تو امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابو داوٗد، امام

ابن ماجہ، امام نسائی، یہ سب غلط ہوئے۔ ان کی قاوشوں پر سوال کھڑے ہو جائیں گے۔ کیونکہ یہ امام صحابہ اور تابعین کے بعد کے دور کے امام ہیں۔ اگر ان اماموں کے قول رد کر دئے جائیں، اس بنا پر کہ صحابہ اور تابعین کے دور کے عمل سے ثابت ہو۔ صرف وہی حق ہے تو صحیح بخاری صحیح مسلم قابل اعتبار نہ رہیں گی،

باری تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ یا یھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیع الرّ سولَ واولی الامر منکم o

آیت کریمہ میں تین اطاعت کا حکم ہے۔

۱۔ اللہ کی اطاعت ۲۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت

۳۔ علماء کی اطاعت (اماموں کی اطاعت یعنی علم والوں کی)

علم والوں کی اطاعت کرنا یعنی اماموں کی اطاعت کرنا، خدا کا یہی تو حکم ہے۔ میلادمنانا حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں جشن منانا خوشی کا اظہار کرنا یہ اماموں کے قول سے ثابت ہے۔

آگے ہم درجنوں اماموں کے حوالے پیش کرینگے۔ جنہوں نے میلاد کا جواز اور ہمیشہ سے ہونا اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے۔ ایک بات اور ذہن نشین کر لیں کہ شریعت کے مسائل استنباط (اخز) کرنے کی چار بنیادیں ہیں۔

۱۔ قرآن مجید ۲۔ حدیث رسول ﷺ

۳۔ اجماع امت ۴۔ قیاس

اجماع امت کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کسی مسلہ کے جواز (جائز) یا حرام ہونے پر کثرت سے امام مجتہدین کے قول ہوں۔ جو مسئلہ اجماع سے ثابت ہوا اور کوئی شخص اجماع امت سے ثابت شدا قول کے خلاف جائے ایسا شخص گمراہ ہوتا ہے۔

میلاد نبی ﷺ منانا اجماع امت سے ثابت ہے۔ اجماع امت کے حق ہونے پر حضور ﷺ کی حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث: میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی (ترمذی شریف)

یعنی جس عمل پر امت کا اجماع ہو جائے اسکے حق ہونے میں شک ہو ہی نہیں سکتا، یہ تو اس حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہو گیا۔

۱۲ ربیع الاول شریف یعنی میلاد منانے پر امت کے اماموں کا اجماع ہے۔

حدیث: جس کو جمہور مسلمان اچھا سمجھیں وہ خدا کے نذدیک بھی اچھا ہے۔ میلاد منانے پر جمہور علماء کا اتفاق ہے ذیل میں دلائیل ملاحظہ فرمائیں

☆ محدث امام ابن جوزیؒ (۵۱۰۔۵۷۹ھ)

یہ امام آج سے تقریبا ۸۵۰ سال پہلے کے ہیں آپ کیا فرماتے ہیں، ۱۲ ربیع الاول کے بارے میں۔

ہمیشہ مکہ مکرمہ، مدینہ شریف، مصر، شام، یمن غرض کہ تمام بلاد عرب کے باشندے میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں۔ جب ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا

نہیں رہتی چنانچہ ذکر میلاد پڑھنے اور سننے کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور بے پناہ اجر شوکا میابی حاصل کرتے ہیں۔ حوالہ: المیلا دالنبوی:۵۸

☆ حافظ ابن کثیر (۷۰۱۔۷۷۴)

یہ کیا فرماتے ہیں،۱۲ ربیع الاول کے بارے میں۔

حافظ ابن کثیر (دیو بندی اور اہل حدیث دونوں کے نزدیک معتبر ہیں) لکھتے ہیں کہ شاہ اربل ملک مظفر ایک سخی عظیم بادشاہ تھے، وہ ماہ ربیع الاول میں میلاد مناتے تھے، اور عظیم الشان محفل میلاد منعقد کرواتے تھے، شیخ ابوالخطاب ابن وحیہ نے انکے لئے میلاد النبی ﷺ کے بارے میں ایک کتاب لکھی اور اس کا نام التنویر فی مولد البشیر و نزیر، رکھا۔ شاہ نے انہیں ایک ہزار دینار انعام دیا۔ مظفر کے دسترخوان میلاد پر حاضر ہونے والے ایک آدمی کا بیان ہے کہ اس میں پانچ ہزار بھنے ہوئے بکرے، دس ہزار مرغیاں، ہزاروں مٹی کے پیالے اور تیس ہزار مٹھائی کے تھال ہوتے تھے۔ اس میں بڑے بڑے صوفیاء شامل ہوتے تھے، حرمین شریفین میں صدقات بھیجتا تھا، ہر سال بہت سے قیدیوں کو فرنگیوں سے چھوڑاتے تھے، وہ ہر سال محفل میلاد ﷺ پر تین لاکھ دینار اور مہمان نوازی پر ایک لاکھ دینار حرمین شریفین اور پانی پر حجاز کے راستے میں خفیہ صدقات کے علاوہ تیس ہزار دینار خرچ کرتے تھے۔

حوالہ: البدایہ والنھایہ ج:۹ص:۱۷

اگر میلاد النبی ﷺ کی خوشی منانا غلط ہوتی تو ابن کثیر اپنی کتاب میں میلاد النبی ﷺ کی خوشی منانے والوں کا واقعہ درج ہی نہ کرتے۔

شمس الدین الجزریؒ (۶۶۰ھ/۱۲۶۲ء)

یہ امام آج سے ۷۸۰ سال پہلے کے ہیں۔ آپ کیا فرماتے ہیں،۱۲ ربیع الاول کے بارے میں۔

امام جلال الدین فرماتے ہیں، پھر میں نے امام القراء حافظ شمس الدین الجزری کی کتاب ''عرالتعیف بالمولد الشریف'' میں یہ عبارت دیکھی۔ ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا اس سے پوچھا گیا اب تیرا کیا حال ہے؟ کہنے لگا آگ میں جل رہا ہوں، تاہم ہر پیر کے دن میرے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے۔ انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ (ہر پیر کو) میری ان دوانگلیوں کے درمیان سے پانی کا چشمہ نکلتا ہے جس سے میں پانی پی لیتا ہوں اور یہ تخفیف عذاب میرے لئے اس وجہ سے ہے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا جب اس نے مجھے محمد ﷺ کی ولادت کی خوشخبری دی اور اس نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا، جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں مذمت نازل ہوئی کہ باوجود اس کے، حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں پیر کی رات اس کے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے تو پھر اس موحد (توحید پرست) امتی کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ پر خوشی و مسرت کا اظہار کرے اور حسب استعداد آپ ﷺ کی محبت کی وجہ سے خرچ کرے، مجھے اپنی عمر کی قسم بیشک اس کی جزا رب کریم ضرور دے گا اور اپنے فضل و کرم سے اسے جنت کی نعمتوں میں داخل کرے گا

حوالہ:۔حسن المقصد فی عمل المولد:۶۵،۶۶

امام نووی کے شیخ امام ابوشامہ ۵۹۹۔۶۶۵

آپ کیا فرماتے ہیں،۱۲ربیع الاول کے بارے میں۔

شہر ''اربل'' کو خدا حفظ وامان عطا کرے۔اس بابرکت شہر میں ہر سال میلادالنبی ﷺ کے موقع پر اظہار فرحت کے لئے صدقات وخیرات کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں،نیک کام کئے جاتے ہیں صاف ستھرے لباس پہنے جاتے ہیں،یہ ایک حسین ترین طریقہ ہے جو اگر چہ نو ایجاد ہے مگر اس کے حسین ہونے میں کلام نہیں کیونکہ اس سے جہاں ایک طرف غرباء ومساکین کا بھالا ہوتا ہے وہاں اس سے حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کے ساتھ محبت کا پہلو بھی نکلتا ہے اور پتا چلتا ہے کہ اظہار شادمانی کرنے والے کے دل میں اپنے نبی پاک ﷺ کی بے حد تعظیم پائی جاتی ہے اور ان کی جلالت وعظمت کا تصور موجود ہے جو تمام جہانوں کے لئے رحمت مجسم ہیں۔

حوالہ:۔الباعث علی انکار البدع والحوادث:۱۳

امام حجر عسقلانیؒ (۷۷۳۔۸۵۲ھ/۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)

آپ کیا فرماتے ہیں،۱۲ربیع الاول کے بارے میں۔

شیخ الاسلام حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر سے میلاد شریف کے عمل کے حوالے سے پوچھا گیا آپ نے اس کا جواب کچھ یوں دیا: مجھے میلاد شریف کے بارے میں اصل تخریج کا پتا چلا جو صحیحین سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا۔آپ ﷺ نے ان سے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو؟اس پر وہ عرض کناں ہوئے کہ اس دن اللہ تعالی نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیه السلام کو نجات دی ،ہم اللہ تعالی کی بارگاہ میں شکر بجالانے کے لئے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ کسی معین دن میں اللہ تعالی کی طرف سے کسی احسان وانعام کا عطا ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر اللہ تعالی کا شکر بجالانا چاہیے اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا بھی مناسب تر ہے۔اللہ تعالی کا شکر نماز وسجدہ روزہ صدقہ اور تلاوت قرآن ودیگر عبادات کے ذریعہ بجالایا جاسکتا ہے اور حضور نبی رحمت ﷺ کی ولادت سے بڑھ کر اللہ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے؟اس لئے اس دن ضرور سجدہ بجالانا چاہیئے۔

امام شمس الدین السخاویؒ (۸۳۱۔۹۰۲ھ/۱۴۲۸۔۱۴۹۷ء)

آپ کیا فرماتے ہیں،۱۲ربیع الاول کے بارے میں۔

محفل میلادالنبی ﷺ قرون ثلاثہ فاضلہ کے بعد صرف ایک مقصد کے لئے شروع ہوئی اور جہاں تک اس کے منعقد میں نیت کا تعلق ہے تو وہ اخلاص پر مبنی پھر ہمیشہ سے جملہ اہل اسلام تمام ممالک اور بڑے بڑے شہروں میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے مہینیں میں محافل میلاد منعقد،کرتے ہیں،اب بھی ماہ میلاد کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات وخیرات دیتے ہیں۔یہ بات تجربانی عمل سے ثابت ہے جیسا کہ امام شمس الدین بن الجزری المقری نے بیان کیا

ہے کہ ماہ میلاد کے اس سال مکمل طور پر حفظ و امان اور سلامتی رہتی ہے اور تمنائیں پوری ہونے کی بشارت بہت جلد ملتی ہے۔ حوالہ:۔ملا علی، المورد الروی فی مولد النبی ﷺ: ۱۲، ۱۳

امام قسطلانی (صاحب ارشاد الساری)

آپ کیا فرماتے ہیں، ۱۲ ربیع الاول کے بارے میں۔

’’ہمیشہ سے اہل اسلام حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے مہینوں میں محافل میلاد کا اہتمام کرتے آئے ہیں ربیع الاول کے راتوں میں صدقات وخیرات کرتے ہیں۔ میلاد النبی ﷺ کی مجرب چیزوں میں ایک یہ بھی ہے کہ جس سال میلاد منایا جائے وہ سال امن سے گزرتا ہے، نیز (یہ عمل نیک مقاصد اور دلی خواہشات کی فوری تکمیل میں بشارت ہے۔ اللہ تعالی اس شخص پر رحم فرمائے جس نے ماہ میلاد النبی کی راتوں کو (بھی) بطور عید منا کر اس کی شدت مرض میں اضافہ کیا جس کے دل میں (بغض رسالت مآب کے سبب پہلے ہی خطرناک) بیماری ہے۔

حوالہ: قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۱: ۱۴۷

امام محمد بن جاراللہ ابن ظہیرۃ القرشی (۱۰۱۰ھ/ ۱۶۱۰م)

آپ کیا فرماتے ہیں، ۱۲ ربیع الاول کے بارے میں۔

اہل مکہ کا جشن میلاد ہر سال مکہ شریف میں ۱۲ ربیع لاول کی رات کو اہل مکہ کا یہ معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ شافعی ہیں مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک مجمع کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں چاروں مذاہب فقہ کے ائمہ اکثر فقہاء، فضلاء اور اہل شہر ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی شمعیں ہوتی ہیں وہاں جا کر مولد شریف کے موضوع پر خطبہ ہوتا ہے اور پھر بادشاہِ وقت، امیر مکہ اور قاضی شافعی (منتظم ہونے کی وجہ سے) کے لئے دعا کی جاتی ہے اور یہ اجتماع عشاء تک جاری رہتا ہے اور عشاء سے تھوڑا پہلے مسجد حرام میں آجاتے ہیں مقام ابراہیم علیہ السلام پر اکٹھے ہو کر دوبارہ دعا کرتے ہیں۔ اس میں بھی تمام قاضی اور فقہاء شریک ہوتے ہیں پھر عشاء کی نماز ادا کی جاتی ہے اور پھر الوداع ہو جاتے ہیں۔ (مصنف فرماتے ہیں کہ) مجھے علم نہیں کہ یہ سلسلہ کس نے شروع کیا تھا اور بہت سے ہم عصر مورخین سے پوچھنے کے باوجود اس کا علم نہیں ہو سکا۔ حوالہ: ابن ظہیرہ الجامع للطیف فی فضل مکہ واہلہا وبناء البیت الشریف: ۲۰۱۔۲۰۲

امام ابن حجر مکی ؒ (۹۰۹۔۹۷۳ھ/ ۱۵۰۳۔۱۵۶۶ء)

آپ کیا فرماتے ہیں، ۱۲ ربیع الاول کے بارے میں۔

’’ہمارے یہاں میلاد و اذکار کی جو محفلیں منعقد ہوتی ہیں وہ زیادہ تر بھلے کاموں پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ان میں ذکر کیا جاتا ہے، حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھا جاتا ہے اور صدقات دئے جاتے ہیں یعنی غرباء کی امداد کی جاتی ہے۔‘‘ حوالہ:۔ ابن حجر مکی، فتاوی حدیثیہ : ۱۲۹

محسن ہندوستان شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/ ۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)

آپ کیا فرماتے ہیں، ۱۲ ربیع الاول کے بارے میں۔

’’ہمیشہ سے مسلمانوں کا یہ دستور ہے کہ ربیع الاول کے مہینوں میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے

ہیں۔ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کریں۔اس موقع پر وہ ولادت کے واقعات بھی بیان کرتے ہیں۔''

حوالہ:۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ماثبت من السنہ:٦٠

امام زرقانیؒ (١٠٥٥۔١١٢٢ھ/١٦٤٥۔١٧١٠ء)

آپ کیا فرماتے ہیں،١٢ربیع الاول کے بارے میں۔

اہل اسلام ان ابتدائی تین (جن کو حضور نبی اکرم ﷺ خیرالقرون فرمایا ہے) کے بعد سے ہمیشہ ماہ میلاد النبی ﷺ میں محافل میلاد منعقد کرتے چلے آرہے ہیں۔یہ عمل (اگرچہ) بدعت ہے مگر''بدعت حسنہ'' ہے، کہ اس ماہ مبارک کو اعمال صالحہ اور صدقہ وخیرات کی کثرت اور دیگر اچھے کاموں کے لئے خاص کر دینا چاہیئے۔میلاد منانے کا یہی طریقہ پسندیدہ ہے۔لوگ (آج بھی) ماہ میلاد النبی ﷺ میں اجتماعیت کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور اس کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات وخیرات دیتے ہیں اور خوشی ومسرت کا اظہار کرتے ہیں، نیکیاں کثرت سے کرتے ہیں اور مولد شریف کے واقعات پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں جس کے نتیجے میں اس کی خصوصی برکات اور بے پناہ فضل وکرم ان پر ظاہر ہوتا ہے۔

حوالہ:۔زرقانی،شرح المواہب اللدنیہ،١:١٣٩

☆حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی

آپ کیا فرماتے ہیں،١٢ربیع الاول کے بارے میں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمت اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔میں ہر سال حضور ﷺ کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا،لیکن ایک سال (بوجہ عسرت) کھانے کا اہتمام نہ کر سکا،مگر میں نے کچھ بھنے ہوئے چنے لے کر میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ خوش وخرم تشریف فرما ہیں۔حوالہ:۔شاہ ولی اللہ،الدرالثمین:٤٠

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (١١٧٤ھ/١٧٦٢ء)

آپ کیا فرماتے ہیں،١٢ربیع الاول کے بارے میں۔

اس سے پہلے مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن میں ایک ایسی میلاد کی محفل میں شریک ہوا جس میں لوگ آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ درود وسلام عرض کر رہے تھے اور واقعات بیان کر رہے تھے جو آپ ﷺ کی ولادت کے موقع پر ظاہر ہوئے اور جن کا مشاہدہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہوا۔اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل پر انوار وتجلیات کی برسات شروع ہوگئی۔میں نہیں کہتا کہ میں نے یہ منظر صرف جسم کی آنکھ سے دیکھا تھا نہ یہ کہتا ہوں کہ فقط روحانی نظر سے دیکھا تھا۔بہرحال جو بھی ہو میں نے غور وخوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ انوار ان ملائکہ کی وجہ سے ہے جو ایسی مجالس میں شرکت پر مامور کئے ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ کے ساتھ ساتھ رحمت باری تعالی کا نزول بھی ہو رہا تھا

۔اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں سے کون سا معاملہ تھا۔
حوالہ: فیوض الحرمین: ۸۰، ۸۱

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ (۱۲۳۳ھ/۱۳۱۷ھ)

آپ کیا فرماتے ہیں، ۱۲ ربیع الاول کے بارے میں۔
شمائم امدادیہ صفحہ ۹۴ پر لکھتے ہیں ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں۔ تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہئے۔ اگر اہتمام تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ حضور ﷺ کو اللہ نے عظیم شان سے نوازا ہے۔ حضور ﷺ کا تشریف لانا ممکن ہے۔ اسی کتاب کے صفحہ ۸۷، ۸۸ پر لکھتے ہیں۔
مولد شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں۔ اس قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضور ﷺ ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے۔ مشہور کتابچہ ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' کے صفحہ ۹ میں فرماتے ہیں: فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہے، بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔
جو لوگ میلاد کی محفل کو بدعت مذمومہ کہتے ہیں خلاف شرع کہتے ہیں''

مولانا عبدالحی لکھنوی دیوبندی (۱۲۶۴۔۱۳۰۴ھ/۱۸۴۸۔۱۸۸۷ء)

آپ کیا فرماتے ہیں، ۱۲ ربیع الاول کے بارے میں۔
،، یہ دیوبندی مکتب فکر کے امام ہیں،، آپ دن اور تاریخ کے تعین کے بارے میں لکھتے ہیں ۔جس زمانے میں بطرز مندوب محفل میلاد کی جائے باعث ثواب ہے اور حرمین، بصرہ، شام یمن اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشی اور محفل میلاد اور کار خیر کرتے ہیں اور قرات اور سماعت میلاد میں اہتمام کرتے ہیں اور ربیع الاول کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی ان ممالک میں میلاد کی محفلیں ہوتی ہیں۔ اور یہ اعتقاد نہیں کرنا چاہئے کہ ربیع الاول میں ہی میلاد شریف کیا جائے گا تو ثواب ملے گا ورنہ نہیں۔ حوالہ: ۔فتاویٰ عبدالحی
مخالفین کا یہ کہنا بے معنی ہے کہ میلاد سنیوں نے پیدا کیا میلاد النبی ﷺ کے فضائل برکات پر اماموں نے صدیوں پہلے کتابیں لکھی اس بات سے یہ واضع ہوتا ہے کہ میلاد النبی ﷺ ان اماموں کے نزدیک کتنا معتبر عمل ہوگا اور یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ میلاد النبی ﷺ مسلمان صدیوں سے مناتے آرہے ہیں۔
نوٹ: میلاد النبی ﷺ کے بارے میں اور بھی اماموں کے قول ہیں، باقی اماموں کے قول کتاب چھوٹی رکھنے کی بناپر چھوڑ دیئے ہیں۔ حق ماننے والو کے لئے اتنا کافی ہے۔

☆ آگے ان اماموں کا تذکرہ ہے جنھوں نے میلاد النبی ﷺ پر کتابیں لکھ کر امت مسلمہ پر احسان کرا۔

☆ابن کثیر (۷۷۴ھ)

شیخ الاسلام ابن حجر العسقلانی نے '' الدرر الکامنته' صفحہ ۳۷۴ پر ان کے حالات تحریر

کرتے ہوئے نقل کیا ہے کہ وہ متون حدیث اوراسمائے رجال کے مطالعہ میں مشغول رہے۔ انہوں نے ابن تیمیہ سے استفادہ کیا اوراس کی محبت میں گرفتار ہوگئے اوراس کی وجہ سے آزمائش سے گزرنا پڑا۔آپ بہت حاضر جواب اورظریف طبع تھے۔ان کی تصانیف ان کی زندگی میں ہی دوردراز شہروں تک پہنچ گئی جن سے ان کی وفات (۷۷۴ھ) کے بعدبھی لوگوں نے استفادہ کیا ۔ابن کثیر نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کی میلاد کے بارے میں کتاب لکھی۔جو حال ہی میں ڈاکٹر اصلاح الدین المنجد کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوگئی ہے۔

☆ حافظ عراقی (۷۲۵ھ۔۸۰۷)

حافظ العراقی جو ۷۲۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۰۸ میں انہوں نے وصال فرمایا۔وہ معروف اورعظیم امام جن کا لقب ابولفضل زین الدین ہے۔۔آپ علم وعرفان میں پختگی کے لحاظ سے سبقت لے جانیوالے ہیں۔معاصر علماء وائمہ نے ان کی یکتائی فن پرشہادت دی ہے۔آپنے حدیث اسناد اورضبط روایت میں کمال ورسوخ حاصل کیا۔دیارمصر میں حصول عرفان کے لیے منبع فیضان تھے۔میری بساط ہی کیا ہے کہ میں اتنے بڑے امام کے بارے میں لب کشائی کر سکوں۔

وہ تو بحرنا پیدا کنار تھے۔سنت نبی ﷺ کے محافظ اوراس دن حنیف کے لئے مضبوط ستون تھے۔حدیث وروایات اوراصول وقواعد کے ضمن میں صرف اتنا کہنا ہی سند درجہ رکھتا ہے۔ قال العراقی ''یعنی قول عراقی کا ہےان کی کتاب ''الفیۃ السیرہ'' اپنے موضوع میں مستند ترین کتاب ہے۔علم حدیث سے تھوڑا بہت شغف رکھنے والا ہر شخص ان کے علم فضل سے بخوبی آگاہ ہے اس جلیل القدر امام نے جشن میلاد کے متعلق ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا جس کا نام ''المورود الھنی فی المولد السنی '' رکھا گیا جس کا ذکر علامہ ابن فہد اورامام سیوطی جیسے بہت سے حفاظ حدیث نے اپنی تالیفات میں کیا ہے۔

☆ حافظ السخاوی (۸۳۱ھ۔۹۰۲ھ)

محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد القاہری المعروف حافظ السخاوی جو ۸۱۳ھ میں پیدا ہوئے اور ۹۰۲ مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔آپ بہت بڑے مورخ اورنامور حافظ حدیث تھے ۔امام سوکانی نے ''الدر الطالع میں آپ کے حالات قلمبند کیے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آپ کا شمار اکابرائمہ میں ہوتا ہے۔ابن فہد کا قول ہے کہ '' میں نے متاخرین حفاظ حدیث میں ان جیسا عالم نہیں دیکھا۔انہیں معرفت حدیث ، اسمائے رجال ، راویوں کے حالات اور جرح وتعدیل میں کمال حاصل تھا اوران تمام علوم میں آپ ہی سند تھے۔'' یہاں تک کہ ایک عالم نے کہا کہ '' حافظ ذہبی کے بعد ان جیسے ماہر علوم وفنون حدیث شخص کا وجود نہیں ملتا اورانہیں پر فن حدیث ختم ہوگیا'' امام شوکانی کا کہنا ہے کہ اگر حافظ سخاوی کی ''الضوء الامع ''کے علاوہ کوئی اورتصنیف نہ بھی ہوتی تو یہی ایک کتاب ان کی امامت پر بڑی دلیل تھی۔حاجی خلیفہ نے '' کشف الظنون ''میں ذکر کیا ہے کہ حافظ سخاوی نے میلاد شریف کے بارے میں ایک رسالہ'' مولدالنبی ﷺ'' ترتیب دیا۔

☆امام جلال الدین السیوطی (۸۴۹ھ۔۹۱۰ھ)

آپ کا علمی مقام آفتاب کی طرح ہر خاص و عام پر واضع ہے اسی لئے آپ کا لقب جلال الدین پڑا۔ بہت بڑے محدث ہیں۔ آپ ۸۴۹ ہجری میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ چنانچہ آپ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ آپ کے جشن میلا د النبی ﷺ کے جواز میں بھی ''حسن المقصد فی عمل المولد'' کے نام سے رسالہ لکھا جو پوری دنیا میں مقبول ہوا۔ اب یہ الحاوی للفتاوئ میں شامل ہے۔

☆ابن وبیع الشیبانی (۸٦٦ھ۔۹۴۴ھ)

آپ محرم ۸٦٦ھ میں پیدا ہوئے اور جمعہ کے روز ۱۲ رجب ۹۴۴ میں وفات پائی۔ آپ امام زمانہ تھے۔ شیخ الحدیث کی مسند پر جلوہ فرما رہے۔ آپ نے ایک سو سے زیادہ دفعہ بخاری شریف کا درس دیا اور ایک مرتبہ چھ روز میں بخاری شریف کو ختم کیا۔ آپ نے میلا د نبوی ﷺ کے بارے میں ایک کتاب لکھی۔

☆امام ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ)

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی آپ کے دادا استاد تھے۔ آپ نے میلا د النبی ﷺ کے موضوع پر مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف فرمائیں۔

۱۔ تحریر الکلام فی القیام عند ذکر مولد سید الانام ﷺ ۲۔ تحفۃ الاخیار فی مولد المختار ﷺ۔

علاوہ ازیں انہوں نے اپنی مشہور کتاب فتاوی حدیثیہ میں بھی اس موضوع پر تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔

☆ملا علی قاری

امام شوکانی نے جس محدث جلیل کو مجتہد کا درجہ دیا ہے اس نے بھی میلا د النبی ﷺ کے بارے میں ایک کتاب تالیف کی جس کا نام ''المورد الروی فی المولد النبوی'' ہے۔

☆عبد الکریم البرزنجی (م ۱۱۷۷ھ)

علامہ سید جعفر بن حسن بن عبد الکریم البرزنجی الشافعی۔ آپ مفتی اعظم مدینہ منورہ اور بڑے مشہور محدث و معتمد تھے۔ آپ کی مشہور و معروف کتاب مولد النبی ﷺ پر جو کہ معروف ہوئی ''بمولد البرزنجی'' اور بعض علماء نے اختلاف کرتے ہوئے کہا ان کی کتاب کا نام ''عقد الجوهر فی مولد النبی الازهر''

آپ کا میلا د نامہ بلاد عرب اور مسلم ممالک میں مشرق سے مغرب تک مشہور و معروف ہوا اور یہ میلا د نامہ مشہور ناموں میں ایک ہے۔ انکی شہرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ کثیر تعداد عرب و عجم کی اس رسالہ کو حفظ کرتے ہیں اور دینی اجتماعیت کی مناسبت کے اعتبار سے اسے پڑھتے ہیں۔ یہ میلا د نامہ حضور نبی اکرم ﷺ کی مختصر سیرت، آپ ﷺ بعثت اور ہجرت اور آپ ﷺ کے اخلاق اور غزوات اور آپ ﷺ کی وفات تک کے ذکر پر مشتمل ہے۔ آپ نے اس میلا د نامہ کے ابتداء میں یہ تحریر کیا ہے۔

☆یوسف بن اسماعیل نبھانی (م ۱۳۵۰ھ)

شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی (۱۳۵۰ھ) آپ بڑے محقق گزرے ہیں آپ کی ایک میلا د پر کتاب ''جواهر النظم البدیع فی مولد الشفیع'' کے نام سے کئی دفعہ بیروت سے شائع

ہو چکی ہے۔

☆ بدعت کا بیان (حصہ اول)

بدعت کی دو قسمیں ہوتی ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں۔

ا۔ بدعت حسنہ (یعنی اچھی بدعت)

۲۔ بدعت سیئہ (یعنی بری بدعت)

حدیث:۔حضور ﷺ نے فرمایا جو اسلام میں کوئی سنت حسنہ (یعنی اچھا طریقہ) پیدا کرے۔ اور پھر اس کے بعد اس پر عمل کیا جائے تو اس پر سب عمل کرنے والوں کے برابر اجر دیا جائے گا ۔اور ان میں سے کسی کا اجر کم نہیں کیا جائے گا۔ اصطلاح شریعت میں بدعت اس عمل کو کہتے ہیں جو حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ میں نہ ہو۔

مذکورہ حدیث میں حضور ﷺ نے بدعت حسنہ کو سنت قرار دیا، واضح ہوا جو عمل بعد کے دور میں دین کے امام مجتہدین جو طریقہ وضع کریں وہ سب حضور ﷺ کے قول کے مطابق سنت کے زمرہ میں آئے گا۔

میلاد پر اماموں نے کتابیں لکھ کر یہ بات واضح فرمادی کہ میلاد النبی ﷺ ان کے نزدیک شریعت کے دلائل سے ثابت ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو نئی چیز یعنی نیا عمل سنت یا اجمع کے خلاف ہو وہ بری بدعت ہے۔ اور جو نئی چیز خیر ہو اور قرآن حدیث اور اجمع کے خلاف نہ ہو وہ اچھی بدعت ہے۔ ثابت ہوا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے کہ بدعت دو قسم کی ہوتی ہے ایک اچھی بدعت ایک بری بدعت، اچھی بدعت وہ ہے جو قرآن مجید یا سنت یا اجمع یا ان میں کسی ایک سے ثابت ہو۔ وہ اچھی بدعت ہے۔ میلاد النبی ﷺ اجمع سے ثابت ہے پچھلے صفحات پر ہم اماموں کے قول پیش کر چکے ہیں، اور حضور ﷺ نے بدعت حسنہ کو سنت قرار دیا۔ یعنی جو عمل شروع کے دور میں نہیں تھا۔ بعد کے دور میں امام مجتہدین کے قول و عمل سے ثابت ہوا۔ ایسا عمل بدعت حسنہ ہے اور حضور ﷺ نے ایسے عمل کو سنت حسنہ قرار دیا۔ میلاد النبی ﷺ منانے کی خوبی شرع سے ثابت ہے کیونکہ اس کی خوبی اگر شرع سے ثابت نہ ہوتی تو اتنی کثیر تعداد میں امام مجتہدین کے قول میلاد النبی ﷺ کے جواز پر نہ ہوتے بلکہ میلاد النبی ﷺ کے جواز تو جواز اس کے فضائل و برکات پر کتابیں نہ لکھتے۔

☆ امام علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں: بدعت اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ اچھی بدعت ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بری بدعت ہے اور دونوں میں کسی کے نیچے داخل نہ تو وہ قسم مباح سے ہے۔

حضرات گرامی علامہ ابن حجر عسقلانی کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی عمل کو صرف بدعت کہنے سے شریعت کی روشنی میں یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ کام غلط ہے۔ کیونکہ بدعت کے عمل سے اگر شریعت کی خوبی ظاہر ہو تو وہ اچھی بدعت کہلاتی ہے۔ اور اگر کوئی عمل شریعت کی خوبی کے خلاف ہو تو بری بدعت ہے اور اگر کوئی عمل شریعت کی نہ تو خوبی سے ثابت ہو اور نہ ہی برائی سے ثابت

ہو،ایساعمل مباح کہلاتا ہے(یعنی جس کے کرنے پر نہ ثواب نہ عذاب)۔

☆دیوبندی مولوی اشرف تھانوی کے پیر حاجی امداداللہ رحمت اللہ علیہ اپنی کتاب فیصلہ ہفت مسلہ کے صفہ نمبر۸۰ اور۸۱ پر فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالے قرآن مجید میں ارشادفرماتا ہے،

ورھبـانیّته انِ بتداعوھا ماکتبناھاعلیھم الابتخاء رضوان اللہ شفما رعوھاحق رعایتھا o

ترجمعہ:۔تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی۔ہاں یہ بدعت اللہ کی رضا چاہنے کے لئے پیدا کی پھران سے نہ نبھایا جیسا کہ اس کے نبھانے کا حق تھا۔

آیت کریمہ کا صریح مفاد یہ ہے کہ کسی دین میں کسی نئی بات کا نکالنا جبکہ وہ اصول دین کے بجالانے کا صراحتہ کوئی حکم آیا ہو یعنی بجائے خود وہ بات نیک ہو اور مقصداس سے تقّرب خداوندی کا حصول ،اور رضائے الٰہی کا اتباع ہو تو وہ بات بہتر ہے۔اس پر ثواب ملتا ہے۔البتہ اسے نبھانا اور جاری رکھنا چاہیئے ۔کہ اب یہی اس کا حق ہے ۔کیونکہ رب تبارک وتعالی نے بنی اسرائیل کی ملامت اس پر نہ فرمائی کہ انہوں نے نیا کام کیوں ایجاد کیا،ملامت فرمائی تو اس بات پر فرمائی کہ انہوں نے اس کا حق ادانہ کیا۔اُس کے ساتھ نبھاؤ نہ کیا۔اُسے جاری نہ رکھا۔

حاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ فرما رہے ہیں کہ جو عمل اللہ کی رضا کی خاطر کیا جائے اگر چہ دین میں نیا ہو تو اس پر ثواب ملتا ہے ۔میلاد کے منکر کوئی اور بہانہ تلاش کریں۔

☆میلاد نبی ﷺ (منانے) کو بدعت کہنے والوں کو جواب

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ میلاد شریف موجودہ ہئیت کے ساتھ قرون ثلٰثہ(دورنبوی ،دور صحابہ،دورتابعین)میں نہ تھا،لہذا بدعت وممنوع ہے۔

اس طرح کہنا کئی وجود سے باطل ہے : اولً تو اس کے لئے کہ میلاد نبی ﷺ کی اصل قرآن وحدیث اورافعال صحابہ سے ثابت ہے،جیسا کہ اس کے کثیر دلائل پہلے ہی دے چکے ہیں۔قرون وزمانہ کو حکم بنانا(فلاں زمانے میں تھا تو جائزاورفلاں زمانے میں نہ تھا تو ناجائز) جہالت اوراپنی طرف سے شریعت گھڑھنا ہے،ہمیں تو صاحب شریعت سرورکائنات ﷺ نے یہ اصول دیا کہ جو چیز اللہ تعالی نے حلال کی اپنی کتاب قرآن مجید میں وہ حلال اور جو حرام فرمائی وہ حرام اور جس کے بارے میں سکوت کیا وہ بھی کر سکتے ہیں،ترمذی وابن ماجہ حاکم نے سیدنا سلمان فارسی رضی **اللہ تعالی انہ** سے روایت کیا ہے،حضوراقدس ﷺ فرماتے ہیں: حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے یعنی اس پہ کچھ مواخذہ نہیں

حوالہ: جامع ترمذی،سنن ابن ماجہ

رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا بیشک اللہ تعالی نے کچھ باتیں فرض کیں انہیں ہاتھ سے نہ جانے دو اور کچھ حرام فرمائیں ان کی حرمت نہ توڑو اور کچھ حدیں باندھیں اُن سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا اُن میں کاوش نہ کرو۔ حوالہ:سنن دار قطنی ،

ہر نئے کام کو بدعت سئیہ (بری بدعت) کہنا بھی جہالت ہے،ہمیں تو صاحب شریعت ﷺ نے حکم دیا جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اپنے ایجاد کرنے کا ثواب بھی ملے گا اور جو اس طریقے پر عمل کریں گے ان کا اجر بھی اسے ملے گا۔ حوالہ: صحیح مسلم،

بدعت کو بدعت سئیہ میں منحصر کرنا بھی شریعت پر افتراء ہے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ تروایح کی جماعت کے متعلق فرماتے ہیں یہ اچھی بدعت ہے۔

حوالہ: صحیح بخاری۔: صرف بدعت کہنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عمل اچھا ہے یا برا ہے ثابت ہوا کی ہر نیا کام شریعت کے اصول کے مطابق ہے تو وہ بدعت حسنہ ہے، اگر خلاف ہے بدعت مضموم ہے۔

☆ بدعت کا بیان (حصہ دوم)

☆ امام قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب
(اندلسی، قاضی عیاض بن موسیٰ الشفاء بتعرف حقوق المصطفیٰ: ج۲ ص۳۳)
پر لکھتے ہیں، یعنی امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بھی نبی اکرم ﷺ کا نام اقدس سنتے تو ان کا رنگ (تعظیم رسول ﷺ میں) بدل جاتا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ تبع تابعی ہیں محدث ہیں، اہل سنت کے فقہ مالکی کے امام ہیں، حضور نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر کو بدلنے والوں سے سوال ہے کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کو کون سی حدیث سے یہ ثبوت ملا کہ حضور ﷺ کے نام اقدس کو سن کر سر جھکایا جائے کیا اتنے بڑے امام اور محدث کو کسی نے بدعتی کہا ہے۔ امام مالک علیہ الرحمہ ، مدینہ منورہ میں سوار ہو کر نہیں نکلتے تھے، اس کا سبب یہ فرمایا کرتے تھے کہ سواری سے ایسی سرزمین کے روندو جہاں رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک ہو مجھے اللہ سے شرم وحیا آتی ہے۔
ایسا عمل کونسی حدیث سے ثابت ہے جس پر امام مالک ہمیشہ عمل کرتے رہے۔ آپ یہ عمل حضور ﷺ کی محبت میں کرتے تھے۔

☆ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کسی چیز کا نہ پایہ جانا اس کے نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ حوالہ تفسیر کبیر'' جلد۷، صفحہ ۵۶۹۔

شیخ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں: بعض لوگ جو محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں ان کا یا تو مقصد عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہے کہ جس طرح وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دن مناتے ہیں یا مقصد فقط النبی ﷺ کی محبت اور تعظیم ہے اگر دوسری صورت ہے تو اللہ تعالی ایسے عمل پر ثواب عطا فرمائیگا۔ (اور صاف ظاہر ہے کہ مسلم ممالک میں محافل میلاد کے انعقاد میں سوائے تعظیم ومحبت رسول صلّی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلّم کے اور کوئی بھی مقصد پیش نظر نہیں ہوتا
حوالہ: (اقتضاء الصراط المستقیم ''ص: ۶۲۱)

☆ حضور ﷺ کا ذکر اللہ پاک کا ذکر ہے

لفظ مجموعہ حروف ہوتا ہے۔ اگر ان میں سے کسی ایک حرف کو حذف کر دیا جائے تو بقیہ حروف اپنا معنی کھو بیٹھتے ہیں، مثلاً ذہین ایک بامعنی لفظ ہے اور ''ذ ہ ی ن'' کا مجموعہ ہے۔ اگر ان حروف میں سے پہلے حرف ذ کو حذف کر دیا جائے تو بقیہ حروف ''ہ ی ن' بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں۔

لیکن اس سے لفظ ''اللہ اور محمد'' مستثنیٰ ہیں۔اگر لفظ ''اللہ'' جو کہ اللہ کا ذاتی نام ہے، میں سے پہلا حرف (الف) کم کردیا جائے تو باقی تو باقی ''للہ'' رہ جاتا ہے، جس کا مطلب ہے، اللہ کے لئے۔ اگر دوسرا حرف (لام) ہٹا دیا جائے تو باقی ''الہ'' رہ جاتا ہے۔جس کا مطلب ہے ''معبود'' اور اگر الف اور لام دونوں کو الگ کردیا جائے تو باقی ''لہ'' رہ جاتا ہے، جس کا مطلب بھی ''اللہ کے لئے'' ہے۔اگر لام کو بھی ہٹا دیا جائے تو ''ہ'' رہ جاتا ہے جس کا معنی ہے ''وہی'' اور وہ اللہ ہی ہے۔

لفظ ''محمد'' جو حضور ﷺ کا ذاتی نام ہے اس نام کا ہر حرف بھی بامعنی ہے۔اگر شروع کا ''م'' ہٹا دیا جائے تو ''حمد'' رہ جاتا ہے، جس کا مفہوم تعریف وتوصیف ہے۔اور اگر صرف ''ح'' کو کم کردیا جائے تو ''ممد'' رہ جاتا ہے، یعنی مدد کرنے والا۔اگر ابتدائی، م اور ح کو حذف کردیا جائے تو باقی، مد، رہ جائیگا، جس کا مفہوم ہے، دراز اور بلند یہ حضور ﷺ کی عظمت اور رفعت کی جانب اشارہ ہے اور اگر دوسرے میم کو بھی ہٹا دیا جائے تو صرف دال رہ جاتا ہے جسکا مفہوم ہے دلالت کرنے والا یعنی اسم محمد کا ہر حرف اللہ کے وجود اور وحدانیت پر دال ہے۔

محمد ﷺ نام رکھنے کی وجہ آپ ﷺ کے بے عیب ہونے کا اعلان کرنا تھا۔

یہ حقیقت ہے کہ تعریف ہمیشہ خوبی اور کمال پر کی جاتی ہے، نقص اور عیب پر نہیں۔اس سے حضور ﷺ کا نام ''محمد'' کی وجہ خود بخود واضع ہو جاتی ہے۔شاعر بارگاہ نبوت ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے ان اشعار کا بھی یہی مفہوم ہے: (محبوب ﷺ) آپ ﷺ سے زیادہ حسین تر چہرہ آج تک کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت شخص کسی ماں نے نہیں جنا۔آپ ﷺ ہر (جسمانی وروحانی) عیب سے کلی طور پر پاک اور طاہر پیدا کئے گئے ہیں ،آپ ﷺ ایسے ہی تخلیق فرمائے گئے جس طرح آپ ﷺ خود چاہتے تھے۔

☆ یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ حضور ﷺ کی ذات جامع اوصاف ہے تمام وصف تمام کمالات تمام فضائل اور تمام مناقب حُسنِ وخوبی کی تمام حقیقتیں، اللہ تعالی نے ذات مصطفی ﷺ میں جمع فرمادیں۔جس طرح حضور ﷺ کی ذات جامع اوصاف ہے، اسی طرح حضور ﷺ کا ذکر جامع الاذکار ہے۔اللہ کی مخلوق میں کسی کا ذکر اس شان ومرتبہ کا حامل نہیں، کہ اس ایک ذات کا ذکر کیا جائے اس میں سارے محمود ذکر آجائیں، سارے مطلوب ذکر آجائیں۔حضور ﷺ کا ذکر جامع الاذکار ہے۔میلاد النبی ﷺ کا وقت ذکر مصطفی ﷺ میں وقف ہوتا ہے یعنی ذکر خدا میں وقف ہوتا ہے۔قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں، تمام انبیاء اور اولیاء اللہ کی یاد عین خدا کی یاد ہے، جس نے حضور ﷺ کا ذکر کیا اس کے نامئہ اعمال میں ذکر خدا کرنا لکھا جاتا ہے۔سب سے بڑا ذکر خدا کا ذکر ہے۔اللہ نے حضور ﷺ کے ذکر کو وہ جامعیت وکلیت عطا فرمائی ہے اگر حضور ﷺ کا ذکر کرلیا جائے تو اس کے نامئہ اعمال میں ذکر خدا کرنا لکھا جائے گا۔اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ۝

ترجمہ: اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ پاک کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرنے والے جلیل القدر تابعی حضرت مجاہد بن جبر جو کہ عبداللہ ابن عباس کے شاگرد، اوران سے روایت کرنے والے ہیں۔ مجاہد بن جبر وہ تابعی ہیں جن کے بارے میں امام ترمذی جامع ترمذی کے ابواب تفسیر القرآن میں فرماتے ہیں۔ اگر کوئی روایت قرآن مجید کی تفسیر کی مجاہد بن جبر جیسے تابعی سے مروی ہو۔ تو یہ تفسیر ان کی تفسیر نا سمجھی جائے بلکہ یہ تفسیر، تفسیرے مصطفٰی سمجھی جائے۔ اس لئے کہ وہ کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کہتے وہ جلیل القدر صحابہ سے سن کر روایت کرتے ہیں اور جلیل القدر صحابہ اپنی طرف سے نہیں کہتے وہ فہم مصطفٰی پر قائم کر کے اپنی بات کہتے ہیں۔

یعنی قرآن کی کسی بھی آیت کی تفسیر مجاہد بن جبر سے مروی ہوتو وہ تفسیر حضور ﷺ کی تفسیر سمجھی جائے یہ بات امام ترمذی جامع ترمذی میں فرماتے ہیں اور امام ترمذی کتب حدیث کی چوٹی کی چھ کتابوں میں سے ایک امام ہیں۔ مجاہد بن جبر کی تفسیر ملاحظہ فرمائیے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالٰی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ خبردار اللہ کے ذکر سے دل اطمینان پاتے ہیں۔ اللہ کا ذکر کیا ہے، آپ نے فرمایا "ذکر الله هو ا محمد" محمد مصطفٰی ﷺ کی ذات وہی اللہ کا ذکر ہے۔ اللہ اکبر! اللہ نے حضور ﷺ کو اپنی وہ قربت عطا فرمائی ہے کہ حضور ﷺ کے ذکر کو اپنا ذکر بنا دیا اگر حضور ﷺ کا ذکر کیا تو از خود وہ ذکر اللہ ہو گیا۔ میلا د منانا حضور ﷺ کا ذکر کرنا ہے۔ اور حضور ﷺ کا ذکر اللہ کا ذکر ہے گویا میلا د النبی ﷺ میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے۔ اللہ تعالٰی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ ورفعنا لک ذکرك ٥

ترجمہ: ہم نے آپ کا ذکر آپ کے خاطر بلند کر دیا۔

حضور ﷺ سے عرض کیا گیا اللہ نے جو آپ کا ذکر بلند کیا اس کے معنی کیا ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا حدیث قدسی سے کہ اے محبوب جس نے آپ کا ذکر کرلیا بس اس نے میرا ذکر کر لیا۔ جس نے آپ کی رسالت کا ذکر کرلیا بس اس نے میری ربوبیت کا ذکر کرلیا۔

حوالہ: صحیح ابن حبان جلد نمبر:۳ صفہ نمبر: ۱۱۱ حدیث نمبر:۸۶۰

اللہ پاک نے حضور ﷺ کے ذکر کو وہ نسبت وہ تعلق وہ قربت عطا فرمائی ہے کہ جو حضور ﷺ کا ذکر کرلے گا اس کے نامۂ اعمال میں خدا کا ذکر کرنا لکھا جائے گا۔ جو آپ ﷺ کی رسالت کا ذکر کرلے گا اس کے نامۂ اعمال میں اللہ کی ربوبیت کا ذکر کرنا لکھا جائے گا۔

اس حدیث قدسی میں رب تعالی کیا فرمار ہا ہے۔ اے محبوب جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے ہمارا ذکر کیا۔ محفل میلاد میں ہوتا ہی حضور ﷺ کا ذکر ہے اس حدیث قدسی میں خدا تعالی فرمار ہا ہے۔ حدیث کا اگلا مضمون ہے کہ جس نے آپ ﷺ کی رسالت کا ذکر کرلیا، درحقیقت اس نے میری ربوبیت کا ذکر کرلیا۔ رسالت کے ذکر سے مراد وہ واقعات ہیں، جو آپ ﷺ کی ظاہری زندگی سے جڑے کوئی بھی واقعہ بیان کرنا رسالت کا بیان کرنا کہلاتا ہے۔

مخالفین کا یہ کہنا کہ نبوت آپ کو چالیس سال کی عمر شریف میں ملی جواب ملاحظہ فرمائیے۔ جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام پیدا ہوئے تو آپ نے عرش پر جنت پر فرشتوں کے سینوں پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ﷺ یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق

نہیں۔محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں یہ نہیں لکھا تھا کہ رسول بنینگے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ جب دنیا ظاہر میں پیدا ہوئے تو اس وقت بھی نبی رسول تھے،اور پیدائش سے لے کر وصال تک کے کسی بھی واقعہ کو بیان کرنا رسالت کا بیان کرنا کہلاتا ہے۔اور محفل میلا د میں پیدائش کے واقعات بیان کئے جاتے ہیں۔جو کہ رسالت کا بیان کرنا ہے اور اللہ فرماتا ہے،جس نے آپ کی رسالت کا بیان کیا گو یا اس نے میری ربوبیت کا بیان کیا۔واضح ہوا کہ میلا دالنبی ﷺ کرنا گو یا اللہ کی ربوبیت کا بیان کرنا ہے،اور اجر وثواب اللہ پاک کی ربوبیت کا بیان کرنے کا لکھا جائے گا۔

ایک بات اور ذہن نشین کرلیں کہ اللہ پاک فرماتا ہے قرآن مجید میں کہ ہم نے آپ کا ذکر آپ کی خاطر بلند کر دیا مصطفیٰ ﷺ کا ذکر خدا بلند کر رہا ہے بلند کرنے والا خدا اونچا کرنے والا خدا،اور ہم انسان ہو کر یہ ناپنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ مصطفیٰ کی شان اتنی ہے یا اوتنی ہے،

اللہ پاک نے اپنے محبوب ﷺ کا ذکر اتنا بلند کرا کہ محبوب ﷺ کے ذکر کو اپنے ذکر سے جوڑ دیا۔ تا کہ کوئی مصطفیٰ ﷺ کے ذکر کو چھوٹا ذکر سمجھ کر چھوڑ نہ دے۔اس لئے اللہ پاک نے اپنے ذکر سے مصطفیٰ ﷺ کا ذکر جوڑ دیا،اور کیوں نہ ہو اپنے محبوب کے ذکر سے ہر عاشق کو خوشی ہوتی ہے۔ واضح ہوا حضو ﷺ کا ذکر خدا بلند کر رہا ہے۔ہم محفل میلاد میں حضور ﷺ کا ذکر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہیں۔ وللآخرۃ خیرٌ لک من الاولی

ترجمہ: (یعنی اے محبوب) آپ کی آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے اونچی ہے۔حضور کی شان ہر لمحہ بلند ہو رہی ہے۔یعنی شان تو آپ ﷺ کو اللہ پاک نے وقت تخلیق عطا فرما دی،جس کا کوئی ادراک بھی نہیں کرسکتا۔اس کے بعد بھی آپ کی شان ہر لمحہ بلند ہو رہی ہے۔حدیث پاک میں ہے حضو ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر میری حقیقت سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا

(مطالع المسرات صفحہ:۱۲۹)

حضو ﷺ کی شان تو وہ ہے کہ کوئی جانتا ہی نہیں۔سوائے اُس خدا کے جس نے پیدا فرمایا۔اللہ نے جو مقام آپ ﷺ کو عطا فرمایا اس کی بلندی کی حد کوئی نہیں جانتا،اور جن بلندیوں پر آپ ﷺ فائض ہیں۔ہر لمحے آپ ﷺ کا مرتبہ اُن بلندیوں سے بھی بلند ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔اللہ پاک نے حضو ﷺ کو اس قدر بلند شان سے نوازا ہے

اور یہ انسان اُس مقام کو اپنے ناقص ذہن میں تول رہا ہے۔حضو ﷺ کا مقام اتنا ہے،اُتنا ہے،جب ہمیں پتا ہی نہیں کہ حضو ﷺ کی شان مرتبہ کی حقیقت کیا ہے۔تو ہم حضور ﷺ کے مرتبہ کو کیسے جان سکتے ہیں۔

جو پوری رات ذکرِ مصطفیٰ کرے گا اس کے نام اعمال میں ذکر خدا کرنا لکھا جائے گا اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ حضو ﷺ خدا ہیں ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ومشرک ہوجائے گا حضو ﷺ خدا نہیں،مگر حضو ﷺ کا ذکر،ذکرِ خدا ضرور ہے۔ایک تو حضو ﷺ کا ذکر اللہ پاک کا ذکر ہو گیا اور ایک حضو ﷺ کا ذکر اللہ پاک کے ذکر کا ذکر ہو گیا۔آپ کہیں گے اللہ کا ذکر تو سمجھ میں آ گیا۔ مگر اللہ کے ذکر کا ذکر کیا ہے،اللہ پاک کا ذکر ایک ہے اور وہ ذکر مصطفیٰ ہے۔قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ اور اس کے فرشتے ہر وقت درود وسلام بھجتے ہیں۔ اللہ پاک

حضورﷺ پر درود پاک پڑھتا ہے ہر وقت۔ درود حضورﷺ کا ذکر ہے اور اللہ ہر وقت درود پڑھتا ہے۔ گویا اللہ ہر وقت ذکر مصطفیٰ کرتا ہے۔ مصطفیٰﷺ کا ذکر کرنا خدا کی سنت اور اس کا حکم ہے۔

☆اب اشرف تھانوی کے پیر حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ بھی پیش کرتے ہیں۔ آپ کی کتاب فیصلہ ہفت مسلئہ صفحہ نمبر:۵۳ کی یہ روایت پڑھیئے۔ شفا شریف میں ابن عطا سے روایت ہے۔ جعلتک ذكرًا من ذكرى فمن ذكرك ذكرنى ۔ بلکہ تمام انبیاء اولیا اللہ کی یاد عین خدا کی یاد ہے۔ کہ ان کی یاد ہے تو اسی لیے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں اور یہ اللہ کے ولی ہیں۔

☆اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ وَذكرهم بايّا م الله

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے دنوں کی یاد دلاؤ۔

ایک سوال ذہن میں آتا ہے، کہ اللہ پاک کے دن کون سے ہیں۔ سارے دنوں کا خالق ہی اللہ ہے۔ اس آیت کریمہ کے حکم کی حقیقت جاننے کے لئے ہم تفسیر کی طرف رخ کرتے ہیں۔ امام فخر والدین راضی کی تفسیر کبیر امام قرتبی کی تفسیرے قرتبی میں اس آیت کریمہ کی تفسیر کچھ اس طرح لکھی ہے، کہ اللہ کے دن دو طرح کے ہیں۔

۱۔ ایام رحمت ۲۔ ایام زحمت

ایام رحمت وہ دن ہوتے ہیں جن میں اللہ پاک نے اپنی رحمت نازل فرمائی، انبیاء پیدا کئے ملائکہ پیدا کئے۔ زمین آسمان پیدا کئے بخشش کی نجات دی قوموں پر کرم کیا۔ جن دنوں میں خاص نعمت مخلوق پر اتری وہ ایام رحمت ہیں۔

وہ دن جن دنوں میں اللہ کا عذاب آیا جیسے قوم ثمود قوم، عاد حضرت صالہ علیہ السلام کی قوم پر، ہود علیہ السلام کی قوم، پر قارون پر عذاب اُترا، فرعون غرق ہوا۔ بندر بنے بستیاں الٹادی گئیں تباہی ہوئی بر باد ہوئے وہ ایام زحمت ہیں۔ جن دنوں میں عذاب آئے وہ دن بھی یاد دلائے تا کہ لوگوں میں خوف پیدا ہو۔

جن دنوں میں اللہ کے نبی اور رسول آئے، وہ سب سے بڑے ایام رحمت ہے۔ کیونکہ اللہ کی مخلوق میں رسول سے بڑا مرتبہ کسی کا نہیں اور رسولوں میں محمد مصطفیٰﷺ سے بڑے مرتبہ والے کوئی نہیں۔ جس دن میں حضورﷺ دنیا میں تشریف لائے وہ دن سب سے بڑا ایام رحمت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے، کہ انہیں اللہ پاک کے دنوں کی یاد دلاؤ۔ دن دو طرح کے ہوتے ہیں ایام رحمت اور ایام زحمت اور حضور علیہ الصلام کا دنیا میں تشریف لانا ایام رحمت میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وما ارسلنٰک اِلا رحمتہً للعٰلمین ٥

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کے بھیجا۔

حضورﷺ پیکرِ رحمت ہیں، حضورﷺ کا تشریف لانا ایام رحمت میں سے سب سے بڑا دن

ہے۔اور حضورﷺ کا دنیا میں تشریف لانا یعنی میلاد کا دن (پیدائش کا دن) ایام رحمت ہے

۔اور اللہ اس دن کا ذکر کرنے کے لئے فرما رہا ہے۔ایام رحمت کے دنوں میں سے سب سے بڑے ایام رحمت کا ذکرا گر ہم کریں گے تو،از خد میلاد کا سماع بن جائے گا۔ایام رحمت کہتے ہی اُس دن کو ہیں جن دنوں میں اللہ نے اپنی رحمت خیر کرم کیا ہو۔اور کیونکہ انبیاء سے تعلق رکھنے والے دن سب سے بڑے ایام اللہ ہیں۔اس لیے اللہ تعالی تبارک تعالی قرآن مجید میں ارشادفرما تاہے۔وسلام علیه یوم ولد ویوم یموتُ ویوم یبعث حیّا o

ترجمہ: اور سلام ہو یحیٰی پر ان کے میلاد کے دن پر اوران کی وفات کے دن پر اور جس دن بعثت ہوئی۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ولادت کا دن یعنی میلاد کا دن اللہ پاک کے نزدیک کچھ خاص مقام رکھتا ہے۔کیونکہ اللہ نے سلام بھیجا میلاد کے دن اور میلاد کے دن سلام بھیج کر رب تعالی نے بتایا کہ اس کے نزدیک ولادت انبیاء کا دن کچھ خاص مقام رکھتا ہے اور میلاد کے دن نبیو ں پر سلام بھیجنا یہ خدا کی سنت ہے۔

☆ میلاد منانا حدیث نبوی سے اور مخالفین کی کتب سے

اکابر علماء دیوبند کے پیر حاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی اور علماء دیوبند کے استاد شیخ الاسلام حضرت مولانا عبدالحق الہ آبادی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام الدرالمنظم فی مولدالنبی الاعظم رکھا اس میں آپ نے کچھ حدیثیں میلاد منانے کی فضیلت میں تحریر فرمائی۔

۱۔ حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں جلسہ کی صورت میں حضورﷺ کی ولادت (میلاد) کا بیان کررہے تھے۔حضورﷺ تشریف لائے اور فرمایا تمہارے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

۲۔حدیث: صحابہ اکرام رضی اللہ علیہم اجمعین ایک جگہ جمع ہوکر حضورﷺ کے میلاد (ولادت) کا تذکرہ کررہے تھے۔اتنے میں حضورﷺ تشریف لائے اور فرمایا، کہ کیا کر رہے ہو، صحابہ اکرام رضی اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول ﷺ آپ کے میلاد کا ذکر کر رہے تھے۔حضورﷺ نے ارشادفرمایا تم سب کی مغفرت ہوگئی۔

اسی کتاب میں ایک حدیث اور ہے کہ حضرت ابوالدردا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں حضرت عامر انصاری کے گھر گیا وہ اپنے گھر اپنے بیٹوں اور رشتہ داروں کو واقعات ولادت نبی پاکﷺ کی تعلیم دے رہے تھے، کہ یہی وہ دن ہے یہی وہ دن ہے، جس دن حضورﷺ دنیا میں تشریف لائے، پس حضور سید عالمﷺ نے ارشادفرمایا: بیشک اللہ پاک نے تمہارے لئے رحمت کے دروازے کھول دئے اور تمام فرشتے تمہاری مغفرت کی دعائیں مانگ رہے ہیں، اور جو تیری طرح (محفل میلاد) منعقد کریگا وہ تیری طرح نجات پائیگا۔

☆اشرف تھانوی اپنی کتاب نشر اطیب کے صفہ: ۲۱۹ پر لکھتے ہیں: اے عاشق رسولﷺ سن تو نبی پاکﷺ کے عشق میں خوب ترقی کر، اور اپنی زبان کو خوشبوئے ذکر نبیﷺ سے خوب معطر

کر،اور اہل بطالت کی کچھ پرواہ مت کر، کیوں کہ اللہ پاک کی محبت کی علامت یہ ہے کہ نبی ﷺ سے محبت کرنا۔ تھانوی صاحب کہہ رہے ہیں کہ تو اپنی زبان کو حضور ﷺ کے ذکر سے تر رکھ، کسی کی پرواہ نہ کر کہ حضور ﷺ کی محبت ہی اللہ پاک کی محبت کی علامت ہے، میلاد میں ذکر ہوتا ہی حضور ﷺ کا ہے۔

☆ میلاد خوان قیامت میں صحابہ اکرام کے ساتھ!

شیخ الاسلام حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک کتاب لکھی ہے ''النعمتہ الکُبرٰی علی العام فی مولد سیّد ولد آدم، اس کتاب میں انہوں نے نبی کریم ﷺ کا میلاد شریف کا کتنا فائدہ ہے، اس پر احادیث تحریر فرمائی۔

اس کتاب کے صفحہ نمبر ۷۔۸ میں خلفاء راشدین یعنی صدّیق اکبر فاروق اعظم عثمان غنی اور علی شیر خدا رضوان اللہ علیہم اجمعین کے روایات کو نقل فرمایا ہے۔ آپ بھی پڑھیں اور غور فرمائیں کہ میلاد النبی ﷺ منانے والا کتنا خوش نصیب انسان ہے۔ یہ حضرت علامہ ابن حجر مکّی رحمتہ اللہ تعالی علیہ ۹۰۹ ہجری میں پیدا ہوئے یعنی دسویں صدی میں اور یہ کتاب دسویں صدی میں ہی لکھی گئی کیونکہ آپ ۹۷۴ میں مکہ شریف میں وفات پا گئے، تو گویا یہ کتاب آج سے ساڑھے چار سو سال سے بھی پہلے کی لکھی ہوئی ہے، جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا تو یہ بھی جان لو اس وقت سارے سُنی ہی سُنی تھے۔ دیوبندی اور یہ میلاد کا کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ جب سے دیوبندی آئے ہیں یعنی آج سے سو سال پہلے یہ میلاد پر جھگڑے چلے ہیں کہ میلاد منانا بدعت ہے۔ شرک ہے ناجائز ہے اور نا جانے کیا کیا ہے؟ اب آپ صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے اقوال پڑھیں اور خود اندازہ لگائیں کہ حق پر کون ہے فیصلہ آپ پر ہے؟ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ:

حدیث: جو آدمی نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف منانے پر ایک درہم خرچ کرے، کل قیامت کے دن مجھ ابوبکر کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ:

حدیث: ''جس نے حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف کی تعظیم کی تو اُس نے گویا اسلام کو زندہ کیا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں کہ:

حدیث: ''جس نے حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف پر ایک درہم بھی خرچ کیا گویا وہ جنگِ بدر اور جنگِ حُنین میں لڑائی کے لئے خود حاضر ہوا۔''

سامعین کرام! آپ جانتے ہیں کہ میدان بدر میں شریک ہونے والوں کو اللہ تعالی نے کیا اجر دیا تھا۔ قرآن پاک کا چوتھا پارہ اور احادیث کی معتبر کتابیں بخاری مسلم پڑھ کر دیکھیں کہ میدان بدر والوں کے بارے میں اللہ تعالی نے جنّتی ہونے کا اعلان فرما دیا۔ اس طرح نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے غلاموں کو جنت کی خوشخبری سنائی تو نتیجہ یہ نکلا کہ حضور اکرم ﷺ کا میلاد منانے والا جنت میں جائے گا۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالی نے بدری صحابہ کو مطلع فرما دیا تھا کہ جو چاہو عمل کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔
حوالہ: (سنن ابوداؤد، عربی کتاب السنت، حدیث نمبر ۴۶۵۴،
حضرت سیّدنا امیر المومنین مولا علی شیر خُدا کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔
حدیث: جس نے حضور ﷺ کے میلا د شریف کی تعظیم کی اور میلا د کرنے کا سبب بنا وہ دنیا سے ایمان کی دولت لیکر جائیگا۔ اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔
☆اسی میں ہے کہ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمتہ اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ جس نے حضور ﷺ کے میلا د شریف کے موقع پر کھانے کا اہتمام کیا، چراغاں کیا نئے کپڑے پہنے خوشبو سنگائی اور عطر لگایا یہ سب اہتمام ﷺ کے میلا د شریف کی تعظیم کے لئے کیا ہو تو اللہ تعالی اس کو قیامت کے دن انبیائے کرام کے پہلے گروہ کے ساتھ اُٹھائے گا اور وہ علیین میں جگہ پائے گا
(نعمت کبریٰ ص ۸)
خواجہ سری سقطی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے ارادہ کیا ایسی جگہ جانے کا جہاں میلا د شریف پڑھا جا رہا ہو گویا اس نے جنت کے باغ میں جانے کا قصد کیا۔ کیوں کہ اس نے حضور ﷺ کی محبت میں ہی جانے کا عزم کیا۔ اور حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (نعمت کبریٰ صفہ ۱۰)
حضرت سلطان العارفین جنید بغدادی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو نبی ﷺ کے میلا د کی محفل میں حاضر ہوا اور اس کی تعظیم وتکریم کی تو وہ ایمان کے ساتھ کامیاب ہوگا۔
☆امام الاولیاء بزرگ تابعی حضرت سیّدنا امام حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھے یہ بات پسند ہے کہ کاش میرے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہو، اور میں اسے حضور اکرم ﷺ کے میلا د شریف پر خرچ کر دوں''
اللہ غنی! قربان جائیں! حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ کی محبت رسول اکرم ﷺ پر کہ جن کی خواہش کہ رب مجھے اُحد پہاڑ کے برابر سونا عطا فرما دیتا تو میں سارے کا سارا مکّی والے آقا ﷺ کے میلا د پر اس کو خرچ کر کے مدینے والے سرکا ﷺ کو راضی کر لیتا۔ حضرات آپ جانتے ہیں کہ اُحد پہاڑ کتنا بڑا ہے؟ ایک میل لمبا اور ایک فرسنگ چوڑا۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ اگر یہ سارا پہاڑ سونے کا بنا ہوا ہو تو دنیا کے لحاظ سے کتنا پیسا بن جائیگا؟ تو گویا امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی یہ سارا پہاڑ سونا بنا کر میرے حوالے کر دیتا تو میں اُسے بھی میلا د مصطفیٰ ﷺ پر خرچ کر دیتا تو یہ سب محبت کی باتیں وہی لوگ کرتے ہیں۔ جن کو رسول اللہ ﷺ کی آمد کی خوشی ہوتی ہے۔
حضرت علامہ بن برہان الدین حلبی وعلامہ قسطلانی فرماتے ہیں۔ اہل اسلام ہمیشہ سے ولادت باسعادت کے مہینہ میں محفلیں منعقد کرتے چلے آرہے ہیں۔ خوشی سے دعوت طعام وخیرات کرتے ہیں اور یہ تجربہ سے ثابت ہے کہ محفل میلا د کی برکت سے امن رہتا ہے اور محفل میلا د کا اہتمام کرنے والوں پر رب کریم کا فضل وکرم ہوتا رہا ہے علامہ قسطلانی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔''

اس شخص پر اللہ رحمتیں نازل فرمائے جس نے ماہ ربیع الاول شریف کی راتوں کو عید بنالیا۔
مواہب الدنیہ جلد ا ص ۲۷

حضرت امام شافعی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں جس نے اپنے دوست احباب کو محفل میلاد کیلئے جمع کیا اور کھانے کا اہتمام کیا، خیرات وعطیات تقسیم کئے، ولادت کا ذکر کیا، وہ روز قیامت صالحین کے ساتھ اٹھے گا۔

امام ملا علی قاری حنفی محدث رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں، محفل میلاد میں حضور ﷺ کی تعریف ومدح سنانے کیلئے جانا اور لوگوں کی دعوت کرنا، خوشی ومسرت کا اظہار کرنا جائز ہے اور محفل میلاد دین کی تبلیغ کا ذریعہ ہے۔ المولد الروی ص ۸) حضرت علامہ عارف اسمٰعیل حقی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں، محفل میلاد کا انعقاد کرنا نبی ﷺ کی تعظیم ہے۔

☆ جشن ولادت منانے کا ثواب

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں: سرکار مدینہ ﷺ کی ولادت کی رات خوشی منانے والوں کی جزاء یہ ہے کہ اللہ تعالی انہیں اپنے فضل وکرم سے جنّت النعیم میں داخل فرمائے گا۔ مسلمان ہمیشہ سے محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں اور ولادت کی خوشی میں داعوتیں دیتے کھانے پکواتے اور خوب صدقہ وخیرات دیتے آئے ہیں۔ خوشی کا اظہار کرتے اور دل کھول کر خرچ کرتے ہیں نیز آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے ذِکر کا اہتمام کرتے ہیں اور اپنے مکانوں کو سجاتے ہیں اور اِن تمام افعال حسنہ کی برکت سے لوگوں پر اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔
حوالہ: مبت باسنت صفحہ: ۱۰۲

☆ دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی کے مطابق جو عاشق رسول ﷺ ہوتا ہے وہی میلاد مصطفی ﷺ مناتا ہے۔

دیوبندیوں کے امام اول بانی دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی محفل میلاد نہیں مناتے تھے۔ لیکن ان کے استاد بھائی پیر بھائی علامہ عبدالسمیع علیہ الرحمتہ ہر سال محفل میلاد ﷺ مناتے تھے کسی آدمی نے جب یہ منظر دیکھا تو بڑا حیران ہوا کہ ایک مولوی صاحب محفل میلاد کرتے ہیں۔ ایک نہیں کرتے، وہ دوڑتا ہوا مولوی قاسم نانوتوی کے پاس آیا اور سوال کیا حضرت یہ کیا وجہ ہے۔ مولوی عبدالسمیع صاحب تو مولود شریف کرتے ہیں۔ لیکن آپ کیوں نہیں کرتے، فرمایا بھائی انہیں حضور ﷺ سے زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے اس لئے دعا کرو مجھے بھی اللہ تعالی محبت رسول ﷺ نصیب کرے۔
حوالہ۔ قصص الاکابر

وقت ولادت ہر مخلوق جشن ولادت منا رہی تھی اور تنہا شیطان اس وقت رو رہا تھا اور آج بھی کچھ لوگ جل رہے ہیں۔ کون کس کے طریقے پر ہے یہ بات واضح ہے۔ دیوبندی حضرات کی کتابوں سے میلاد کے جواز پر دلیل ملاحظہ فرمائیے۔

حاجی امداد اللہ علیہ الرحمتہ جب تک ہندوستان میں رہے آپ باقاعدہ گی سے میلاد شریف کی

محفلوں میں جاتے بھی رہے اور گھر میں بھی محفل کا اہتمام کرتے رہے ایک دن مرید نے پوچھا حضور آپ خود بھی میلاد کرتے ہیں میلاد کی محفلوں میں بھی جاتے ہیں لیکن بعض علماء اس میلاد کو نا جائز کہتے ہیں؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں مولود شریف سرکار ﷺ کا اس لئے کرتا ہوں کہ تمام اہل حرمین (مکہ شریف، مدینہ شریف) والے کرتے ہیں۔ اسی قدر ہمارے واسطے حجّت کافی ہے اور سرکار ﷺ کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے۔

حوالہ: شمائم امدادیہ ۸۸۔۸۷

حاجی امداد اللہ صاحب پھر مکّہ شریف میں چلے گئے وہاں پر بھی آپ باقاعدہ گی کے ساتھ محفل میلاد مناتے اور لوگوں کے گھروں میں بھی تشریف لے جاتے مولوی اشرف تھانوی دیوبندی رشید احمد گنگوہی مکّہ شریف گئے تو حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک آدمی آیا جو کہ مکّہ شریف کا رہنے والا تھا کہ حضور میرے گھر میں آج سرکار ﷺ کا میلاد ہے، آپ کو ضرور تشریف لانا ہے۔ آپ نے فرمایا ضرور آؤں گا وہ چلے گئے حاجی صاحب جب میلاد شریف کی محفل میں جانے لگے تو رشید گنگوہی سے فرمایا مولوی صاحب محفل میلاد میں چلو گے! تو مولوی رشید احمد دیوبندی نے جواب فرمایا کہ حضرت میں نہیں جاتا کیونکہ میں ہندوستان میں لوگوں کو منع کرتا ہوں اگر یہاں شریک ہوگیا تو وہاں کے لوگ کہیں گے کہ یہاں منع کرتے ہو وہاں شریک ہو گئے تھے۔

حاجی صاحب خود تو چلے گئے پر مولوی جی نہ گئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے اگر یہ کام ناجائز تھا ہندوؤں اور عیسائیوں کا طریقہ تھا بدعت تھا تو مولوی رشید کا فرض تھا کہ حاجی صاحب کو بُرے کام سے ناجائز کام سے منع کرتے کہ حضرت شرعاً یہ کام نہ کریں مولوی جی نے منع نہیں کیا بلکہ جانے کا دل تو کرتا تھا لیکن رک اس لئے گئے لوگ کیا کہیں گے۔ کیا یہی ان کی شریعت ہے؟ کیا یہی ان کی مسلمانی ہے؟ کیا یہی ان کی ایمانداری ہے؟ ان سے سوال کرو کہ کیا حاجی صاحب ساری زندگی حرام کا ارتکاب کرتے رہے۔ شریعت کے خلاف کرتے رہے۔ اگر جواب ہاں تو پوچھئے مولوی رشید مولوی قاسم مولوی اشرف تھانوی مولوی خلیل تمام دیوبندی علماء نے ایسے خلاف شریعت کام کرنے والے پیر کی بعیت کیوں کی؟ اگر کہو وہ جائز کرتے تھے ٹھیک کرتے تھے تو ان سے پوچھو کہ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے کیا قصور کیا ہے ہم پر کیوں فتوے لگاتے ہو؟ پتہ چلا شریعت ان کے گھر کی ہے جس پر چاہا حرام کا فتویٰ لگا دیا جو چاہا حلال کر دیا۔ پر سُنی ایسے نہیں ہونے دیں گے۔ شریعت دیوبندیوں نجدیوں کی نہیں اللہ عزّ وجل اور ان کے پیارے رسول علیہ الصلوٰ ۃ والسلام کی ہے۔ میرے دوستوں! صرف حاجی امداد اللہ صاحب ہی نہیں آپ دیوبندی تاریخ کا مطالعہ کریں آپ کو کئی مولوی ملیں گے، جو میلاد شریف کیا کرتے تھے دار العلوم دیوبند کے سب سے پہلے مہتم حاجی سیّد عابد حسین دار العلوم کے بانیوں میں سے ہیں جب انہوں نے دار العلوم دیوبند بنالیا تو ۱۲۸۲ھ میں ان کو خواب میں سرکار مدینہ علیہ الصلوٰ ۃ والسّلام کی زیارت ہوئی سرکار ﷺ نے فرمایا حاجی صاحب مدرسہ تو بنالیا ہے پر مسجد نہیں بنائی۔ یہاں ایک مسجد بھی بناؤ حاجی صاحب صبح اُٹھے سرکار ﷺ کے حکم پر مدرسہ میں جہاں آقا ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا، وہیں مسجد

بنوائی پھر ہر جمعہ کو بعد نماز مغرب اُسی مسجد میں میلاد شریف ہوا کرتا تھا۔جس میں بہت زیادہ پیسے خرچ ہوتے تھے حاجی صاحب اکتالیس برس تک دارالعلوم کے مہتم رہے جب تک زندہ رہے میلاد شریف ہمیشہ کرتے رہے۔ حوالہ: سیرت النبی بعداز وصال

☆ دیوبندی مکتب کی کتاب تزکرۃ الخلیل میں ایک واقعہ ہے، تھانوی صاحب کانپور میں جب میلاد پڑھنے گئے تو گنگوہی صاحب کو خبر لگی تھانوی میلاد پڑھنے گئے ہیں خط لکھا اور پوچھا میلاد پڑھنے کیوں گئے ہو تھانوی صاحب نے جواب میں لکھا آپ ایک دلیل پیش کر دیں کہ میلاد منانا ناجائز ہے، میں نہیں جاؤنگا، یہ مباحثہ کئی دن چلتا رہا۔لیکن تھانوی صاحب کو روک دیا کہ تم نہیں جاؤ گے جہاں یہ واقعہ لکھا ہے اس سے تقریباً 35 صفحہ آگے لکھا ہے ایک شخص رشید گنگوہی کے پاس گئے اور کہا کہ میں میلاد رکھنا چاہتا ہوں اور میں نے سنا ہے کہ آپ میلاد سے منا کرتے ہیں۔تو آپ ایسا طریقہ بتا دیجئے جو صحیح میلاد کا طریقہ ہے۔تو گنگوہی نے جواب دیا میں نہیں آؤنگا یہ میرا شاگرد خلیل انبیٹھوی ضرور آئیگا۔خلیل انبیٹھوی گئے اور میلاد پڑھا اسی کتاب میں لکھا ہے تھانوی صاحب جب دیوبند سے فارغ ہوئے تو کانپور میں رہا کرتے تھے تھانوی صاحب کہتے تھے مجھے میلاد پڑھنے جانا پڑتا تھا۔

☆ محفل میلاد شریف بدعت وحرام نہیں، بلکہ اعلیٰ درجہ کا مستحب عمل ہے

اکابر دیوبند کی متفقہ تاریخی دستاویز ''المھند'' کی انجان زبان کی داستان ملاحظہ فرمائیں: ''حالا کہ تم تو کیا، کوئی بھی مسلمان نہیں ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت شریفہ کا ذکر (یعنی مجلس میلاد مبارک کو)......بدعت سیئہ یا حرام کہے۔وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ ﷺ سے ذرا سا بھی علاقہ ہے، ان کا ذکر ہمارے نزدیک (یعنی علمائے دیوبند کے مسلک میں) نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے، خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو......پس اگر مجلس مولود (محفل میلاد مبارک) منکرات سے خالی ہو تو ہم کیوں کہے لگے ذکر ولادت شریفہ ناجائز اور بدعت ہے! اور ایسے قول شنیع (بدتر بول) کا کسی مسلمان کی طرف کیوں کر گمان ہوسکتا ہے......ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت ﷺ کا ذکر ولادت (محفل میلاد) محبوب تر، اور افضل ترین مستحب ہے۔

(اَلمُھَنّد علی المُفنّد : صفحہ 67-64: دارۃ اسلامیات، لاہور)

☆ میلاد کے دن کی اہمیت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔والضحیo والیل اذا سجی o

(پارہ:۳۰) چاشت کی قسم! اور رات کی قسم! جب وہ چھا جائے

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہا اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں، یہاں پر اللہ نے میلاد النبی ﷺ کے دن کی قسم بیان کی ہے۔خدا کی ذات بہت بلند ہے۔اللہ کو اپنی بات کہنے کے لئے کسی کی قسم فرمانے کی ضرورت نہیں لیکن قربان جاؤں محبوب ﷺ کی محبت پر کہ اس دن کی قسم فرما رہا ہے۔اور یہ بتا رہا ہے کہ اس کے نزدیک میلاد النبی ﷺ کے دن کی خاص اہمیت ہے۔

☆ اہل حدیث کا امام صدیق بھوپالی اور محفل میلاد

غیر مقلّدین یعنی اہل حدیث جن کو وہابی بھی کہتے ہیں۔ان کے پیشوا جناب شیخ الاسلام نواب

صدیّق حسن خان بھوپالی اسی معرکتہ الا راء کتاب ''الشما متہ العبر یہ'' ۱۲ میں لکھتے ہیں کہ جس کو حضرت یعنی نبی کریم علیہ السّلام) کے میلاد کا حال سنکر فرحت (خوشی) حاصل نہ ہو اور شکر خدا کے حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ اسی کتاب کے صفہ نمبر ۵ پر لکھتے ہیں کہ اسمیں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت (رسول دو عالم ﷺ) نہیں کر سکتے تو ہر اسبُوح یعنی (ہر ہفتہ) یا ہر ماہ میں کر لیں۔

اہل حدیث فرقے کہ پیشوا کیا فرما رہے ہیں کہ وہ مسلمان ہی نہں جسکا دل میلاد کا حال سنکر خوشی نہ ہو۔

☆ میلاد النبی ﷺ پر خوشی منانے پر عذاب میں تخفیف

اس حدیث کو زیر بحث لانے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ قرآن وحدیث کا یہ متفقہ مسئلہ ہے کہ کافر لوگوں کے سب نیک اعمال ہوا میں منتشر ہو جاتے ہیں انہیں آخرت میں کسی نیک کام کی جزا نہیں ملتی بلکہ ان کے اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی چکا دیا جاتا ہے۔ آخرت میں نیک کاموں پر جزا کے مستحق صرف مسلمان ہیں کیونکہ عند اللہ اعمال کے اجر کا باعث ایمان ہے۔ یہ شریعت اسلامیہ کا ایک مسلمہ اصول ہے، جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا

ابولہب سے ایک عمل ہو گیا یہی کہ حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی کے اظہار میں حضرت ثوبیہ کو آزاد کر دیا تھا۔ اس نے نبی پاک ﷺ کی ولادت کی خوشی نبی مان کے نہیں منائی۔ بلکہ عام طور پر بچہ پیدا ہونے پر جو خوشی فطرتی ہوتی ہے۔ اس کے باعث اظہار مسرت میں حضرت ثویبہ کو آزاد کرا دوسری طرف جس سے عمل ہوا۔ وہ کافر اور کافر کی جزا آخرت میں کچھ نہیں۔ اور کافر بھی اتنا بڑا دشمنِ اسلام کہ اسکی بدبختی پر پوری سورۃ نازل ہوئی، قرآن میں کل ۱۱۴ سورہ، اللہ نے نازل فرمائی یہ سورۃ احکام الٰہی بیان کرتی ہیں۔ پوری ایک سورۃ ابولہب کی لعنت پر نازل ہوئی، اس کی بدبختی کا عالم اس بات سے لگایا جا سکتا ہے پوری ایک سورۃ یعنی سورۃ لہب اس کی لعنت پر اتری، ہر سورۃ احکام الٰہی بیان کرتی ہے۔ یہ سورۃ صرف یہی بیان کرتی ہے کہ کتنا بڑا بد بخت ہے اتنے بڑے بد بخت سے ایک عمل ہو گیا کہ، حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی منا لی اور نبی مان کر نہیں بلکہ رشتہ کا بھتیجا مان کر۔

اتنا جاننے کے بعد اب صحیح بخاری کی اس حدیث کی طرف آئیں جس میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ایک کافر چچا ابولہب کا ذکر ہے اسے بھی اللہ تعالی نے میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں اجر سے محروم نہیں رکھا حالانکہ یہ ابولہب ایسا بد بخت تھا کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اس کی مذمت میں پوری سورۃ لہب نازل فرمائی، ارشاد باری تعالی ہے:

تبت یدا ابی لھب وّتبّo ما اغنی عنہ مالہ وما کسب o سیصلیٰ نارًا ذات لھبٍ o (۱)

''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور خود بھی ہلاک ہو گیا اس کا مال اس کے کچھ کام نہ آیا اور نہ ہی اس کی کمائی اسے عنقریب شعلہ زن آگ میں دھنسا دیا جائے گا۔''

کون نہیں جانتا کہ اس نے حضور نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام کو کیا کیا اذیتیں

نہیں دیں۔واقعات ولادت کے ذیل میں احادیث میں آتا ہے کہ اس کی ایک لونڈی جس کا نام ثویبہ تھا، وقت ولادت اسے حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر بھیجا کہ جاؤ میرے بھائی عبداللہ کے گھر ولادت ہونے والی ہے میری بھاوج آمنہ کی خدمت کرو، جب حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت ہوگئی تو ثویبہ دوڑی دوڑی ابولہب کے پاس گئی اور کہا کہ آقا آپ کو مبارک ہو آج اللہ تعالیٰ نے آپ کے مرحوم بھائی کے گھر بیٹا عطا کیا ہے۔اپنے بھتیجے کی پیدائش کی خوشی میں ابولہب اتنا خوش ہوا کہ جس حالات میں بیٹھا ہوا تھا، اس حالات میں اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ تو ثویبہ جا میں نے تجھے نومولود ﷺ کی پیدائش کی خوشی میں آزاد کر دیا ہے۔اب صحیح بخاری کی حدیث پڑھیئے:

''ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے اہل خانہ میں کسی نے جب اسے خواب میں دیکھا تو وہ برے حال میں تھا اس سے پوچھا کیسے ہو؟ ابولہب نے کہا میں بہت سخت عذاب میں ہوں اس سے کبھی چھٹکارا نہیں ملتا، ہاں مجھے (اس عمل کی جزا کے طور پر) کچھ سیراب کیا جاتا ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں) ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا۔''

حوالہ:۔صحیح بخاری کتاب النکاح

اسی واقعہ کو عظیم محدث ابن حجر عسقلانی نے امام سہیلی رحمت اللہ علیہ کے حوالے سے یوں بیان کیا ہے:

'حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ابولہب مر گیا تو میں نے اس کو خواب میں ایک سال بعد بہت برے حال میں دیکھا اور یہ کہتے ہوئے پایا کہ تمہاری جدائی کے بعد آرام نصیب نہیں ہوا بلکہ سخت عذاب میں گرفتار ہوں، لیکن (پیر) کا دن آتا ہے تو میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے۔اور یہ اس وجہ سے ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت پیر کو ہوئی اور جب ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ حوالہ:۔عسقلانی، فتح الباری، ۹:۱۴۵

۱۔حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اسی روایت کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں: یہ روایت موقعہ میلاد پر خوشی اور مال صدقہ کرنے والوں کی دلیل اور سند ہے۔ابولہب جس کی مذمت میں قرآن کی سورۃ نازل ہوئی، جب وہ حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں لونڈی آزاد کر کے عذاب میں تخفیف حاصل کر لیتا ہے تو کیا مقام ہوگا اس مسلمان کا جس کے دل میں محبت رسول ﷺ ہو، اور ایسے موقع پر خوشی کا اظہار کرے۔ہاں اور غیر اسلامی اعمال وغیرہ سے اجتناب ضروری ہے کیونکہ اس کے ذریعے میلاد کی برکت سے انسان محروم ہو جاتا ہے۔'' حوالہ: عبدالحق، مدارج النبوۃ ۲:۱۹

۲۔امام القراء الحافظ شمس الدین ابن الجزری رحمت اللہ علیہ اپنی تصنیف ''عرف التعریف بالمولد الشریف''میں لکھتے ہیں:

''جب وہ دشمن خدا ابولہب جس کی مذمت میں قرآن میں سورۃ نازل ہوئی حضور نبی اکرم ﷺ کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر اس کے عذاب میں کمی کر دی جاتی ہے تو وہ مسلمان جو کہ آپ ﷺ کا عاشق ہے میلاد کی خوشی سے کیا مقام پائے گا؟ خدا کی قسم میرے نزدیک اللہ کریم ایسے مسلمان

کواپنے محبوب کریم ﷺ کی خوشی میں جنت النعیم عطا فرمائے گا۔
۳۔حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی ''مورد الصادی فی مولد الھادی'' میں فرماتے ہیں:
''یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ میلاد النبی ﷺ کی خوشی میں ثویبہ کے آزاد کرنے پر اللہ تعالیٰ نے ابولہب کے عذاب میں کمی کر دی اور اس کے بعد انہوں نے یہ شعر پڑھے جسکا معنی یہ ہے۔''
''جب ابولہب جیسے کافر و مشرک کے لئے جس کے بارے میں قرآن میں مذمت نازل ہوئی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا مستحق قرار دیا گیا، حضور نبی اکرم ﷺ کے میلاد پر خوشی کرنے کی بناء پر ہر پیر کو عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے تو کتنا خوش نصیب ہوگا وہ مسلمان جس کی زندگی میلاد کی خوشیوں سے بھر جائے گی۔
۴۔مولانا عبدالحیٔ لکھنوی لکھتے ہیں جو کہ دیوبندی فرقے کے امام ہیں:
''پس جب ابولہب جیسے کافر پر آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگئی تو جو کوئی امتی آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی کرے اور اپنی قدرت کے موافق آپ ﷺ کی محبت میں خرچ کرے کیونکر اعلیٰ مرتبہ کو نہ پہنچے گا۔'' (۲) حوالہ: فتاویٰ عبدالحی جلد۲ صفحہ نمبر:۲۸۲
۵۔مفتی رشید احمد لدھیانوی احسن الفتاویٰ میں اس پر استدلال کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:
''جب ابولہب جیسے بدبخت کافر کے لئے میلاد النبی ﷺ کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگئی تو جو کوئی امتی آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی کرے اور حسب وسعت آپ ﷺ کی محبت میں خرچ کرے تو کیونکر اعلیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا۔'' (۱)
کافر کے عذاب میں تخفیف کیسے؟ اب سوال یہ ہے کہ کافر کا کوئی عمل بھی قابل اجر نہیں لہذا ابولہب کے اس عمل پر تخفیف کیسے ہوگئی؟ اس کا جواب محدثین کرام نے یہ دیا ہے کہ کافر کا وہ عمل جس کا تعلق رسول خدا ﷺ سے ہے وہ ضائع نہیں جائے گا بلکہ اس پر اسے اجر وثواب ملے گا جیسے ابوطالب نے آپ ﷺ کی خدمت کی۔ بقول بعض علماء کہ وہ حالت کفر میں فوت ہوئے لیکن جب آقائے دو جہاں ﷺ سے دریافت کیا گیا۔
''یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ کی خدمت کے صلہ میں ابوطالب کو کچھ نفع حاصل ہوا کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کی خاطر اپنی ذات پر لوگوں کے ظلم سہے۔
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں (خدمت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے عذاب میں اتنی زیادہ تخفیف فرمادی ہے کہ) ان کے فقط پاؤں کو تکلیف پہنچتی ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتے۔''
اس کے بارے میں مزید وضاحت کے لیے محدثین کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔امام کرمانی لکھتے ہیں:
''کافر کا وہ عمل اور بھلائی جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہو اس پر کافر کو اجر وثواب دیا جاتا ہے جیسا کہ ابوطالب کے عذاب میں کمی ہونے سے نفع پہنچتا ہے (اس لئے کہ انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت کی تھی)۔''

۲۔امام بدالدین عینی فوائد ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:
’’وہ اعمال جن کا تعلق ذات رسول ﷺ سے ہو اس کے ذریعے کافر کے عذاب میں تخفیف ہوجاتی ہے جیسے ابوطالب کو آپ ﷺ کی خدمت کے صلہ جہنم کے سخت عذاب سے چھٹکارا ملا۔
۳۔مشہور مفسر قرآن امام قرطبی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں:
’’جب نص صحیح (روایت ابی طالب) میں آچکا ہے کہ کافر کو نبی ﷺ کی خدمت کے صلے میں اجر ملتا ہے تو ایسے مقام پر اسے مانا جائے گا۔‘‘
۴۔ امام بغوی لکھتے ہیں: ابولہب کے عذاب میں تخفیف آپ ﷺ کے اکرام کی وجہ سے ہے۔
حاصل کلام ہیں کہ حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی منانے کا عمل اتنا بڑا ہے کہ اگر کافر بھی ولادت رسول ﷺ کی خوشی منالے تو اسے بھی اجر، اللہ آخرت میں بھی عطا فرماتا ہے۔بارہ ربیع الاول کی خوشی منانے کا عمل اتنا بڑا ہے کہ اللہ تعالی اپنا قانون بدل دیتا ہے یہی کہ کافر کو آخرت میں کوئی اجر نہیں اور چاہے خوشی منانے والا خوشی ولادت کی نیت سے نہ منائے جیسے ابولہب نے حضور ﷺ کو بھتیجا مان کر حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا تھا، نبی پاک ﷺ مان کر نہیں۔
☆ دیوبندی مولوی عبدالحئی اپنی کتاب فتاویٰ عبدالحئی کے صفہ نمبر: ۹۵ پر فرماتے ہیں کہ سرور انبیاء کی ولادت کا ذکر جو لاکھوں برکتوں اور مسرتوں کا سبب ہے۔ابولہب کی باندی ثویبہ رضی اللہ عنہا جب خبر ولادت لے کر جاتی ہے تو وہ خوشی سے سرشار ہو کر اس کو آزاد کر دیتا ہے اس کے مرنے کے بعد لوگوں نے خواب میں اس کا حال پوچھا۔ابولہب جواب میں کہتا ہے موت کے دن سے برابر عذاب میں مبتلا ہوں مگر دوشنبہ (پیر) کی رات میں آں حضرت ﷺ کی ولادت سے خوشی ہونے کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوجاتی ہے پس جبکہ آں حضرت ﷺ کی ولادت کی خوشی سے ابولہب جیسے بدبخت کے عذاب میں تخفیف ہوسکتی ہے تو اگر آپ ﷺ کا ایک امتی جو ولادت سے خوش ہو کر اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے تو کیوں اعلیٰ مرتبہ پر نہ پہنچے گا۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیسوں کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں۔

☆ایک عتراض اس کا جواب

میلاد پر خوشی کرنے پر کافر تک کو اجر سے محروم نہیں رکھا گیا۔ایک قابل غور بات یہ ہے اگر میلاد کوئی ناجائز عمل ہوتا تو حضرت عباس نہ تو خواب بیان کرتے اور نہ امام بخاری اپنی کتاب میں روایت کرتے کیونکہ اُس خواب پر اعتبار کیا جاتا ہے جو شرعاً حق ہو۔بلفرض اگر حضرت عباس ایسا خواب دیکھتے ہیں۔جس میں شریعت کے خلاف کوئی کام ہوتا تو حضرت عباس اس کو بیان نہ کرتے اور اگر بیان بھی کر دیا۔تو امام بخاری روایت نہ کرتے کیونکہ اس خواب میں ذکر میلاد کا ہے۔اگر میلاد کی خوشی منانا حق نہ ہوتی تو امام بخاری اس حدیث کو روایت ہی نہ کرتے بلکہ اس حدیث کو چھوڑ دیتے یہ کہہ کر کہ اس حدیث میں ولادت مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منانے کا ذکر ہے، لہذا یہ خواب ہی غلط ہے مگر نہیں امام بخاری نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں تحریر کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ان کا مسلک یہ ہے کہ میلاد کی خوشی جائز ہے، امام بخاری کو لاکھوں حدیثیں یاد تھیں،

لیکن جب صحیح بخاری کی ترتیب دی اس میں تو صرف ۷۰۰۰ کچھ حدیث لکھیں ۔ان چونی ہوئی حدیثوں میں ایک حدیث یہ بھی ہے۔امام بخاری کے بعد درجنوں امام محدثین نے اپنی کتابوں میں لکھ کر اپنا عقیدہ میلا دالنبی ﷺ منانے پر واضح کر دیا، اس حدیث سے درجنوں اماموں نے استدلال کیا ہے میلا دالنبی ﷺ کی خوشی منانے پر جمہور امام محدثین کا اجماع ہے

حدیث: حضور ﷺ نے فرمایا جسے جمہور مسلمان اچھا سمجھیں وہ خدا کے نزدیک اچھا ہے۔

حوالہ: مشکوۃ شریف

☆ حضور ﷺ نے خود اپنا میلا د منایا

امام جلال الدین سیوطی نے للفتاوی میں اس موضوع سے متعلق ایک مکمل باب ''حسن المقصد فی عمل المو لد ''کے نام سے رقم کیا ہے جس میں انہوں نے اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے خود بھی اپنا میلا د منایا اس لحاظ سے یہ سنت رسول ﷺ بھی ہے۔

علامہ حقی فرماتے ہیں، علامہ ابن حجر اور امام سیوطی نے محفل میلا د اصل سنت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کا رد کیا ہے جو اسے بدعت کہہ کر منع کرتے ہیں۔

حوالہ: تفسیر روح البیان جلد ۹ ص ۵٦)

امام جلال الدین سیوطی کی تصنیف اتنی معتبر ہوتی ہے کہ جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے دیوبندی مولوی اشرف تھانوی نے ملفوظات یومیہ جلد ۷ صفہ نمبر ۲۲ پر لکھا ہے کچھ اہل اللہ ایسے بھی ہیں جو ہر وقت حضور ﷺ کا مشاہدہ کرتے ہیں ۔امام جلال سیوطی جب کوئی حدیث سنتے فوراً فرما دیتے کہ یہ حدیث ،حدیث ہے یا نہیں یعنی امام سیوطی کی لکھی گئی حدیث اور آپ کی کتاب کی عبارت اتنی معتبر ہے۔

☆ حضور ﷺ نے اپنے میلا د کی خوشی میں بکرے ذبح کئے ۔

حضور ﷺ نے اللہ تعالی کا شکر بجالا تے ہوئے ولادت کی خوشی میں بکرے ذبح کئے اور ضیافت کا اہتمام فرمایا:

'' حضور نبی اکرم ﷺ نے بعد از بعث اپنا عقیقہ کیا ۔ایسا امام ذہبی نے مزان الاعتدال فی نقدالرجال میں تحریر کیا۔

لیکن امام سیوطی رحمت اللہ علیہ اس پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کی پیدائش کے ساتویں روز رسول اللہ ﷺ کا عقیقہ کیا۔امام سیوطی فرماتے ہیں کہ عقیقہ دوبار نہیں کیا جاتا اور احتمال یہی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی ولادت کی خوشی کے اظہار کے لئے عقیقہ خود کیا۔اپنے رحمتہ اللعالمین ہونے اور امت کے مشرف ہونے کی وجہ سے اور اسی طرح ہمارے اوپر مستحب ہے کہ ہم بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے یوم ولادت پر خوشی کا اظہار کریں اور کھانا کھلائیں اور دیگر عبادات کریں اور خوشی کا اظہار کریں۔

حوالہ: ۔سیوطی ،الحاوی للفتاوی ،۱:۱۹٦۔عقیقہ عمر میں ایک بار ہوتا ہے،اگر کوئی پھر بھی یہ کہے کہ آپ ﷺ کا عقیقہ دور جاہلیت میں ہوا تھا ۔بعثت کے بعد دہرایا تھا ۔اب ذرا غور کریگا کہ

حضورﷺ اگر وہ نکاح بھی دہراتے جو دورِ جاہلیت میں ہوا تھا، پہلے آپﷺ اسے دہراتے بلکہ جس کا مہر تک ابو طالب نے اپنی جیب سے دیا تھا، جو کہ کافر مرے تھے۔ اس نکاح سے فاطمہ سید فاطمہ پیدا ہوئی کل سید پیدا ہوئے۔ امام جلال الدین یہی فرمانا چاہتے ہیں کہ وہ کھانا حضورﷺ نے اپنے میلاد کی خوشی میں کھلایا تھا۔

☆ میلاد النبیﷺ منانے کے جواز اور فضائل پر ائمہ مجتہدین کے اقوال پیش کر چکے ہیں۔ قابلِ غور بات یہ ہے محدثین نے فضائل تو فضائل اُن واقعات تک کو کوڈ کرا جنہوں نے میلاد النبیﷺ منایا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں انعام و اکرام سے نوازہ۔ ذیل میں وہ واقعہ آرہا ہے۔

اس بات کو امام ابن جوزی اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں یہ امام اُس وقت کے ہیں جب ہندوستان میں اسلام بھی نہیں آیا تھا۔ اور اس واقعہ کو امام جلال الدین سیوطی بھی اپنی کتاب میں روایت کرتے ہیں یہ وہ اامام ہیں، جن کے بارے میں دیو بندی مولوی اشرف تھانوی ملفوظات یومیہ جلد ۷ صفحہ ۱۲۲ پر لکھتے ہیں کچھ اہل اللہ ایسے بھی ہے جو ہر وقت حضور کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ با قول تھانوی کے امام جلال الدین سیوطی جب کوئی حدیث سنتے تو فوراً فرمادیتے کے یہ حدیث ہے یا نہیں۔ جو واقعہ آگے آرہا ہے جب امام سیوطی اپنی کتاب میں اس واقعہ کو روایت کرتے ہیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ واقعہ حق ہے۔ علامہ محمد قریشی نے تزکرۃ الواعیظین میں یہ واقعہ روایت کرتے ہیں یہ وہ کتاب ہے اسی کتاب میں سے دیو بندی مولوی ذکریاّ نے فضائل اعمال میں واقعات روایت کرے ہیں۔ اتنی سند کے بعد اس واقعہ کی اہمیت اور میلاد کے حق ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا۔

☆ میلاد اور محدثین کے قول

حضرت علاّمہ امام عبدالرحمٰن ابن جوزی نے بیان میلاد النّبوی ۴۰، حضرت علاّمہ امام جلال الدین سیوطی نے جامع الجوامع ۔ حضرت علاّمہ محمد جعفر قریشی نے تذکرۃ الواعیظین ۳۱۹ میں مختلف روایت سے واقعات درج فرماتے ہیں۔

حضرت عبدالواحد بن اسماعیل رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مصر میں ایک بڑا مالدار عاشق رسولﷺ رہتا تھا اور وہ سوداگری کرتا تھا۔ اس کو تجارت میں جتنا بھی نفع حاصل ہوتا، وہ نفع جمع کرتا رہتا اور جب ربیع الاول شریف کی بارھویں شب آتی جس رات نبی اکرمﷺ کی ولادت پاک ہوئی اس رات اپنے گھر میں محفل میلاد شریف کا اہتمام کرتا، اور طرح طرح کے کھانے پکواتا پورے شہر والوں کی دعوت عام کرتا۔ خوب جشن مناتا۔

اس مسلمان عاشق رسولﷺ کے پڑوس میں ایک یہودی کا گھر تھا۔ ایک مرتبہ جب ربیع الاوّل شریف کی بارھویں شب آئی ۔ اس مسلمان نے خوشیاں کرنی شروع کیں ۔ محفل میلاد پاک کا انتظام کیا۔ طرح طرح کے کھانوں کا بندوبست کیا۔ جب یہ سارا انتظام ہورہا تھا اس پڑوسی یہودی کی بیوی نے اپنے یہودی خاوند سے پوچھا، اے میرے رفیق حیات یہ مسلمان ہر سال بارھویں شب کو کیوں اتنا جشن مناتا ہے؟ کیوں سارے محلّہ کی دعوت کرتا ہے کیوں اتنی خوشیاں مناتا ہے؟ یہودی ہمسایہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ اے میری رفیقہ، حیات یہ ہر سال اس

بارھویں شب کو اسلئے جشن مناتا ہے کہ اس رات ان کے پیارے اور اللہ تعالیٰ کے حبیب حضرت سیّدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تھے یہ اپنے نبی ﷺ کو خوش کرنے کے لئے یہ سارا انتظام کرتا ہے۔ یہودن نے جب یہ ساری باتیں سُنی تو کہنے لگی کہ یہ مسلمانوں کا کتنا پیارا اور اچھا طریقہ ہے کہ وہ اپنے نبی کی خوشی میں ہر سال اور جشن کا اہتمام کرتے ہیں۔ پھر وہ جب رات کو سونے لگی تو مدینے والے ﷺ کا تصور کرکے اپنے بستر پر لیٹی اور بار بار وہ ہمارے پیارے رسول ﷺ کو یاد کرتی ہوئی سوئی، تو اس کی قسمت نے انگڑائی لی۔ آنکھیں سو گئیں لیکن قسمت جاگ اُٹھی، مقدر کا ستارہ چمک اُٹھا، اللہ کی قدرت اس یہودن پر مہربان ہوگئی۔

اس نے خواب کے عالم میں کیا دیکھا کہ اللہ کے رسول ﷺ تشریف فرما ہیں۔ ان کے چہرے سے نور کی کرنیں نکل نکل کر پورے شہر منور ہے، خاص کر اس عاشق مصطفےٰ ﷺ کا گھر تو نور سے منور ہو رہا ہے جہاں میلاد پاک کا اہتمام تھا اور اس نورانی چہرے والے بزرگ کی تعظیم وتکریم کرتے آتے ہیں کہ وہ بزرگ سیدھے اسی مسلمان کے گھر تشریف لے گئے جہاں محفل میلاد کا انتظام تھا۔ جب اس بزرگ نے اپنا نورانی قدم اس گھر میں رکھا تو سارا گھر نور سے منور ہو گیا۔ اور محفل میں جتنے بھی لوگ تھے وہ تعظیم وتکریم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ کافی دیر تک وہ بزرگ اس گھر میں تشریف فرما رہے جب محفل میلاد شریف ختم ہوئی تو وہ محبوب وہ پیارے چہرے والے، اس مسلمان کے گھر سے نکلے اور اس یہودن کے گھر کے قریب سے گزرنے لگے۔ تو اس یہودن نے کسی نورانی چہرے والے بزرگ سے پوچھا کہ اللہ کے بندے! یہ نورانی چہرے والے بزرگ کون ہیں، اور یہ ساتھ جو، ان کی تعظیم وتکریم کرتے چلے آرہے ہیں، یہ کون لوگ ہیں؟ تو اس بزرگ نے فرمایا۔ یہی تو حبیب کبریا ﷺ ہیں، یہی تو تاجدار انبیاء ہیں، یہی تو مسلمانوں کے دلربا ہیں، یہی تو ہمارے مشکل کشاء ہیں۔ یہی تو رسول اللہ ﷺ ہیں۔

جس وقت یہودن نے ہمارے نبی کریم ﷺ کا نام سنا تو پوچھا یہ ان کے ہمراہ جو دیگر نورانی لوگ ہیں یہ کون ہیں۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالےٰ کے مقدس اور نوری فرشتے ہیں اور جو بالکل آپ کے قریب دائیں بائیں چل رہے ہیں وہ آپ کے صحابہ کرام جلوہ فرما ہیں۔ یہودن نے بزرگ سے پھر کہا کہ اگر میں تمہارے نبی ﷺ کو سلام دوں تو میرے سلام کا جواب دیں گے۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ کیوں نہیں۔ یہ نبی رحمتہ اللعلمین ہیں۔ یہ وہ رسول ﷺ ہیں جن کو کافر مشرک پتھر مارتے تھے مگر یہ ان کو دعائیں دیتے تھے۔ وہ لوگ آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھاتے تھے، یہ اپنی مقدس چادریں بچھا کر ان کو بیٹھاتے تھے۔ بھلا وہ آپ کو جواب کیوں نہیں دینگے۔

اس یہودن نے آگے بڑھ کر کملی والے آقا ﷺ کو بڑے ہی ادب سے سلام عرض کیا۔ اور رو کر عرض کرنے لگی کہ اے رحمت عالم میں غیر مسلم ہوں لیکن مجھے امید ہے کہ آپ ضرور مجھے جواب سے نوازیں گے۔ اور میری بات بھی سنیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے یہودی کی بیوی کو جواب میں فرمایا کہ کیا بات ہے، اس یہودن نے پوچھا حضور ﷺ آپ کیسے تشریف لائے تھے۔ کملی والے ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے پڑوس میں ہمارا ایک عاشق رہتا ہے جو کہ ہر سال ہماری یاد میں

ایک عظیم الشان محفل میلاد منعقد کرتا ہے۔ خوب جشن کرتا ہے۔ اور ہماری یاد میں پورے علاقے کو دعوت پر بلاتا ہے۔ آج ہم اس کے گھر کو اپنے قدم پاک سے منور فرمانے آئے ہیں۔ وہ یہودن کہنے لگی حضور ﷺ آپ کتنے شفیق و مہربان ہیں، کتنے لطیف اور کریم ہیں آپ کو اپنی اُمّت سے کتنا پیار ہے، کتنا کرم فرماتے ہیں آپ اپنے غلاموں پر۔ مجھے بھی اپنے غلاموں میں شامل کر لیجئے مجھے بھی کلمہ پڑھا کے اپنی امت میں شامل فرمالیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا پھر پڑھ۔ لا الہ الا اللہ محمّد رسول اللہ ﷺ۔ اس عورت نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگئی۔

اس نے خواب میں ہی یہ ارادہ کیا کہ صبح ہوتے ہی جو چیزیں میری ملکیت میں ہیں۔ میں یہ سب حضور ﷺ کے میلاد پاک کی خوشی میں صدقہ و خیرات کر دوں گی، کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حضور ﷺ کی برکت سے مجھے ایمان کی نعمت عطا فرمائی ہے۔ جب صبح ہوئی تو اس نومسلم خاتون نے میلاد منانے کا اہتمام کیا۔ اور بڑی ہی خوش باش کملی والے سرکار ﷺ کے دیدار سے دنیا کی ساری نعمتوں کو بھول چکی تھی۔ بس یہی تمنا تھی کہ جلدی کروں اور حضور ﷺ کے میلاد شریف کی خوشی میں جشن کروں، صدقہ وخیرات کروں۔ مدینے والے ﷺ اپنی اس نومسلم باندی سے خوش ہو جائیں۔ ادھر اس نومسلم خاتون کا خاوند جو کہ یہودی تھا۔ جب اس نے اپنی بیوی کی یہ خوشی دیکھی تو کہنے لگا کہ، اے میری رفیقہ حیات کیا بات ہے؟ آج تو بہت خوش نظر آرہی ہے۔ کیا بات ہے کیا ہوا ہے۔ رات سوتے وقت تو تو اتنی خوش نہ تھی، کیا دیکھا ہے تو نے رات کو خواب میں؟ تو بیوی نے جواب دیا کیسے بتاؤں جو رات کو میں نے عالم خواب میں دیکھا ہے، وہ نظارا، اتنا پیارا اور عجیب تھا، اور وہ ساعت اتنی دل کش تھی کہ دل کرتا تھا کہ پوری زندگی اسی نظارے میں گزر جائے۔ اس نومسلم عورت کے میاں نے کہا کہ اے میری رفیقہ حیات آخر وہ منظر مجھے بھی تو بتاؤ۔ اس نومسلم عورت نے کہا کہ جب میں رات کو سوئی، میری آنکھیں تو بند ہوگئیں، لیکن دل کی آنکھیں کھل گئیں۔ میں نے خواب کے عالم میں پڑوسی مسلمان کے گھر نبی پاک ﷺ، سرکار کائنات نور مجسم رحمت دو عالم سیّدنا مولانا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زیارت فرمائی۔ اور خواب میں ہی میں نے کملی والے آقا ﷺ کے ہاتھوں پر ایمان لا کر کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہوگئی ہوں جب میں مسلمان ہوئی تو میں نے رات کو ارادہ کر لیا تھا کہ صبح ہوتے ہی کملی والے آقا ﷺ کا میلاد شریف مناؤں گی، جشن کروں گی۔ کھانے پکاؤں گی، لوگوں کی دعوت کروں گی۔ مدینے والے ﷺ کو خوش کر کے جنت میں جاؤں گی۔

تو اس نومسلم عورت کے خاوند نے کہا کہ اے میری رفیقہ حیات آؤ دونوں مل کر اپنے نبی پاک ﷺ کا میلاد شریف منائیں۔ اس عورت نومسلم نے کہا اے میرے سرتاج آپ حضور اکرم ﷺ کا میلاد شریف مناتے ہو حالانکہ تم تو یہودی ہو۔ تم غیر مسلم ہو تو اس نومسلم عورت کے خاوند نے کہا کہ خبردار مجھے یہودی ہرگز نہ کہنا۔ بلکہ اے میری رفیقہ حیات جب تم رات کو خواب میں کملی والے ﷺ کا کلمہ پڑھ رہی تھیں۔ میں دیکھ رہا تھا میں بھی اس مجمع میں موجود تھا۔ اے میری زوجہ! تم نے مجھے نہیں دیکھا لیکن میں نے تمہیں دیکھا ہے میں بھی وہاں موجود تھا۔ جب تم نے کلمہ پڑھ لیا اور نبی کریم ﷺ آگے بڑھنے لگے تو میں بھی آگے بڑھکر حضور ﷺ سے کہنے لگا کہ یا رسول اللہ

ﷺ آپ نے میری زوجہ کوتو کلمہ پڑھا کے مسلمان بنا دیا ہے۔مہربانی فرما کر مجھے بھی مسلمان بنا دیں۔کملی والےﷺ نے مجھے بھی کلمہ پڑھایا۔اے میری بیوی اب میں غیر مسلم نہیں بلکہ اب تو میں تمہاری طرح مسلمان ہوں۔ دونوں مل کر حضورﷺ کا میلا دشریف منائیں اور مدینے والے سرکارﷺ کوخوش کر کے دونوں جنت میں جائیں۔اس واقعہ کے بعد میلا دالنبیﷺ سے دوری وہی رکھیگا جس کو نبی پاکﷺ سے بغض ہوگا۔

☆میلا دمنانے والے جنت میں

یہ وہ امام ہیں جنکی کتابوں سے دیوبندی فرقے کی فضائل اعمال میں بھی دلائل لئے گئے ہیں۔

حضرت علاّ مہ محمد جعفر قریشی تزکرۃ الواعظین صفہ:۳۲۱ پرروایت نقل فرماتے ہیں:

کہ مدینہ منّورہ میں ایک بہت ہی بزرگ اور متقی شخص رہتے تھے نام اُن کا تھا محمد ابراہیم وہ اپنے زہدتقوی میں بڑے مشہور تھے۔ہمیشہ حلال روزی کماتے اورکھاتے تھےاور جوحلال رزق کماتے اس میں سے آدھا اپنے اہل وعیال پرخرچ کرتے اورآدھے کوالگ ایک جگہ پرجمع کرتے رہتے، جب ربیع الاول شریف کی بارھویں شب آتی تو وہ سارا پیسہ جو کہ سال بھرجمع کرتے،اس کونکال کرحضورﷺ کی ولادت شریف کی خوشی میں پورے مدینہ شریف کے علماءاورمساکین کی دعوت عام کرتے ۔گھر میں محفل میلا دشریف کا بندوبست فرماتے اورآپ کی بیوی جو کہ بڑی زاہدہ وعابدہ تھیں وہ آپ کے ساتھ اس محفل پاک میں بھرپور حصہ لیتیں۔خودطرح طرح کے کھانوں کا اہتمام کرتیں۔اوران تمام خوشیوں میں اپنے نیک اور پارسا خاوندکا بھرپور ہاتھ بٹاتیں۔

کچھ عرصہ کے بعد اتفاق سے بزرگ کی نیک بیوی کا انتقال ہوگیالیکن وہ بزرگ پھربھی اسی ذوق وشوق سے کملی والے آقاﷺ کا میلا دمناتے رہے۔کچھ دنوں کے بعدوہ بزرگ محمد ابراہیم صاحب بھی بیمار ہوگئے۔جب بیماری نے زور پکڑا اور بچنے کی کوئی امیدنہ رہی تو اُس بزرگ نے اپنے بیٹے کو بلایا اور کہا۔کہ اے میرے بچے آج رات میں اس دارفانی سے کوچ کر جاؤں گا، کیونکہ میری موت کاوقت قریب آ گیا ہے۔میرے بچے جب میں فوت ہوجاؤں تو مجھے غُسل دےکرکفن پہنا کرمسلمانوں کے قبرستان میں دفن کردینا۔میرے بیٹے فلاں جگہ پر میری حلال کمائی پچاس درہم پڑے ہیں۔ان کوکسی نیک کام میں لگا دینا تاکہ مرنے کے بعد مجھے اس کا ثواب ملتارہے۔اس کے بعداس بزرگ نے کلمہ پڑھا کلمہ شریف پڑھتے پڑھتے ان کی روح پرواز کرگئی۔اس لڑکے نے اپنے والدکوغسل دیکرکفنایا،نماز جنازہ پڑھی اوردفن کردیا،اس کے بعد وہ لڑکا مدینہ کے عالم کے پاس پہنچا،اورکہا میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے،اورمیرے والد ماجد نے،اپنی وراثت میں پچاس درہم چھوڑے ہیں،اوروصیت فرمائی ہے کہ ان درہموں کوکسی اچھی جگہ خرچ کرنا تاکہ مجھے ثواب ملتارہے۔آپ فرمائیں کہ میں درہم کوکس جگہ خرچ کروں۔

اس عالم دین نے جواب دیا کہ جس آدمی نے دنیا میں کوئی مسجد بنوائی تو گویا اُس نے اللہ کے گھر کعبہ اور مدینہ شریف کی تعمیر کی ۔لہذا میرا مشورہ یہ ہے کہ ان درہموں کوکسی مسجد میں بطور چندہ دےدو،دوگنا ثواب ملے گا۔وہ لڑکا اٹھا اور مدینے شریف کے ایک اور عالم کے پاس آ گیا۔ اُس نے وہی بات جو کہ پہلے عالم سے کہی تھی ان کے سامنے بھی رکھی اوران سے مشورہ مانگا۔

دوسرے عالم نے جواب دیا کہ جواللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کنواں کھدوائے تا کہ خلق خدا پانی سے سیراب ہو،تو اللہ تعالی اس کنواں کھدوانے والے کوستر (۷۰) حج کا ثواب عطا فرمائے گا۔لہازا تم پانی کا کنواں کھدوادو تا کہ ستر (۷۰) حجو ں کا ثواب مل جائے ۔وہ لڑکا وہاں سے اُٹھااور تیسرے عالم کے پاس گیا۔اس سے وہی سوال دوہرایا جو پہلے عالموں سے کر چکا تھا۔اس عالم نے جواب دیا جوخدا کی رضا کے لئے صلہ رحمی کرتے ہوئے اپنے غریب رشتے داروں پرخرچ کرے اُسے اللہ تعالیٰ ستر غازیوں کا ثواب عطا فرمائے گا ۔لہذا میری مانو تو یہ درہم اپنے غریب رشتے داروں پرخرچ کردوتا کہ ستر غازیوں کا ثواب حاصل کرسکو۔

وہ لڑکا وہاں سے اُٹھااور چوتھے عالم کے پاس گیا۔اس سے بھی وہی سوال کیا تو اس عالم نے جواب دیا جوآدمی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کسی نہر پر پُل بنوائے تا کہ لوگ اس نہر سے باآسانی گزریں گویااس نے اللہ تعالےٰ کے ستر بنی اسرائیل کے نبیوں کی تعلیم زندہ کی لہذا کسی نہر پرلوگوں کے گزرنے کے لئے پُل بنوادو۔وہ لڑکا اٹھااور مدینے شریف کے پانچویں عالم کے پاس گیا،اوران کے سامنے یہی مسئلہ رکھا۔تو اس عالم نے فرمایا کہ جو بندہ اللہ پاک کی رضا کے لئے کسی غازی مجاہد کواللہ پاک کے راستے میں لڑنے کیلئے ہتھیار خرید کردے تو اللہ تعالی اس کوستر شہیدوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔وہ لڑکا اُٹھااور چھٹے عالم کے پاس گیا۔اُن سے بھی وہی مسئلہ پُوچھا۔تو اُس عالم نے جواب میں فرمایا کہ بیٹا۔جس بندے نے خدا کی رضا کے لئے کوئی غلام آزاد کیا تو اس کواللہ تعالیٰ ستر عالموں کا ثواب عطا فرمائے گا۔وہ لڑکا یہاں سے اُٹھااور مدینے شریف کے ساتویں عالم کے پاس پہنچ گیااوراس سے بھی وہی سوال دُہرایا۔اُس عالم نے فرمایا کہ بیٹا جو بندہ اللہ پاک کی رضا کے لئے مسافروں کے آرام کے خاطر راستے پرکوئی درخت لگائے تا کہ مسافراس درخت کے نیچے آرام کریں،تو اللہ پاک اس کے لئے جنت میں ایک مکان اور ایک باغ جو بہت خوبصورت ہوگا ۔ تیار فرمائے گا اور اس کو جس نے دنیا میں مسافروں کے لئے آرام پہچانے کے لئے درخت لگایا اسے عطا فرمائے گا۔لہذا میری مانو تو کسی راستے پرمسافروں کے لئے ایک یا چند درخت لگوادو،اس لڑکے نے جب اس قدر مختلف مسائل اورمختلف ثواب کے فوائد سُنے تو وہ حیران وپریشان ہوا کہ کس پرعمل کرے اورکس کو چھوڑے،ان میں سے کوئی نیکی چھوڑنے کے قابل ہے بھی نہیں۔

وہ گھر آیااوران مسائل کو ذہن میں رکھکر سوچنے لگا۔اسی اثنا میں اس کو نیند آگئی وہ سوگیا عالم خواب میں لڑکے نے دیکھا کہ میدان حشر برپا ہے۔ ہرآدمی اپنا اپنا حساب دے رہا ہے حساب دینے کے بعد نیک لوگ جنت میں جارہے ہیں بُرے لوگ جہنم میں۔ یہ واقعہ دیکھ کر وہ لڑکا کانپ اُٹھا کہ اللہ خیر کرے پتہ نہیں میرے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔نامعلوم میں جنت میں جاتا ہوں یاجہنم میں۔اتنے میں ایک ندا آئی کہ اس لڑکے کو جنت میں لے جاؤ۔جب یہ نوجوان جنّت میں پہنچا تو جنت میں مختلف قسم کی نعمتیں دیکھیں جو کبھی وہم وگمان میں بھی نہیں آئی تھی۔مکانات دیکھے جن کی چمک دمک سے آنکھیں خیرہ ہورہی تھیں۔حوریں دیکھیں ان کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یاقوت اورمرجان کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں اوربھی طرح طرح کی بے حساب اللہ پاک

کی نعمتیں موجود تھیں، جن کی نہ کوئی حد تھی ۔نہ حساب، جن کو بیان کرنے سے انسان قاصر ہے اس نوجوان نے جنت کی نعمتوں کو دیکھتے دیکھتے جنت کی سات مختلف منزلیں دیکھیں، فرشتے بتا رہے تھے کہ اے اللہ کے بندے یہ پہلی جنت ہے، یہ دوسری یہ تیسری غرض یہ کہ تمام جنت کی منزلیں اُس نے طے کرلیں۔

چلتے چلتے جب وہ نوجوان جنت کی آٹھویں منزل اور آٹھویں دروازے پر پہنچا تو دیکھا کہ اس کا دروازہ بند ہے۔گیٹ پر اس جنت کا داروغہ کھڑا ہے۔ ہر آدمی اس جنت میں داخل نہیں ہوسکتا، صرف وہی اس کے اندر جائے گا جس کو میرے اللہ پاک کا حکم ہوتا ہے۔ وہ نوجوان اس جنت میں جانے کا ابھی ارادہ کرتا ہے،لیکن جنت کا نگہبان فرشتہ کہتا ہے کہ اے نوجوان اس جنت میں تم داخل نہیں ہوسکتے۔نوجوان نے کہا جب میں ساتوں جنّتوں میں اللہ پاک کے حکم سے آسکتا ہوں تو اس میں کیوں داخل نہیں ہوسکتا۔ جنت کے نگہبان فرشتے نے کہا کہ اے نوجوان اس جنت میں صرف وہی شخص جاسکتا ہے جو دنیا کی زندگی میں، اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ کا میلاد شریف مناتا رہا ہے اور محفل میلاد میں جاتا رہا ہے۔سبحان اللہ! اور نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں مسّرت اور فرحت کا اظہار کرتا رہا ہے۔تو اُس نوجوان نے کہا۔ کہ اے داروغہ تو بلاشُبہ میری والدہ ماجدہ اور والد مکّرم ضرور اسی جنت میں ہوں گے کیونکہ وہ دونوں ساری زندگی کملی والے آقا و مولا حضرت محمد مُصطفٰے ﷺ کی ولادت کی خوشی میں ہر سال خوب جشن مناتے رہے ہیں، مسرت کا اظہار کرتے رہے ہیں علماء کرام اور مساکین کی دعوتیں کرتے رہے ہیں۔لہٰذا مجھے اس جنت میں جانے دو تا کہ میں اپنے والدین کریمین کی زیارت کرسکوں۔ابھی وہ نوجوان جنت کے داروغہ سے کلام کر ہی رہا تھا، اجازت مانگ ہی رہا تھا کہ غیب سے آواز آئی کہ اس نوجوان کو جنت کی آٹھویں منزل میں داخل کردو۔نوجوان نے اس جنت میں وہ نعمتیں مشاہدہ کیں جو پہلے والی سات جنّتوں میں بھی نہیں تھیں۔ان جنتوں کا نظارہ کرتے کرتے وہ نوجوان حوض کوثر کے کنارے پہنچا وہ حوض جس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کے سورۃ کوثر۔رکوع ۳۳۔آیت میں فرمایا۔انا اعطینک الکوثر o

''اے محبوب بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرما دیا۔'' یہ کوثر جنت کی آٹھویں منزل میں موجود ہے ۔قیامت میں اس جنت کے حوض کے کنارے پر بیٹھ کر کملی والے آقا ﷺ ہم گناہ گاروں کو جام کوثر بھر بھر کر پلاتے جائیں گے اور ہماری پیاس و تشنگی دُور فرماتے جائیں گے۔تو وہ نوجوان کوثر کے کنارے پہنچا تو اُس نے کیا دیکھا کہ اس کوثر کے کنارے پر اس کی والدہ ماجدہ بیٹھی ہوئی ہیں اور اس کی والدہ ماجدہ کے پاس ایک جنتی تخت موجود ہے۔اس پر ایک بزرگ خاتون جلوہ افروز ہیں اور اس تخت کے اردگرد بہت ساری کُرسیاں بھی بچھی ہوئی ہیں۔جس پر اور بہت سی خواتین جو شکل وصورت میں بڑی برگزیدہ معلوم ہوتی ہیں تشریف فرما ہیں۔اس نوجوان نے ایک فرشتے سے دریافت کیا کہ اللہ پاک کے نوری فرشتے یہ بڑی برگزیدہ خواتین جو تخت اور کرسیوں پر بیٹھی ہیں کون ہیں؟

اس اللہ پاک کے فرشتے نے جواب دیا کہ اے اللہ پاک کے بندے یہ جو تخت پر بی بی تشریف

فرماہیں، یہ رحمتہ اللعالمین سردارِ کُل کائنات حضرت محمد رُسول اللہ ﷺ کی لختِ جگر حضرت سیّدنا طیبہ طاھرہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ ان میں سب سے پہلے حضرت سیّدنا خدیجہ الکبریٰ ی دوسری سیّدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضور ﷺ کی پاک بیوی ہیں۔ وہ جلوہ فرماہیں۔ اوران سے آگے حضرت مریم والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا فرعون کی بیوی۔ حضرت سارہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ازواج پاک تشریف فرماہیں۔ اس سے آگے حضرت رابعہ بصری، حضرت زبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضور علیہ السلام کی امت کی ولیہ تشریف فرما ہیں۔ وہ نوجوان یہ سن کر بڑا حیران ہوا۔ آگے بڑھا تو کیا دیکھا کہ ایک وسیع وعریض تخت بچھا ہوا ہے جس پر ایک نورانی چہرے والے بزرگ تشریف فرما ہیں، اوراس کے اردگرد چار کرسیوں پر جو وہاں موجود ہیں ان پر چار بزرگ تشریف فرماہیں۔ پھر دائیں طرف بہت سی کرسیاں موجود ہیں ان پر بھی بڑے نیک اور بزرگ تشریف فرماہیں۔ پھر بائیں طرف دیکھا تو وہاں بھی بڑے بڑے اللہ والے موجود ہیں۔ ان نوجوان نے پھر اسی فرشتے سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نوری فرشتے یہ بزرگ جو جلوہ افروز ہیں کون ہیں۔

اس فرشتے نے جواب دیا کہ اللہ کے نیک بندے یہ جو تخت پر نوری بزرگ تشریف فرماہیں یہ ساری کائنات کے والی، دونوں جہاں کے داتا حضرت سیّدنا آقا ومولیٰ حضرت محمد رسول ﷺ ہیں اور یہ جو بزرگ ان چار کرسیوں پر بیٹھے ہیں یہ نبی کریم ﷺ کے چار یار حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت سیّدنا عثمان غنی اور سیّدنا حضرت علی المرتضےٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں۔ دائیں طرف تمام انبیاء کرام علیہم اجمعین تشریف فرما ہیں۔ بائیں طرف شہدائے کرام، اولیائے عظام تشریف فرماہیں۔ وہ لڑکا آگے چلا تو کیا دیکھا ایک نورانی مقام پر اس کا والد بزرگوار بھی موجود ہیں، اور بڑے خوش وخرم ہیں، اللہ پاک نے اس کے والد کو جنت کی اعلیٰ نعمتوں سے مالا مال کررکھا ہے۔ لڑکا اپنے والد کا یہ مقام دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اپنے ابّا سے پوچھنے لگا اے میرے والد مکرّم۔ آپ نے یہ درجات یہ مراتب یہ مقام یہ عزت یہ شان، یہ بلندی، یہ جان کی اعلیٰ نعمتیں کس طرح پائیں؟

اس بزرگ ابراہیم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب اپنے بیٹے کی یہ باتیں سُنیں تو اس کو سینے سے لگایا اور فرمایا بیٹا یہ مقام، یہ شان، یہ جنت کے اعلیٰ درجات اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لئے عطا فرمائے ہیں کہ میں ہر سال اپنی حلال کمائی میں سے کائنات کے داتا رسولوں کے سردار حبیب کبریا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ولادت پاک کی خوشی جشن میلاد منایا کرتا تھا۔ خوشیاں کرتا تھا، محفل میلاد کا اہتمام کرتا تھا۔ وہ لڑکا نیند سے جاگا اور سارا پیسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی خوشی میں غریبوں کو دے دیا۔

محترم سامعین! معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت پاک کی خوشی وہ عظیم خوشی ہے کہ جس کے صدقے جنت ملتی ہے، جنت ہی نہیں بلکہ وہ جنت ملتی ہے جس میں کملی والے آقا ﷺ خود تشریف لاتے ہیں۔

انشاء اللہ وہ سُنی بریلوی مسلمان جو فرائض واجبات ادا کرتے ہیں اور رسول ﷺ کا عشق سینے

میں لے کر ہر سال میلاد پاک کا اہتمام کرتے کرتے دنیا سے چلا جائے وہ سیدھا جنت میں چلا جا ئے گا۔ وہ جہنم سے بھی وہ حشر کے خوف سے بھی آزاد ہے۔

☆ میلاد (۱۲ ربیع الاول کی خوشی) منانا سنت خدا ہے

میلاد سب سے پہلے اللہ تعالی نے منایا، اللہ تعالی کو محبت ہی کچھ ایسی ہے کہ مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے کہ، پہلے خود میلاد منا تا ہے۔ پھر کرنے کا حکم دیتا ہے اسی طرح جس طرح 'اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اُس کے فرشتے ان غیب بتانے والے نبی پاک علیہ الصلاۃ والسلام پر درود وسلام پڑھتے ہیں، یہاں تک آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے اپنا عمل بتایا کہ میں بھی پڑھتا ہوں اور میرے فرشتے بھی پڑھتے ہیں آخر میں فرمایا اے ایمان والو تم بھی خوب درود وسلام پڑھو۔

نماز، اللہ کے لئے ہے زکاۃ اللہ کے لئے ہے، اور حج اللہ کے لئے ہے سب فرائض کو ادا کرنے کا ہمیں حکم فرمایا لیکن اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ اعمال میں بھی کرتا ہوں تم بھی کرو یہ خدا کی شان کے خلاف ہے۔ لیکن جب مصطفیٰ ﷺ کی شان کو بیان کرنا مقصود ہوا، اور عظمت ظاہر کرنے کی باری آئی تو پہلے فرما دیا، کہ میں بھی پڑھتا ہوں تا کہ لوگ سمجھ جائے کہ اللہ تعالیٰ کسی کی شان عظیم کو اُجاگر کرنا چاہتا ہے، گویا اس نے حکم سے پہلے فرمادیا کہ مصطفیٰ مجھے اتنے پیارے ہیں کہ میں خالق ہو کر درود وسلام پڑھ رہا ہوں اور فرشتوں سے پڑھوا بھی رہا ہوں۔ یہی درود وسلام محفل میلاد میں بھی پڑھا جاتا ہے۔ اللہ خالق ہے، اور حضور ﷺ مخلوق ہیں خالق اور مخلوق کا فرق نہیں مٹایا جا سکتا ذراسی عقل والا بھی سمجھ لے گا اللہ خالق ہو کر اپنے محبوب پر درود وسلام پڑھ رہا ہے ہم ناقص عقل والے رب کے بندے ہو کر اس خالق کائنات کی محبت کا اندازہ کیسے لگا سکتے ہیں کیونکہ محبت اس کی قدرت ہے، ہم نہ اس کی قدرت کا اندازہ لگا سکتے ہیں نہ اس کی محبت کا۔ اس طرح میلاد بھی خدائے تعالی نے پہلے منایا پھر حکم دیا۔ اللہ نے حضور ﷺ کا کیسے میلاد منایا۔

حدیث:۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور ﷺ میرے شکم سے پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا حضور ﷺ سجدہ میں ہیں، پھر ایک سفید عبر نے آسمان سے آکر حضور ﷺ کو ڈھا پ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ﷺ ایک اونی کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمی بچھونا بچھا ہے۔ اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور ﷺ کی مٹھی میں ہیں۔ اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے، کہ نصرت کی کنجیاں نفا کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں سب پر محمد ﷺ نے قبضہ فرمایا۔ پھر اور عبر نے آکر حضور ﷺ کو ڈھاپا کہ میری نظر سے چھپ گئے پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں ایک سبز ریشم کا کپڑا حضور ﷺ کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے، ساری دنیا محمد ﷺ کی مٹھی میں آگئی، زمین وآسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔ (ﷺ) حوالہ:۔ مسند احمد بن حنبل

جب حضور ﷺ دنیا میں تشریف لائے یہ جو کچھ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ ہوا آپ ﷺ کا غائب ہونا آپ ﷺ کو کنجیاں عطا ہونا کسی کا یہ کہنا کے ساری دنیا حضور ﷺ کے قبضہ میں آ گئی یہ سب کون کر رہا ہے مخالفین کو شک ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی اور نے کرا۔ بیشک! یہ سب اللہ نے

کرا گویا اللہ حضورﷺ کی عظمت ظاہر فرما رہا ہے، سادہ سے لفظوں میں کہہ سکتے ہیں کہ اللہ حضور ﷺ کا میلاد منا رہا ہے اور قابل غور بات یہ ہے کہ یہ سب حضورﷺ کی دنیا میں تشریف آوری پر فرما رہا ہے۔ اور تشریف آوری پر ہونے والے عجیب غریب واقعات جو اللہ تعالیٰ نے وقت ولادت ظاہر فرمائے تھے، ان سب کا تذکرہ کرنا ہی تو میلاد کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی تشریف آوری پر اور بھی کثیر تعداد میں عجائبات کا ظہور فرمایا۔ آگے کی روایت ملاحظہ فرمائیے۔

☆ امام المحدثین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ نے خصائص الکبریٰ میں یہ بات درج فرمائی کہ جس سال امام الانبیاء حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا نور پاک سیّدہ طیبہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن پاک میں تشریف لایا وہ پورا سال اللہ تعالیٰ نے کامیابی وکامرانی خوشحالی کا سال بنا دیا۔ حالانکہ حضور علیہ الصلاۃ والسّلام کا نور پاک حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن میں تشریف لانے سے پہلے اہل قریش سخت بدحال تھے اور قحط سالی میں مبتلا تھے۔

اللہ تعالیٰ نے محبوبﷺ کی آمد کی برکت سے اس سال خوب بارشیں برسائی جس کی وجہ سے سوکھے درخت ہرے بھرے ہوگئے زمین فصل اُگانے لگی۔ ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہوگئی۔ باغوں میں پھل اور پھول لگنے لگے۔ قریشوں کی ساری پریشانیاں اور تنگیاں کملی والےﷺ کے صدقے دور ہوگئیں۔ سبحان اللہ قربان جاؤں اے خالق کائنات تیری عطا پر محبوب کے صدقے تو نے عرب والوں پر کتنا کرم فرمایا۔ یہ تو سال بھر کی بات تھی۔ اب آیئے یہ دیکھتے ہیں کہ خالق کائنات نے محبوب کی ولادت پر کیا جشن منایا کیسے خوشی منائی۔

امام المحدثین حضرت علامہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو کون نہیں جانتا۔ کون شاہ عبد الحق؟ جس کو ہر روز جاگتے ہوئے دہلی میں کملی والےﷺ کی زیارت ہوتی تھی۔

سیرۃ النبی بعد وصال النبی جلد اوّل صفحہ ۲۳۸ پر فرماتے ہیں کہ جب سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ احمد مختارﷺ کی ولادت باسعادت کا وقت قریب آیا تو خالق کائنات نے تمام فرشتوں کو آواز دی کہ۔ مدارج النبوۃ جلد ۲ فارسی ۱۹ اردو صفحہ ۲۰ پر ہے جب آواز دی فرشتوں نے کہا جی رب جلیل ہم حاضر ہیں کہ کیا حکم ہے۔ فرمایا ارے فرش سے عرش تک، آسمانوں سے زمین تک پوری کائنات کو مقدس انوار سے نور کی تجلیوں سے منور کرو، ہر طرف نور ہی نور ہوجائے، ہر طرف روشنی ہی روشنی ہوجائے یا اللہ عزّ وجل تیرا حکم پورا ہوگیا۔ پورا جہاں نور سے منوّر ہوگیا اور حکم فرمایا۔ ملائکہ زمین وآسماں کے تمام آسمان کے فرشتوں کو میرا حکم ہے کہ مسرت اور خوشی کا خوب اظہار کرو۔ جشن مناؤ خوشیاں کرو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے ہی تمام فرشتوں نے تمام جنتی حوروں نے تمام غلامان بہشت نے خوشیاں منانا شروع کردیں، جب سارا جہان منوّر ہوگیا۔

تمام کائنات کے فرشتے جشن منانے لگے تو اب اللہ تعالیٰ نے جنّت کے سردار فرشتے کو حکم دیا کہ اے خازن جنت عرض کی جی مولا کریم فرمایا فردوس اعلیٰ کے دروازے کھول دے۔ یا اللہ تعالیٰ تیرے حکم سے جنت کے دروازے کھول دئے گئے۔ اب کیا حکم ہے، فرمایا جنت کی خوشبو سے سارے جہان کو معطر کردو ہر طرف جنت کی خوشبو ہی خوشبو کردو۔ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ

اللہ آخر میں فرماتے ہیں کہ، سرکار کی ولادت کی رات کوئی گھر کوئی مکان دنیا میں ایسا نہ تھا جو کملی والےﷺ کی برکت سے روشن اور منور نہ ہوا ہو۔ اللہ اکبر سارا جہان منور ہو گیا۔ جنت کے دروازے کھل گئے ساری دنیا میں جنت کی خوشبو پھیل گئی۔ ہر مکان نور سے منور ہو گیا فرشتوں نے کہا، مولا کریم تمام احکامات پر عمل ہو گیا ہے۔ فرمایا اچھا اب پہاڑوں کو حکم دیدو فخر سے سر بلند کرلیں، سمندروں کو کہو کہ اپنی روانی تیز کرلیں۔ فرشتوں کو کہو کہ وہ زمین پر اُتر جائیں، ایک دوسرے کو مبارک باد دیں۔ ستر ہزار حوُروں کو زمین کی طرف بھیج دیا جائے ہر آسمان پر ایک زبر جد اور یاقوت کا ستون بنایا جائے۔ سورج کو ایک نور کی چادر اوڑھا دی جائے ستاروں کو کہو کہ آسمان چھوڑ کر زمین کی طرف جھک جائیں۔ حوض کوثر کے کنارے کستوری کے ستر ہزار درخت لگا دیئے جائیں۔ خصائص کبری جلد صفحہ ۲۷ فرشتوں نے عرض کیا کہ مولا کریم تمام انتظامات مکمّل ہو گئے ہیں۔ فرمایا ٹھیک ہے فرشتوں نے عرض کی مولا کریم اگر حکم ہو تو ایک سوال کرلیں۔ فرمایا کرو عرض کی یہ تمام احکامات کیوں صادر فرمائے؟ یہ تمام انتظامات کیوں کرائے گئے۔ فرمایا فرشتو یہ تمام انتظامات اس لئے کرائے گئے ہیں کہ میرا محبوب ختم نبوت کا تاج پہن کر دنیا میں جلوہ گر ہو رہا ہے۔

جب حضور علیہ الصلٰوۃ والسّلام کی ولادت پاک ہوئی تو ستارے زمین کی طرف جھک گئے۔ حضرت عثمان بن ابی العاص فرماتے ہیں کہ میری والدہ فاطمہ بنت عبداللہ فرماتی ہیں۔ کہ جب سرکار مدینہﷺ پیدا ہوئے تو میں کملی والےﷺ کے گھر میں ولادت کے وقت موجود تھی۔ میں نے اس وقت جس چیز کی طرف دیکھا وہاں انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی تھی۔ ہر طرف نور ہی نور تھا۔ پھر میں نے آسمانوں کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ستارے اتنے قریب تھے مانوں ہم پر گر پڑینگے۔ دلائل النبوۃ صفحہ ۱۲۴۔ خصائص کبری جلد زرقانی شریف جلد صفحہ ۱۱۶ سیرت جلبیہ جلد صفحہ ۹۴ حضرت آمنہ جب ڈریں تو ستارے خدا کی قدرت سے گویا مسکرا پڑے فرمایا آمنہ ہماری طرف سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہم تجھ پر گرنے کے لئے نہیں جھک رہے بلکہ کملی والےﷺ کی آمد کی خوشی میں جھک رہے ہیں اور جھک کر چہرہ والضحٰی کی زیارت کر رہے ہیں۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام پیدا ہوئے تو میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں ایک مغرب میں ایک کعبہ کی چھت پر مدارج النبوۃ صفحہ ۱۱۱ انوار محمدیہ صفحہ ۳۳۔ سیرت حلبیہ جلد صفحہ ۱۰۹ سیرت نبویہ جلد صفحہ ۳۹ علامہ ابن جوزی علیہ الرحمتہ اپنی شہرت یافتہ کتاب بیان المیلا دالنبی صفحہ ۵ مولد العروس صفحہ ۶ میں تحریر فرماتے ہیں جب سرکار دو عالمﷺ دنیا میں تشریف لائے تو پوری دنیا کا ذرّہ ذرّہ آپﷺ کے حسن و جمال کو دیکھ کر مُسکرا پڑا عرش والے خوش ہیں فرش والے مُسرور ہیں۔ زمین و آسمان اپنے نبیﷺ کی آمد پر باغ باغ ہو رہے ہیں۔ سرکار مدینہﷺ کی ولادت پر اللہ تعالیٰ کا عرش بھی خوشی میں ہلنے لگا جیسے سرکارﷺ کے قدموں کی برکت سے اُحد پہاڑ ہلنے لگا تھا۔ میرے نبیﷺ نے فرمایا تھا۔ اُحد رک جا تیرے سینے پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ بخاری شریف

اللہ تعالی نے محبوب کی ولادت کی خوشی میں اپنے بندوں پر انوار کی بارشیں برسائی۔ اور

محبوب ﷺ کے صدقے غریبوں کوفقیروں کوغنی اور مالدار بنادیا۔حوُریں جنت سے نکل کرعطر وگلاب چھڑک رہی تھیں ۔فرشتے سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے اردگرد کھڑے پر پھیلائے خوشی اورمسّرت کااظہار کررہے تھے۔میرے دوستو!علاّ مہ سیوطی،علامہ حلبی،علامہ ابن جوزی علامہ شاہ عبدالحق،علامہ نبھانی،علامہ زرقانی علیہ الرحمتہ کے ارشادات سے نتیجہ کیا نکلا؟ کہ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پرخود خالق کائنات نے عرب کو خوشحال کر دیا۔ پریشانیوں اور تکلیفوں کودُور کر دیا۔فرشتوں اور حوروں کوزمین پر اتارا جنت کے دروازے کھول دیئے۔سارے جہانوں میں چراغاں کابندوبست فرمایا۔ساری کائنات کو روشن اورمنور فرمایا۔خوشبو سے جہان کومعطر بنادیا۔آسمانوں سے ستاروں نے جھک کرسلامی دی ۔نور کے جھنڈے لہرائے جنتی شربت سرکار کی آمد پرحضرت آمنہ کو پلایا۔سرکار ﷺ کی آمد پر پوری دنیا میں لڑکے تقسیم کئے۔فرشتوں نے صلوۃ والسلام کے نغمے گائےغرض کہ خالق کائنات نے محبوب کی آمد سے پہلے اورمحبوب کی ولادت کے دن خوب خوب خوشی کرنے کا فرشتوں کوحکم دیا خدا کوخوشی ہے اس لئے تو یہ حکم فرمایا اللہ پاک خوشی منارہا تھا۔فرشتے اور ہرمخلوق خوشی منارہی تھی۔لیکن ایک تھا جوجل رہا تھا ابلیس لعین اسے دکھ تھا کہ کیوں یہ دن منایا جارہا ہے، ایسے ہی آج کچھ لوگ ہیں جو جلتے ہیں،اس دن کی خوشی کودیکھ کرجلنا یہ ابلیس کافعل تھا۔یہی نہیں آگے پڑھئے کہ اللہ تعالی نے کیسے حضور ﷺ کی پیدائش کی خوشی منائی۔

☆ عجائبات کاظہور:۔حضرت علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ مدارج النبوۃ جلد دوم میں علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبھانی علیہ الرحمتہ،انوارمحمدیہ صفحہ ۳۵ میں علامہ الرحمٰن صفوری علیہ الرحمتہ،نزہتہ المجالس جلد دوم صفحہ ۱۸۹ میں

علامہ شیخ الاسلام شہاب الدین حجر مکی علیہ الرحمتہ النعمتہ الکبری صفحہ ۲۲ میں امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ خصائص کبری جلد اوّل صفحہ ۱۲۱ میں علاّمہ امام شیخ قسطلانی علیہ الرحمتہ نے مواہب لدنیہ جلد اوّل صفحہ ۱۳۴ میں علاّمہ امام حلبی علیہ الرحمتہ سیرت حلبیہ میں فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوۃ والسّلام کانور اپنی والدہ ماجدہ کےبطن پاک میں تشریف لایا تو اللہ تعالےٰ نے جنت کے سردار فرشتے کوفرمایا اے رضوان جنت عرض کی جی مولا کریم فرمایا آج رات تمام جنت کے دروازے کھول دو،اور پوری دنیا میں جنت کی خوشبو کو چھڑک کرساری کائنات کوخوشبو سے معطر کردو ہرطرف خوشبو پھیلادو تاکہ ساری دنیا میں خوشبو ہی خوشبو ہو جائے اللہ تعالیٰ نے جہنم کے سردار فرشتے سے فرمایا اے جہنم کے نگہبان عرض کی جی رب کائنات فرمایا جہنم کے سارے دروازے بند کردو۔

اللہ تعالےٰ نے فرمایا جبرئیل نے عرض کیا کہ جی ربّ جلیل فرمایا سدرۃ المنتہیٰ پر کھڑے ہو کر اعلان کردو،اے زمین وآسمان کے رہنے والوسنو،آگاہ ہوجاؤ ساری کائنات کے ہادی،ساری دنیا کوسیدھی راہ دکھانے والے نبی کانور آج رات اپنی والدہ ماجدہ کےبطن میں تشریف لے جاچکا ہے۔وہ نبی جب دنیا میں تشریف لائینگے تو بشر بن کر،منیر بن کرسراج منیر بن کرآئینگے ۔وہ نبی کائنات میں سب سے بڑے ہونگے ،دیانتدار ہونگے،ساری مخلوق سے بہتر ہونگے ،رحمتہ

للعالمین ہونگے۔آسمانوں میں احمد نام ہوگا جنت میں قاسم ہوگا۔زمین میں محمدﷺ بن کے جلوہ گر ہونگے۔سبحان اللہ۔جامع معجزات صفحہ ۹۸۔۲۹۷ کتاب الانوار صفحہ ۳۵

جب جبرئیل علیہ اسلام نے یہ اعلان کیا تو جنت کے فرشتے وجد میں آ گئے۔حوریں مست ہوگئیں جنتی درختوں پر پہاڑوں پر بہاریں آ گئیں۔ جنت کی نہریں خوشی میں پہلے سے زیادہ روانگی میں آگئیں۔فرشتے حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام پر جھوم جھوم کر صلوٰۃ والسلام کی لڑیاں نچھاور کرنے لگے۔غرض کہ میرے آقاﷺ کا نور جب والدہ ماجدہ کے پاس تشریف لایا تو ہر طرف بہاریں ہی بہاریں آگئیں۔ ہر طرف مسّرت ہی مسّرت چھا گئی۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا جبرئیل، عرض کی جی ربّ جلیل فرمایا۔ایک لاکھ فرشتے ساتھ لے لو اور زمین پر چلے جاؤ، پوری زمین میں، خشکی میں تری میں پہاڑوں میں ہموار زمینوں میں سارے پھیل جاؤ اور اعلان کرتے جاؤ زمین والو تمہیں مبارک ہو تمہیں پاک کرنے والے، صاف کرنے والے، طاہر بنانے والے، اللہ تعالی کے مقدس رسول تشریف لا رہے ہیں۔جامع معجزات صفحہ ۲۹۸

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے نور پاک کے آنے سے پہلے مکّہ شریف میں ہر طرف سخت قحط پڑا ہوا تھا۔بارش نہ ہونے کی وجہ سے جانور تو کیا انسان بھی مر رہے تھے۔درخت سوکھ کر کانٹا بن چکے تھے۔لیکن قربان جاؤں جب میرے نبی پاکﷺ کا نور اپنی والدہ کے پاس تشریف لایا تو اللہ تعالیٰ نے ہر طرف رحمتوں کی بارشیں برسانا شروع کر دیں زمین شاداب ہوگئی۔درخت ہرے بھرے ہوگئے۔ ہر طرف بہار ہی بہار آ گئی۔مدارج النبوۃ، مواہب لدنیہ۔

حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی سرکار کے چچّا زاد بھائی حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں جس رات نبی کریم علیہ الصلٰوۃ والسلام کا نور پاک اپنی والدہ ماجدہ کے پاس تشریف لایا تو اُس دن ہر آسمان سے فرشتے یہ آوازیں دے رہے تھے کہ اے ساری کائنات کے بسنے والو، اب خوب خوب خوشیاں مناؤ۔کیونکہ کائنات کا محبوب نبیﷺ اللہ کی نعمتیں تقسیم کرنے والا رسول علیہ الصلٰوۃ والسلام تشریف لا رہا ہے۔حوالہ انوار محمدیہ

اُدھر آسمانوں سے فرشتوں نے خوشیاں کرنے کا اعلان کیا۔اِدھر کائنات میں سرکاﷺ کی آمد پر ہر چیز خوشی میں جھومنے لگی۔

علّامہ قسطلانی علیہ الرحمتہ مواہب الدنیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے صحابی حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جس رات سرکاﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن پاک میں تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے مکّہ شریف کے تمام جانور بول پڑے اور ایک دوسرے کو سرکاﷺ کی آمد پر مبارک باد پیش کرنے لگے اے کائنات میں بسنے والے جانوروں مبارک ہو آج اُس نبیﷺ کا نور اپنی والدہ ماجدہ کے بطن میں تشریف لا چکا ہے۔رب کعبہ کی قسم! پوری دنیا کے سردار ہونگے۔کائنات والوں کے لئے چمکتا ہوا چراغ ہوگا۔اِدھر جانور مبارک باد ایک دوسرے کو دے رہے تھے۔اُدھر مچھلیاں پانی میں خوشیاں منا رہی تھیں۔ پرندے درختوں پر سرکاﷺ کے گیت گا رہے تھے جنگلی جانور جنگلوں میں خوشیاں منا رہے تھے۔

مدارج النبوت انوار محمدیہ سیرت حلبیہ مواہب لدنیہ۔ابھی نبیﷺ دنیا میں آئے نہیں ہیں،

کائنات کی ہر شئی خوش تھی اور خوشیاں منا رہی تھی، پھر انبیاء کرام کیسے پیچھے رہ جاتے وہ حضرت آمنہ کو مبارک باد دینے تشریف لے جاتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہ السلام کا تشریف لانا خدا کے حکم سے ہے دلیل پڑھیں۔

حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ سیّدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں۔ رجب شریف کا مہینہ تھا نور محمدی ﷺ، میرے بطن میں تشریف لائے جب مہینہ ختم ہوا رات کو میں اپنے بستر پر لیٹی اور میری آنکھ لگ گئی، عالم خواب میں میں نے کیا دیکھا۔ ایک مرد جس کا قد لمبا تھا چہرے سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ جسم سے بڑی پیاری خوشبو آ رہی تھی، ان کے انوار نے میرے گھر کو منور کر دیا تھا۔ میرے پاس آئے اور آ کر کہنے لگے۔

اے آمنہ مبارک ہو میں نے کہا سرکار کس بات کی انہوں نے کہا تجھے پتہ نہیں۔ بے شک تو تمام رسولوں کے سردار سے حاملہ ہو چکی ہے۔ تمام رسولوں کے سردار تیرے بطن میں تشریف لا چکے ہیں۔ پھر ان بزرگ نے فرمایا۔ خوش آمدید، صد ہا خوش آمدید، اے محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں میں بڑی حیران ہوئی، مجھے پتہ نہیں میرے پیٹ میں کیا بچی ہے یا بچّہ یہ کون ہے جو میرے بطن سے دیکھ کر لڑکے کی خوشخبری سنا رہے ہیں۔ حضرت آمنہ نے پوچھا۔ حضور آپ کون ہیں، کیا نام ہے آپ نے کیسے پہچان لیا میرے بطن میں لڑکا ہے یا لڑکی، ان بزرگ نے جواب دیا بیٹی تو نے مجھے نہیں پہچانا میں کون ہوں، عرض کیا نہیں فرمایا، میں آدم ہوں تمام نسل انسانی کا باپ۔

امام المحدثین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمتہ، کون سیوطی جن کے بارے میں دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف تھانوی ملفوظات یومیہ جلد ۷ صفحہ ۱۲۲ میں لکھتے ہیں کہ بعض اہل اللہ ایسے بھی گزرے ہیں جن کو ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشاہدہ (زیارت) رہتا تھا۔ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جب کوئی حدیث سنتے تو فوراً فرماتے یہ حدیث ہے اور یہ حدیث نہیں، کسی نے پوچھا آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے۔ فرمایا میں حدیث سُن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے چہرہ انوار پر نظر کرتا ہوں۔ اگر بشاش (خوش۔ مہکتا ہوا) پاتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ہے اگر چہرے پر خوشی کا نہ ہونا دیکھتا ہوں تو سمجھ جاتا ہوں کہ یہ حدیث نہیں ہے پتہ چلا علامہ سیوطی نے ہر حدیث تحقیق کر کے لکھی وہ اپنی معرکتہ الارا کتاب تاریخ الخلفاء صفحہ ۷۹ میں لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن اپنی چچی اُم فضل حضرت عباس کی بیوی سے ملے تو حضور ﷺ نے حضرت اُمّ فضل سے فرمایا۔ اے چچی تیرے پیٹ میں ایک لڑکا ہے۔ جب یہ بچّہ پیدا ہو تو اسے میرے پاس لے آنا، عرض کیا کہ آقا ٹھیک ہے حضرت اُمّ فضل نے کوئی اعتراض نہیں کیا کہ آقا یہ تو غیب کی خبر ہے۔ ماں کے بطن میں لڑکا ہے یا لڑکی اسکی آپ کو کیا خبر۔ حضرت اُمّ فضل فرماتی ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا پیدا لڑکا ہی ہوگا۔ کیونکہ یہ میرے نبی ﷺ کی زبان سے نکل چکا ہے اور جو بات میرے پیغمبر ﷺ کے مُنہ سے نکلے وہ کبھی جھوٹی نہیں ہو سکتی، کیونکہ میرے نبی اپنی مرضی سے نہیں بولتے۔ اللہ تعالےٰ کی مرضی سے بولتے ہیں۔ چند دنوں کے بعد حضرت اُمّ فضل کے یہاں ایک چاند سا لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت اُم فضل فرماتی ہیں۔

میں وہ لڑکا لے کر سرکا علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اس بچے کے دائیں کان میں اذان بائیں کان میں اقامت کہی اور اپنا لعاب پاک اس بچے کے مُنہ میں ڈالا، اور فرمایا چچی سے عرض کی جی آقا۔ فرمایا اس خلفاء کے باپ کو لے جاؤ۔ حضرت اُم فضل فر ماتی ہیں میں بڑی حیران ہوئی یہ سرکا علیہ وسلم نے کیا فرمایا میں نے تحقیق نہیں کی واپس گھر آئی ۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ سرکا علیہ وسلم نے اس کا نام عبداللہ رکھا ہے اور فرمایا ہے یہ خلفاء کا باپ ہے لے جاؤ حضرت عباس یہ بات سُن کر سرکا علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کیا، آقا علیہ وسلم آپ نے میرے بیٹے کو خلفاء کا باپ کیوں فرمایا ہے۔ میرے آقا مُسکرا پڑے مُسکرا کر فرمایا چچا، اس کی نسل میں بڑے بڑے خلیفہ پیدا ہوں گے جو زمین پر سلطنت کریں گے۔ چچا اس کی اولاد میں سفّاح ہونگے۔ اس کی نسل میں امام مہدی ہونگے۔ اسی کی اولاد میں سے وہ آدمی بھی ہوگا جو قیامت کے قریب عیسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ نماز ادا کرے گا۔

اللہ اکبر! قربان جاؤں نگاہ مصطفےٰ علیہ والسّلام پر میاں یہ تو دنیا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ دنیا قلیل ہے یہ تو کچھ بھی نہیں جن نگاہوں سے خود خدا نہیں چھپا۔ جن نگاہوں سے خالق نہیں چُھپا ان نگاہوں سے مخلوق کیسے چُھپ سکتی ہے۔ ان نگاہوں سے یہ زمین و آسمان کیسے چُھپ سکتے ہیں۔ تو عرض یہ کر رہا تھا جب پہلا مہینہ تھا نورِ محمدی علیہ وسلم اپنی والدہ کے بطن پاک میں آئے تو حضرت آدم علیہ السّلام نے آکر مبارک باد دی اور چلے گئے۔ جب دوسرا مہینہ آیا تو اسی طرح کا ایک مقدس انسان حضرت آمنہ کے پاس لائے اور آتے ہی کہا کہ **السّلامُ عَلَیک یا رسول اللہ** علیہ وسلم ۔ اے اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول آپ پر میرا سلام ہو پھر آنے والے بزرگ نے فرمایا، اے آمنہ آپ کو اوّلین اور آخرین کے سردار کی آمد مبارک ہو، آپ کے بطن میں تمام کائنات کے سردار تشریف لا چکے ہیں۔ آپ صاحب تاویل اور صاحب حدیث کی والدہ ماجدہ بننے والی ہیں، حضرت آمنہ فرماتی ہیں، میں نے اُس مقدس ہستی سے سوال کیا آپ کون ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی کا ہوں میرا نام شیث علیہ السلام ہے،

حضرت سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں جب تیسرا مہینہ آیا تو ایک اور مقدس ہستی میرے پاس تشریف لائی۔ انہوں نے بھی مجھے مبارک دی اور فرمایا السّلام علیک یا نبی اللہ۔ اے اللہ عزّ وجل کے نبی آپ پر سلام ہو۔ میں نے پوچھا حضور آپ کون ہیں۔ فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں۔ میرا نام ادریس علیہ السلام ہے۔ میں تمھیں تمام نبیوں کے رئیس تمام نبیوں کے امیر کی بشارت دینے آیا ہوں۔

پھر چوتھا مہینہ آیا تو ایک عظیم ہستی میرے پاس تشریف لائے آکر یوں فرمایا۔ **السّلامُ عَلَیک یا حبیب اللہ** اے اللہ عزوجل کے حبیب آپ علیہ وسلم پر سلام ہو۔ پھر فرمایا اے آمنہ رضی اللہ عنہا آپ کو محبوب نبی کی آمد مبارک ہو۔ میں نے پوچھا حضور آپ کون ہیں ۔ آپ کا نام کیا ہے۔ فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں میرا نام نوح علیہ السّلام ہے۔

حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ پھر پانچواں مہینہ آیا تو ایک مقدّس انسان میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس کھڑے ہو کر فرمایا۔ السّلام علیک یا خلیل اللہ۔ اے اللہ تعالیٰ کے دوست

آپ پر سلام ہو، پھر فرمایا اے آمنہ مبارک ہو، آپ اس مقدس رسول کی ماں بننے والی ہیں ۔جو محبوب خدا ہیں، امام الانبیاء ہیں اور شفاعت کبریٰ کے حقدار ہیں ۔میں نے پوچھا، حضور آپ کون ہیں، فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں میرا نام ہود علیہ السّلام ہے ۔حضرت آمنہ فرماتی ہیں ۔ پھر چھٹا مہینہ آیا تو پھر کسی نے خواب میں آکر میرے پاس کھڑے ہو کر یوں کہا السّلام علیک یا رحمۃ اللہ، اے رحمت خداوندی آپ پر میرا سلام ہو پھر ان بزرگ نے فرمایا، آمنہ رضی اللہ عنہا تمہیں مبارک ہو، تم عزت والے نبی کی ماں بننے والی ہے ۔میں نے پوچھا حضور آپ کون ہیں فرمایا میں اللہ کا نبی ہوں میرا نام ابراہیم علیہ السّلام ہے ۔اللہ اکبر ۔حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب ساتواں مہینہ آیا تو ایک مقدس بزرگ میرے پاس تشریف لائے اور آتے ہی فرمایا ۔السّلام علیک یا حبیب اللہ ۔اے اللہ پاک کے محبوب آپ پر سلام ہو، پھر اس بزرگ نے فرمایا، اے آمنہ رضی اللہ عنہا آپ کو مبارک ہو آپ بردبار و تحمل مزاج اور حُسن و جمال کے شہنشاہ کی والدہ بننے والی ہیں ۔حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے پوُچھا سرکار آپ کون ہیں ۔مجھے مبارکبادیاں پیش کرنے والے نے فرمایا ۔میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں میرا نام اسماعیل علیہ السّلام ہے ۔حضرت سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں ۔پھر آٹھواں مہینہ آیا ۔تو خواب میں مجھے ایک نورانی بزرگ کی زیارت ہوئی انہوں نے میرے پاس آکر سب سے پہلے یوں فرمایا ۔السّلام علیک یا خیر خلق اللہ اے ساری مخلوق سے بہتر آپ ﷺ پر میرا سلام ہو ۔پھر ان بزرگ نے فرمایا اے آمنہ آپ کو مبارک حضرت آمنہ فرماتی ہیں، کس بات کی، آنے والے بزرگ نے فرمایا کہ آپ صاحب قرآن کی ماں بننے والی ہیں ۔حضرت آمنہ نے پوچھا حضور آپ کون ہیں مجھے مبارک باد دینے والے، فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں ۔میرا نام موسیٰ علیہ السّلام ہے ۔سبحان اللہ قربان جاؤں آمد مصطفیٰ علیہ الصلوۃ پر، ابھی دنیا میں جلوہ گر نہیں ہوئے ہیں ۔دنیا میں قدم مبارک نہیں رکھا ۔جلیل القدر نبی پہلے ہی سیّدہ آمنہ کو مبارکبادیاں پیش فرما رہے ہیں ۔سلام اس مقدس مطہر منور ماں پر، جن کو عظمتوں والے، عزتوں والے نبی بشارتیں دیتے رہے، نثار جاؤں ، اپنے محبوب النبی ﷺ پر مقدس رسول پر جنہیں اللہ تعالیٰ کے چُنے ہوئے پیغمبر سلام بھیجتے رہے ۔حضرت سیّدہ آمنہ فرماتی ہیں ۔

جب نواں مہینہ طلوع ہوا تو عالم خواب میں ایک اور بزرگ تشریف لائے اور آتے ہی یوُں کہا کہ السّلام علیک یا خاتمہ رسل ۔اے سلسلہ نبوت کو ختم کرنیوالے اے خاتم المرسلین آپ پر سلام ہو، پھر ان بزرگ نے فرمایا اے آمنہ تمہیں مبارک ہو تمہاری گود میں خاتم المرسلین رسول تشریف لانے والے ہیں ۔جن کی برکت سے تمہاری تمام تکلیف، تمام مصیبتیں، تمام پریشانیاں، سارے دکھ دور ہو جائیں گے ۔

حوالہ: ۔مولد العروس صفحہ ۶۵ نزہتہ المجالس جلد ۲ صفحہ ، النعمتہ الکبریٰ صفحہ ۴۷ غرض کہ، یکم رجب شریف سے لے کر ربیع الاوّل شریف تک ہر مہینے میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو کسی نہ کسی مقدّس نبی کی زیارت کا شرف حاصل ہوتا رہا ۔

یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے کس کی مرضی سے ہو رہا ہے ۔جس کے حکم کے بغیر پتا بھی نہیں ہلتا ۔بیشک

یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا حکم تھا۔اس سے ادنیٰ عقل والا بھی سمجھ جائے گا کہ اللہ پاک آمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منا رہا ہے ۔ چند روایات اور ملاحظہ ہوں جو وقت پیدائش حضور ﷺ ظاہر ہوئیں ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں حاملہ ہوگئی لیکن حمل کے دوران میں نے ابتداء سے ولادت کے آخری لمحات تک کوئی مشقت محسوس نہ کی جب آپ ﷺ کا تولد ہوا تو ساتھ ہی ایک نور بھی نکلا جس سے مشرق ومغرب کے درمیان کی ساری فضا روشن ہوگئی آپ زمین پر اس طرح جلوہ گر ہوئے جیسے دونوں ہاتھوں کا سہارا لئے ہوئے ہوں زمین کی مٹی سے مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر مبارک اُٹھایا۔

حوالہ:۔سیوطی ،الخصائص الکبریٰ،۱:۷۹

’’اور ابونعیم نے حضرت عبدالرحمان بن عوف سے واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ان کی والدہ ماجدہ حضرت شفاء بنت عمرہ نے بتایا جب اللہ کے رسول ﷺ کا حضرت آمنہ کے یہاں تولد ہوا تو وہ سب سے پہلے میرے ہاتھوں پر تشریف لائے ،اور میں نے کسی قائل سے سنا وہ کہہ رہا تھا آپ ﷺ پر اللہ رحمت نازل فرمائے، میرے سامنے مشرق ومغرب کے درمیان جو کچھ تھا سب روشن ہو گیا ، یہاں تک کہ میں نے روم کے کچھ محلات بھی دیکھ لئے پھر میں نے آپ ﷺ کو لباس پہنا کر لٹا دیا اسی دوران اچانک مجھ پر رعب چھا گیا اور کپکپی کی کیفیت طاری ہوگئی اور روشنی بھی کم ہوگئی یہ صورت حال میرے دائیں طرف رونما ہوئی میں نے کسی کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا انہیں کہاں لے گئے ہیں؟ دوسرے نے کہا مغرب کی سمت لے گئے ہیں پھر روشنی پھیل گئی۔اس کے بعد پھر رعب چھا گیا،رونگٹے کھڑے ہوگئے اور پھر تاریکی چھا گئی اس دفعہ یہ کیفیت بائیں طرف سے ظاہر ہوئی میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا آپ ﷺ کو کہاں لے گئے ہیں؟ کسی نے جواب میں کہا مشرق کی طرف لے گئے ہیں ۔حضرت شفاء کہتی ہیں یہ عجیب وغریب صورت حال میرے ذہن پر نقش ہوگئی یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے اعلان نبوت فرما دیا: چنانچہ میں سب سے پہلے مسلمان ہوگئی۔

حوالہ: ابونعیم اصبھانی ،دلائل النبوۃ،۱:۹۴

’’اور ابونعیم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر میں نور نبی ﷺ کے جلوہ گر ہونے کا پتہ اس طرح چلا کہ اس رات قریش کے ہر جانور کو گویائی مل گئی ،انہیں زبان مل گئی ،وہ بولنے لگے، کہ رب کعبہ کی قسم! اللہ کے رسول ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں جلوہ گر ہوگئے ہیں۔

وہ دنیا کے لئے امان اور کائنات کے لئے سراج منیر ہیں ۔قبائل عرب میں جو کاہن عورتیں تھیں، ان کے مسخر جنات اس رات ان کے پاس آنے سے قاصر ہوگئے ،کاہنوں کا علم چھین لیا گیا ،دنیا بھر کے بادشاہوں کے تخت الٹ دیئے گئے اور وہ خود گونگے ہوگئے ،اس روز بات تک نہ کر سکے بشارات دینے کیلئے مشرق کے جانور مغرب کی طرف دوڑے اسی طرح سمندر کی مخلوق نے بھی ایک دوسرے کو خوشخبری سنائی ۔ زمین وآسمان میں نداء دی گئی کہ خوش ہو جاؤ کہ برکتوں اور اور رحمتوں والے ابوالقاسم نبی محترم ﷺ کی تشریف آوری کا وقت قریب آ گیا ہے۔

آپ ﷺ والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں نو ماہ تک جلوہ گر رہے، انہوں نے کسی قسم کی تکلیف ، قے متلی بے چینی اور جو عوارض عورتوں کو پیش آتے ہیں، ان میں کسی چیز کی شکایت نہ ہوئی، والد ماجد پہلے ہی وفات پا چکے تھے۔فرشتوں نے کہا: یا اللہ تیرے نبی ﷺ یتیم پیدا ہونگے، اللہ پاک نے فرمایا: میں ان کا محافظ ونگہبان اور مددگار رہوں، سب نے سرکا ﷺ کے مولد مبارک کے ساتھ برکت حاصل کی اور اسی خوشی میں اللہ تعالیٰ نے جنتوں اور آسمانوں کے دواز ے کھول دیئے ۔حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں: جب حمل مبارک کو چھ ماہ گزرے تو خواب میں ایک ہستی تشریف لائی اس نے اپنے پاؤں کے ساتھ چھوا اور کہا: اے آمنہ! کائنات کی افضل ترین ہستی تیرے پیٹ میں جلوہ گر ہے، جب وہ پیدا ہو تو اس کا نام محمد ﷺ رکھنا۔

بعد کا واقعہ بیان فرماتی ہیں کہ جب وہ لمحہ قریب آیا اور وہ کیفیت طاری ہوئی جو ایسے موقع پر خواتین پر طاری ہوتی ہے، اس وقت میرے پاس کوئی نہیں تھا اچانک میں نے ایک گونج دار آواز سنی جس نے مجھ پر حول طاری کر دیا، پھر دیکھا جیسے کسی نے سفید پرندے کے پر جیسی کوئی چیز میرے سینے پر مل دی ہے اس سے میرا خوف جاتا رہا اور ہر تکلیف زائل ہوگئی ۔اس وقت میں پیاس محسوس کر رہی تھی اچانک دودھ کی طرح سفید مشروب میرے سامنے پیش کیا گیا جو میں نے پی لیا، اس سے ہر چیز منور ہوگئی جیسے مجھ سے نور پھوٹ رہا ہو۔ پھر میں نے لمبی لمبی عورتیں دیکھیں جیسے کھجور کے درخت ہوں، انہوں نے مجھے گھیرے میں لے لیا۔ وہ عبد مناف کی بیٹیاں لگ رہیں تھیں ۔اس مشاہدات سے میں بے حد متعجب تھی کہ اچانک زمین وآسمان کے درمیان ریشمی لباس دیکھا، کسی نے کہا اس نومولد مبارک کو لے لو اور لوگوں کی نگاہوں سے چھپا دو۔ پھر میں نے کچھ لوگ دیکھے وہ چاندی کی صراحیاں لے کر ہوا میں کھڑے ہوگئے ۔

پرندوں کی ایک قطار دیکھی، انہوں نے میرے مکان کو ڈھانپ لیا۔ان عجیب وغریب پرندوں کی چونچیں یاقوت کی تھی۔اللہ پاک نے میری نگاہوں سے حجابات اُٹھا دیئے ۔جب تولد کا عمل مکمل ہوگیا تو میں نے بے مثل نومولود کو دیکھا، وہ حالت سجدہ میں تھا اور انگلی اوپر اُٹھائی ہوئی تھی جیسے کوئی نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ دعا کر رہا ہو۔ پھر میں نے سفید بادل دیکھا وہ نیچے اتر ا، اور نومولد کو چھپا لیا وہ میری نظروں سے غائب ہوگیا۔ میں نے کسی کی آواز سنی وہ ندا دے رہا تھا کہ محمد ﷺ کو مشرق ومغرب کی سیر کراؤ اور سمندروں میں بھی لے جاؤ تا کہ سب ان کے نام اور ذات وصفات کو پہچان لیں اور جان لیں کہ ان کا نام ماحی بھی ہے یعنی مٹانے والا، یہ اپنے وقت میں شرک کی تمام نشانیوں کو مٹا ڈالیں گے۔اس کے بعد اچانک میری نگاہوں کے سامنے ظاہر ہو ئے، اس وقت سفید صوف کے لباس میں تھے، نیچے سبز ریشم بچھا ہوا تھا۔آبدار موتی سے بنی ہوئی تین چابیاں آپ ﷺ کے مٹھی میں تھیں۔کوئی کہہ رہا تھا کہ محمد ﷺ نے فتح ونصرت، نبوت اور ہوا ؤں کی چابیوں پر قبضہ کرلیا ہے۔

پھر دوسرا بادل نمودار ہوا، اس بادل نے بھی انہیں ڈھانپ لیا اور وہ میری نظروں سے غائب

ہو گئے۔ میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا کہ محمد ﷺ کو مشرق ومغرب اور انبیاء کرام کے جائے ولادت پر لے جاؤ اور جن وانس سے، درندوں اور پرندوں سے اسے ہر قسم کی روحانی مخلوق سے آپ ﷺ کا تعارف کراؤ اور انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی صفت اور حضرت نوح علیہ السّلام کی رقت اور گریہ وزاری اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلقت اور دوستی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زبان اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت اور حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن اور حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز اور حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر اور حضرت یحیٰ علیہ السلام کا زاہد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخاوت عطا فرماؤ اور اخلاق انبیاء کرام سے معمور کردو۔ پھر دوبا رہ آپ ﷺ میری نگاہوں کے سامنے ظاہر ہوئے، اس وقت ایک سبز پرچہ آپ ﷺ کی مٹھی مبارک میں تھا۔ کسی نے کہا مبارک ہو! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے پوری دنیا پر قبضہ کرلیا ہے اور ساری مخلوق ان کی غلامی میں آ گئی ہے۔ پھر میں نے تین اشخاص دیکھے، ایک کے ہاتھ میں چاند ی کی صراحی تھی، دوسرے کے ہاتھ میں سفید ریشم کا ٹکڑا تھا اس نے وہ کھولا اور اس میں سے ایک مہر نکالی، اس کی چمک دمک سے دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ اس صراحی کے پانی سے اسے سات مرتبہ دھویا، پھر سرکا ﷺ کے دونوں کاندھوں کے درمیان مہر لگا دی اور ریشم کے پرچے میں لپیٹ دیا، پھر انہیں اُٹھا کر کچھ دیر کے لئے اپنے پروں کے اندر چھپا لیا پھر انہیں میر ے سپرد کردیا۔

☆ آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دئے گئے:

ایک روایت میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت فرشتوں سے فرمایا کہ تمام آسمانوں اور جنتوں کے دروازے کھول دو، متعدد کتب سیر میں روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

حوالہ: المواہب اللدنیہ جلد ا صفحہ ۴۷

حضرت ابن عباس سے روایت ہے اس رات دنیادار بادشاہوں کے تخت میں سے کوئی بھی ایسا نہ بچا جو کہ اوندھا نہ ہوگیا ہو۔: ابن کثیر البدایہ والنھایہ۔

جب حضور ﷺ کی شب ولادت آئی تو کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا، اور آتش کدہ فارس کی آگ بجھ گئی جو پچھلے ایک ہزار سال سے مسلسل جل رہی تھی۔ حوالہ: ابن کثیر البدایہ والنھایہ

☆ حضور ﷺ کی تعظیم وقیام

حضور ﷺ کی تعظیم ہی ایمان ہے کھڑے ہو کر میلاد میں درود وسلام پڑھنا حضور ﷺ کی تعظیم میں سے ہے۔ دیو بندی مولوی اشرف تھانوی کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنی کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۶۶ میں فرماتے ہیں۔ کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر مسلمان کا ایمان ہے اس کتاب کے صفحہ ۶۷ میں فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ کی تعظیم جیسے بھی کی جائے حسن ومحمود ہی رہے گی حاجی صاحب کے اس قول سے ثابت ہوا حضور ﷺ کی تعظیم جس طریقے سے بھی کری جائے حسن ومحمود ہی رہے گی۔ کھڑے ہو کر سلام پڑھنا حضور ﷺ کی تعظیم سے ہے جو بلا شبہ جائز ہے، میلاد میں سلام اور محفل خود حضور ﷺ خود سماعت فرماتے ہیں کیونکہ اشرف تھانوی کے پیر

حاجی امداد اللہ فیصلہ ہفت مسئلہ صفہ ۱۰۰ اور ۱۰۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔لفظ بلفظ ملاحظہ فرمائیے۔ نبی کریم ﷺ اپنے جسم اقدس اور روح انور کے ساتھ زندہ ہیں اور زمین کے اطراف غرض کہ ہر جگہ جاسکتے ہیں، جہاں چاہیں سیر فرماتے ہیں (روح المعانی) اور اس امر سے کوئی شے مانع نہیں ہے کہ حضور ﷺ کے مثالی اجسام بے شمار لا تعداد ہو جائیں اور اس کے باجود ہر جسم مثالی کے ساتھ آپ کی روح انور کا تعلق بالکل اسی طرح قائم ہے جس طرح ایک ہی جسم کے الگ الگ اعضاء کے ساتھ ہوتا ہے۔تفصیل کے لیے دیکھیے، روح المعانی۔

دیوبندی مولوی ابدالحئی اپنے فتاویٰ کے صفہ نمبر: ۹۸ پر لکھتے ہیں کہ حرمین شریفین کے علماء فرماتے ہیں ولادت باسعادت کے ذکر کے وقت کھڑا ہونا مستحسن ہے، اور خوش خبری ہے ان لوگوں کے لئے کہ نبی ﷺ کی تعظیم وتکریم ان کا مقصد ومطلوب ہو۔

مسلمان خوب یاد رکھیں کہ کسی کی موت کے بعد روح فنا نہیں ہوتی اُس کے تمام افعال جیسے دیکھنا سننا بولنا آنا، جانا، چلنا، پھرنا بدستور رہتے ہیں۔ بلکہ اس کی قوتیں بعد مرنے کے اور صاف اور تیز ہو جاتی ہیں۔ حالت حیات میں جو کام یعنی آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں زبان سے لیتے ہیں، بعد مرنے کے اُس کی راہ کھول دی جاتی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ کہ ایک پرندہ پہلے قید میں بند تھا، اور اب آزاد کر دیا گیا۔اور جب وہ آزاد ہے تو اس کے لئے قرب وبعد سب یکساں ہے یہ عالم مسلمان کی روح کا ہے۔ پھر اولیاء ومشائخ ہیں۔ پھر صحابہ کرام ہیں۔ پھر انبیاء ومرسلین پھر امام الانبیاء ﷺ تو ان کی ترقیوں کا ادراک کون کرسکتا ہے۔اور کون اُن کی ان عظمتوں رفعتوں پر پہرے بٹھا سکتا ہے، نبی ﷺ کی روح کریم تمام جہاں میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے منکرین اب اپنے لئے کوئی اور پناہ ڈھونڈلیں۔

اللہ اکبر! دیوبندی اماموں کے پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرما رہے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اپنی روح اور جسم کے ساتھ زندہ ہیں اور جہاں چاہتیں وہاں جاتے ہیں بلکہ حضور ﷺ سردار انبیاء ہیں۔ حدیث پاک میں ہے کہ عام مسلمان جب انتقال کر جاتا ہے جہاں چاہتا ہے وہاں جاتا ہے۔ جب عام بندے کا یہ عالم ہے، تو حضور ﷺ کا عالم کیا ہوگا۔ حاجی صاحب آگے فرماتے ہیں، حضور ﷺ کی روح اقدس تمام مسلمانوں کے گھر میں تشریف فرما ہے، جب محفل میلاد ہوتا ہے تو حضور ﷺ اس محفل کو خود سماعت فرماتے ہیں درود سلام بھی خود حضور ﷺ سماعت فرماتے ہیں۔

☆ دیوبندی مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اولیاء اللہ کی محبت کو تعظیم شعائر اللہ میں شامل کیا ہے اس کی عبارت صراط مستقیم مطوعہ میرٹھ ص ۴۳ میں یہ ہے۔ جب اولیاء اللہ شعائر اللہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ معظم شعائر ہوئے، چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجتہ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ معظم شعائر اللہ ہیں اور جب آپ معظم شعائر ہوئے تو آپ کا

پیدا ہونا گویا اعظم شعائر اللہ (یعنی اسلام کی عظیم نشانی) کا ظہور ہے۔لہذا تم کو چاہئے کہ اعظم شعائر کی اپنے دل میں عظمت پیدا کریں اور اس نعمت عظمٰی کو بہت ہی عظیم سمجھیں۔جس کے متعلق اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: **لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا** یعنی تحقیق کہ اللہ تعالی نے تمام مومنین پر اپنے ایک رسول کو بھیج کر بہت بڑا احسان کیا۔پس وقت محفل پاک میں آپ کی ولادت مبارکہ کے وقت کے وہ حالات کہ آپ کس جاہ وجلال کے ساتھ تشریف لائے ،ملائکہ کی زبانوں پر دلکش ترانے تھے عرش کو بھی وجد آ رہا تھا۔ سارا عالم فرحت وسرور کا گل کدہ بنا ہوا تھا اور ہر طرف رحمت کی گھٹائیں چھا رہی تھیں کیونکہ رحمۃ للعٰلمین تشریف لا رہے تھے۔

☆اشرف تھانوی اپنی کتاب امداد المشتاق کے صفحہ ۵۶ پر لکھتے ہیں۔

''البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے،اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں، کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے لیکن عالم دونوں سے پاک ہے،پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکت کے لئے بعید نہیں۔

کچھ سمجھے آپ! حضرت صاحب کیا فرما رہے ہیں؟ فرماتے ہیں کہ بارہ ربیع الاول شریف کی شب کو سحری کے وقت جب کملی والے آقا ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔اس وقت بندہ ہرگز گمان نہ کرے کہ حضور ﷺ اب پیدا ہوئے ہیں کیونکہ وہ تو پیدا ہو چکے ہیں، ہاں یہ گمان کرنا صحیح ہے کہ ہماری اس محفل سلام وقیام میں کملی والے تشریف لا سکتے ہیں۔اگر کوئی یہ کہے کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہماری محفل میلاد شریف میں جلوہ گر ہیں تو اس کی بات کو جھٹلایا نہ جائے کیونکہ یہ بات حضور ﷺ سے بعید نہیں اگر کرم فرمائیں۔تو ہماری محفلوں میں تشریف لا سکتے ہیں۔

☆میلاد النبی ﷺ کے عید ہونے کے بیان میں:

یہ کہنا کہ شریعت میں صرف دو عیدیں ہیں، یہ تیسری عید کہاں سے نکال لی؟

بیشک عید الفطر اور عید اضحٰی یہ عیدیں واجب ہیں اور جس دن اللہ کی کوئی نعمت ملے،خوشی ملے وہ دن عید فرحت ہے،شریعت میں خوشی کے دن کو عید کہنے کا جواز ہے،جواب ملاحظہ فرمایئے

صحیح حدیث میں وارد ہے کہ جمعہ عید کا دن ہے اور عید کا دن کسی اور وجہ سے نہیں حضرت آدم علیہ السّلام کی پیدائش کی نسبت کی وجہ سے ہے۔،،نسائی شریف،،

جس دن آدم علیہ السّلام پیدا ہوئے وہ دن عید کا دن ہے اور آدم علیہ السّلام حضور علیہ الصلاۃ والسّلام کے صدقہ میں پیدا ہوئے جس دن حضور علیہ السّلام دنیا میں تشریف لائے وہ دن عید کا دن کیوں نہ ہوگا۔

بلکہ ایک قابل توجہ بات یہ ہے کہ جمعہ کا دن عید ہونا کسی اور وجہ سے نہیں ہے۔فقط اس لئے ہے کہ آدم علیہ السّلام اس دن پیدا کئے گئے،حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش'' عام دن کو'' عید بنا رہی ہے،اور جس کے صدقہ ہمیں عید ملی،

جس دن حضور ﷺ دنیا میں تشریف لائے وہ دن عید کا دن کیوں کر نہ ہوگا، بیشک ایمان والوں کے لئے یہ دلیل کافی ہے۔ بہر حال ہر جمعہ عید ہے اس حساب سے سال میں ۵۳ عیدیں ہوتی

ہیں بقول حدیث کے عید الفطر اور عید الضحی کے علاوہ ۴۸ عیدیں اور بھی ہیں ، یہ ۴۸ عیدیں اس لئے وجود میں آئیں کہ اس دن آدم علیہ السّلام پیدا ہوئے میلاد آدم علیہ السّلام نے جمعہ کو عید بنا دیا ،شریعت نے دو عیدیں مقرر کری تھیں باقی عیدیں آدم علیہ السّلام کی پیدائش کا صدقہ ہے یعنی میلاد کا صدقہ ہے ۔اب حضرت ابن عباس کی حدیث ملاحظہ فرمائیے ۔

حدیث: سیّدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے الیو م اکملت لکم دینکم پڑھا ۔آپ کے پاس ایک یہودی موجود تھا ،اس نے کہا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے ،تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہہ نے فرمایا یہ آیت جس دن اُتری اس دن دو عیدیں جمع تھیں ایک جمعہ اور ایک عرفہ کا دن ۔اب ذرا انصاف سے دیکھئے کہ کیا صرف دو عیدیں یا زیادہ ان مبارک حدیثوں نے بتا دیا کہ جمعہ کا روز اور عرفہ کا دن بھی عید ہے معلوم ہوا کہ حضرات منکرین کا ایک مغالطہ تھا جو عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ہے کہ صرف دو عیدیں ہیں بس !

امام نبہانی جو سدیوں پہلے کے جلیل القدر امام ہیں ۔میلادان کے وقت سے بھی پہلے کا ہے ،آپ میلاد کے بارے میں کیا خوب فرماتے ہیں ۔اکابر علماء کے یہاں بھی میلاد شریف کا دن عید ہے بلکہ ان کے نزدیک ، ربیع الاول کے سارے دن اور ساری راتیں بھی عید ہیں چنانچہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔اللہ تعالی رحم فرمائے اس شخص پر جس نے آپ ﷺ کے میلاد شریف کے مہینے کی راتوں کو عید بنایا ۔

☆ علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔اللہ کرم و رحم فرمائے اس انسان پر جس نے حضور اقدس ﷺ کے میلاد مبارک کے مہینے کی راتوں کو عید بنایا تا کہ جن لوگوں کے دل میں عناد اور نفاق کی بیماری ہے ،ان پر سخت چوٹ لگے ، یہ رات ہزار مہینوں سے افضل ٹھہری تو اس ماہ مقدس یعنی ربیع الاول کی عظمت و فضیلت کا کیا عالم ہو گا جس کو صاحب کتاب ،محبوب کبریا ﷺ کے ماہ میلاد ہونے کا شرف حاصل ہے ۔

☆ جس رات یہ کلام الہی یعنی ذکر خلق عظیم اترا ،اللہ تعالی نے اس رات کو قیامت تک انسان کے لئے ''لیلتہ القدر'' کی صورت میں بلندی درجات اور شرف نزول ملائکہ سے نوازا اور فرمان ایزدی لیلتہ القدر خیر من الف شھر اس ایک رات کو ہزار مہینوں پر فائق و برتر قرار دیا گیا تو جس رات صاحب قرآن یعنی مقصود محبوب کائنات ﷺ نے اس زمین و مکاں کو ابدی رحمتوں اور لازوال سعادتوں سے منور فرمایا اللہ تعالی کی بارگاہ میں اس کی کتنی قدر و منزلت ہو گی ۔اس کا اندازہ لگانا ،شعور انسانی کے لئے ناممکن ہے ۔

لیلتہ القدر کی فضیلت اس لئے ہے کہ وہ نزول قرآن اور ملائکہ کی رات ہے ۔اور نزول قرآن مصطفٰی ﷺ کیلئے ہوا ،اگر حضو ﷺ نہ ہوتے تو نہ قرآن ہوتا نہ شب قدر ہوتی اور نہ کوئی اور رات ہوتی ۔ یہ ساری فضیلتیں میلاد مصطفٰی ﷺ کا صدقہ ہیں ،تو شب میلاد رسول ﷺ شب قدر سے بھی افضل ہے ہزار مہینوں سے افضل کہہ کر باری تعالی نے شب قدر کی فضیلت کی حد مقرر فرما دی جبکہ شب میلاد رسول ﷺ کی فضیلت زمان و مکان کے اعتبار سے مطلق ہے ۔

☆ ائمہ ومحدثین نے راتوں کی فضیلت پر گفتگو کی ہے۔مثلاً لیلۃ القدر لیلۃ نصف شعبان، لیلۃ یوم العرفہ، لیلۃ یوم الفطر وغیرہ ان میں لیلۃ مولد النبی ﷺ کا ذکر بھی آیا ہے بہت سے اہل محبت وائمہ ومحدثین نے شب میلاد کو شب قدر سے افضل قرار دیا ہے۔امام قسطلانی نے بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ سب راتیں فضیلتیں والی ہیں، مگر شب میلاد رسول اللہ ﷺ سب سے افضل ہے۔

۱۔امام قسطلانی اس حوالہ سے لکھتے ہیں، اپنی کتاب المواہب لدینہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۵ پر کہ، جب ہم نے کہا حضور نبی کریم ﷺ رات کے وقت پیدا ہوئے تو سوال یہ ہے کہ شب میلاد رسول ﷺ افضل ہے یا لیلۃ القدر؟ تو اس کے جواب میں کہوں گا کہ آپ ﷺ کی میلاد کی رات تین وجود کی بنیاد پر ''لیلۃ القدر سے افضل ہے:

۱۔حضور ﷺ کی ولادت مبارکہ کی رات وہ رات ہے جس میں حضور ﷺ کا ظہور ہوا جبکہ لیلۃ القدر آپکو عطا کی گئی، لہذا وہ رات جس کو آپ ﷺ کے ظہور کا شرف ملا اس رات سے زیادہ شرف والی ہوگی جس رات میں تشریف لانے والی شخصیت کے سبب شرف ملا پس اس میں کوئی نزاع نہیں، لہذا شب میلاد رسول ﷺ ''لیلۃ القدر'' سے افضل ہوئی۔

۲۔اگر لیلۃ القدر کی عظمت اس بناہ پر ہے کہ اس میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے تو شب ولادت کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کائنات میں جلوہ فرما ہوئے۔جمہور اہلسنت کے صحیح اور منتخب ترین قول کے مطابق جس وجہ سے شب میلاد رسول ﷺ کو شرف سے نوازا گیا وہ ''لیلۃ القدر'' کو شرف سے نوازنے کی وجہ سے کہیں زیادہ افضل واشرف ہے لہذا شب ولادت افضل ہوگی۔

۳۔لیلۃ القدر کے باعث امت محمدیہ ﷺ کو فضیلت بخشی گئی اور شب میلاد رسول ﷺ سے جمیع موجودات کو فضیلت سے نوازا گیا حضور نبی اکرم ﷺ ہی ہیں، جن کو اللہ تبارک تعالیٰ نے **رحمت للعلمین** بنا کر بھیجا تو اس نعمت کو جمیع کائنات کے لئے عام کر دیا گیا پس، شب ولادت، نفع رسانی میں کہیں زیادہ ہے لہازا، اس اعتبار سے یہ لیلۃ القدر سے افضل ہوئی۔

امام طحاوی بعض شوافع سے نقل کرتے ہیں سب سے افضل راتوں میں شب میلاد رسول ﷺ پھر شب قدر پھر شب اسراء معراج پھر شب عرفہ پھر شب جمعہ پھر شعبان کی پندرہویں شب پھر شب عید ہے۔''

جس رات میں فرشتے اتریں اس رات کی فضیلت یہ ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے افضل ہے اور خود ذات مصطفیٰ ﷺ کی فضیلت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو اترتے ہیں مزار اقدس کا طواف کرتے ہیں اور بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں عرض نیاز کرتے اور چلے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا اور ان ایک لاکھ چالیس ہزار فرشتے میں سے جن کی باری ایک بار آتی ہے دوبارہ نہیں آئے

گی ۔فرشتے تو دربار مصطفیٰ ﷺ کے خادم ہیں ۔وہ اتریں تو رات ہزار مہینوں سے افضل ہو جائے اور ساری کائنات کی سرکار اترے تو اس کی کوئی فضیلت ہی نہ جانی جائے ؟ آقا علیہ السّلام کی آمد کی رات اور آپ ﷺ کی آمد کے مہینہ پر کروڑوں عربوں مہینوں کی فضلتیں قربان ، اور خاص بات یہ ہے کہ شب قدر کی فضیلت فقط اہل ایمان کے لئے ہے باقی انسانیت اس سے محروم رہتی ہے مگر مصطفیٰ ﷺ کی آمد باعث فضل ورحمت فقط اہل ایمان ہی کے لئے نہیں مومن اور کافر ساری کائنات کے لئے ہے۔آپ ﷺ کی ولادت ساری کائنات کی تمام مخلوقات کے لئے اللہ کا فضل اور اسکی رحمت ہے اس پر خوشی کا اظہار کرنا باعث اجر وثواب ہے۔اس مختصر سے تقابل سے مقصود ''لیلۃ میلاد النبی ﷺ'' کی اہمیت وتقدس کو واضح کرنا ہے۔ان حقائق کو تسلیم کرنے سے یہ بھی پتا چلا کہ قرآن حکیم کی قدر ومنزلت کا اعتراف کرنے سے پہلے صاحب قرآن کی قدر ومنزلت دل کی گہرائیوں سے تسلیم کرنا۔

۱۲ ربیع الاول کی رات عبادت کی رات ہے محدثین کے قول ہم پیش کر چکے ہیں،۱۲ ربیع الاول شریف کو ہم عید کہتے ہیں قرآن کریم سے دلیل پیش خدمت ہے اور انبیا کرام کی سنت ہے کسی خاص دن کو عید کہنا۔

رب کائنات قرآن کریم میں ارشادفرماتا ہے ۔ **ربنا انزل علینا مائدہ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا و اخرنا** ﴿اے ہمارے پروردگار! ہم پرآسمان سے خوان (نعمت) نازل فرمادے تا کہ (اس کے اترنے کا دن) ہمارے اگلوں کے لئے (بھی) اور ہمارے پچھلوں کے لئے بھی عید ہو جائے﴾

اِس آیت کریمہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ایک دعا کا ذکر ہے کہ (اے ہمارے پروردگار! ہم پرآسمان سے خوان (نعمت) نازل فرمادے تا کہ (اس کے اترنے کا دن) ہمارے اگلوں کے لئے (بھی) اور ہمارے پچھلوں کے لئے بھی عید ہو جائے﴾

۱۔اس آیت کریمہ میں ایک بات تو ثابت ہوتی ہے کہ جس دن اللہ تعالی کی کوئی نعمت نازل ہوتی ہے وہ دن عید کا دن ہوتا ہے

۲۔پچھلے صفحات پر ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضور ﷺ اللہ کی نعمت ہیں خوان ایک آرضی نعمت ہے اسکے نازل ہونے سے عام دن عید کا دن بن رہا ہے جس دن حضور ﷺ تشریف لائے وہ دن عید کا دن کیوں کر نہ ہوگا جبکہ حضور ﷺ نہ ہوتے تو خوان ہی نہ ہوتا۔

۳۔تیسرا یہ کہ خوان (اللہ کی ایک نعمت) اس ایک قوم کے لئے تھی جو صرف ان پر نازل ہوئی لیکن پھر بھی وہ دن عید کا ہو رہا ہے اول اور آخر کے لئے ، حضور ﷺ ایک قوم کے لئے نہیں بلکہ کل عالم کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے ۔قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔

وما ارسلنک الا رحمت للعالمعین٥

ترجمہ:اے محبوب ہم نے آپ کو تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

جس دن حضور ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری ہوئی وہ دن کتنا عظیم دن ہو گا کیونکہ عید خود حضور ﷺ کے صدقہ میں پیدا ہوئی۔

۴۔ایک بات قابل توجہ یہ ہے، کہ دعا عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ پاک سے اور بھی مانگی تھی لیکن اللہ تعالی نے اس دعا کو کیوں قرآن مجید میں جگہ عطا فرمائی وہ اس لئے کہ اس دعا میں عیسیٰ علیہ السّلام نے نعمت ملنے پر اس دن کو بطور یادگار کے عید فرمایا تھا اور اللہ تعالی کو پسند ہے کہ اس کی نعمتیں نازل ہونے والے دن یادگار کے طور پر منائے جائیں۔

اس لئے تو رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔وذکّرھم بایّا م اللہ ترجمہ:۔اور انہیں اللہ کے دنوں کی یاد دلاؤ،

تفسیر:۔ایّا م اللہ سے وہ دن مراد ہیں جس دن اللہ نے بندو پر احسان فرمایا۔خذائن الرفان،تفسیر مظہری

لقد مّن الّلہُ علی المئومنین اذبعث فیھم رسولً من انفسھم o

ترجمہ: بیشک احسان فرمایا اللہ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا انہی میں سے ایک رسول۔ رسول کا آنا مومنوں پر احسان ہے اور جس دن اللہ نے بندوں پر احسان فرمایا، اس دن کو ایام اللہ (یعنی اللہ کے دن) کہتے ہیں۔اور اللہ پاک فرماتا ہے، انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ ،حضور ﷺ جس دن دنیا میں تشریف لائے اس دن کو ایام اللہ کہتے ہیں۔حضور ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر کریں، تو ولادت کا بیان ہو جائے گا جس کو میلا د کہتے ہیں اور حضور ﷺ نعمت اللہ ہیں ۔اور نعمت نازل ہونے والے دن کو عیسیٰ علیہ السلام عید فرمارہے ہیں۔

☆ دیوبندی مولوی اشرف تھانوی کے پیر حاجی امداد اللہ رحمت اللہ علیہ اپنی کتاب، فیصلہ ہفت مسئلہ، کے صفہ نمبر ۷۰ پر فرماتے ہیں لفظ بلفظ ملاحظہ فرمایئے۔اور غور کیجیے تو خاص ۱۲ ربیع الاول شریف کی تخصیص کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کے وجود پر تو دنیا و آخرت کی ہر نعمت ،چھوٹی ہو یا بڑی ، جسمانی ہو یا روحانی حضور ﷺ کے طفیل سے ملی جس نے جو پایا حضور نبی ﷺ کے ہاتھوں، حضور ﷺ ہی کے طفیل پایا تو یہ دن، عید سے بھی بہتر دن ہے آپ ﷺ ہی کے صدقہ میں تو عید ہوئی۔

☆عید کا بیان محدثین کی زبان

امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں عید کا لفظ وہاں استعمال ہوتا ہے جس میں کوئی خوشی ہو۔ حضور ﷺ کا دنیا میں تشریف لانا خیر ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری حیات اور وفات تمہارے لئے باعث خیر ہے اور قران کریم فرماتا ہے کہ اے محبوب ہم نے آپ کو تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کے بھیجا۔

حضور ﷺ ہمارے لئے رحمت بنکر تشریف لائے اور آپ کی حیات اور وفات ہماریں لئے خیر ہے رحمت اور خیر جس دن ملے تو کیا وہ دن خوشی کا دن نہیں ہوگا؟ اب پڑھیئے خوشی کے دن کو امام محدثین کیا فرماتے ہیں۔

امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: عید کا لفظ ہر اس دن کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں کوئی خوشی ہو۔ (المفردات ص ۳۵۳)

جب حضور ﷺ دنیا میں تشریف لائے اس وقت کتب حدیث میں آتا ہے کہ چاروں طرف سوکھا تھا بیماریوں کی جڑیں مضبوط تھیں جس وقت حضور ﷺ دنیا میں تشریف لائے اللہ تعالےٰ نے کل مخلوق پر احسان عظیم فرمایا، حضور ﷺ اللہ تعالےٰ کی نعمت بن کر تشریف لائے نعمت ملنے پر خوشی ہوتی ہے جس دن خوشی ہو اس دن کو علامہ خازن عید فرماتے ہیں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

قُل بفضل اللّٰه و بر حمته فبذلک فلیفر حوا۔

فرما دیجئے (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث ہے (جو بعثت محمدی کے ذریعے تم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس پر خوشیاں منائیں۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت پر خوشی منانے کے لئے فرما رہا ہے، اور قرآن فرماتا ہے حضور ﷺ اللہ کی رحمت ہیں۔ اللہ کی رحمت یعنی حضور ﷺ جس دن دنیا میں تشریف لائے اس دن ہم خوشی منائیں، یہ اللہ تعالیٰ ہمیں حکم فرما رہا ہے، اور خوشی کا دن امام محدثین کے نزدیک کیا ہے ذیل میں ملاحظہ فرمائے۔

(۱) امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: عید کا لفظ ہر اس دن کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں کوئی خوشی ہو۔ (المفردات ص ۳۵۳)

(۲): قاضی ثناء اللہ مظہری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: غم کے بعد خوشی ملنے کو عید کہتے ہیں اور خوشی والے دن کو بھی۔ (تفسیر مظہری ج ۳ ص ۲۰۵)

(۳): علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر لوٹنے والی خوشی کو عید کہا جاتا ہے۔ (تفسیر روح المعانی ج ۴ ص ۶۱)

(۴): علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: خوشی کے دن کو عید کہتے ہیں۔ (تفسیر خازن خ ا ص ۵۰۶)

(۵): علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عید کا لفظ ہر اس دن کے لئے بولا جاتا ہے جس میں کوئی خوشی اور مسرت ہو۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۳ ص ۲۴۳)

(۶): عید ہر وہ دن جس میں کسی بڑے واقعہ کی یاد منائی جائے عید کو اس لئے عید کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔ (المنجد ص ۶۹۰ مترج

☆اللہ کی رحمت فضل اور کا بیان

قل فضل اللہ وبرحمته فبذالک فلیفرحوا۔

”فرما دیجے (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے باعث (جو بعثت محمدی کے ذریعے تم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہئے کہ اس پر خوشیاں منائیں۔ یہاں دو باتوں کا ذکر ہو رہا ہے۔

۱۔اللہ کا فضل ۲۔اللہ کی رحمت

مذکورہ بالا آیت مقدسہ میں اللہ نے اپنی رحمت اور فضل پر خوشی منانے کا حکم فرمایا ہے اللہ پاک کی رحمت اور فضل کیا ہے یہ جاننے کے لئے ،اس آیت کریمہ کی تفسیر سے معلوم کرینگیں گے۔علامہ آلوسی اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس کا قول نقل کرتے ہیں:

''ابو شیخ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ فضل سے مراد علم ہے اور رحمت سے مراد محمد ﷺ ہیں۔خطیب اور ابن عسا کر نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ فضل سے مراد نبی اکرم ﷺ ہیں۔

حوالہ: روح المعانی۔

علامہ آلوسی کے قول سے ثابت ہوا اللہ کی رحمت حضور ﷺ ہی ہے ،خطیب اور ابن عسا کر کی دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کا فضل حضور صلی اللہ علہ وآلہ وسلم ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔

وما ارسلنک الا رحمت للعلمعینo

ترجمہ: ہم نے آپ کو تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کے بھیجا۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے ،کہ حضور ﷺ ہی اللہ پاک کی رحمت ہیں۔اللہ نے جسے رسول بنا کر بھیجا اسی طرح سے رحمت بنا کر بھی بھیجا۔امام تفسیر کے قول سے واضح روشن ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ ہی اللہ کی رحمت اور فضل ہیں اور اللہ اس آیت کریمہ میں اپنے رحمت اور فضل پر خوشی منانے کے لئے فرمارہا ہے،اس لئے ہم غلامان مصطفیٰ اپنے آقا علیہ السّلام کی ولادت یعنی بارہ ربیع الاول شریف کے دن جو خوشی منانے ہیں یہ خدا کا ہی تو حکم ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے۔وذکّرھم بایّا م اللہo

ترجمہ: اور انہیں اللہ کے دنوں کی یاد دلاؤ

اس آیت کی تفسیر میں کتاب خزائن العرفان میں ہے کہ جن دنوں میں اللہ نے بندوں پر احسان فرمایا ہو وہ دن ایّا م اللہ کہلاتے ہیں اور اللہ فرماتا ہے،کہ انہیں اللہ کے دنوں کی یاد دلاؤ۔حضور ﷺ کا آنا مومنوں پر احسان ہے۔

حضور ﷺ کی تشریف آوری کا دن سب سے بڑا ایام اللہ ہے اس دن کو ہر سنی ۱۲ ربیع الاول کے نام سے جانتا ہے اور اللہ تعالی اس دن کی خوشی منانے کے لئے فرمارہا ہے۔

اشرف تھانوی کے پیر حاجی امداداللہ فرماتے ہیں صفحہ ۲۷ اپنی کتاب فصلہ ہفت مسئلہ میں کہ میلاد حضور ﷺ کی محفلوں میں جو تخصیصات عمومن ہے وہ یہ ہے ذکر ولادت شریف ،ولادت کے ذکر کے وقت قیام ف وطعام کا اہتمام خوشبو وعطر کا استعمال مکان ومقام کی آراستگی ،تقسیم شیرنی ،حاضرین کی دعوت طعام منبر وتخت وچوکی کا انتظام تلاوت قرآن ،درود شریف فرحت وسرور کا اظہار اور اجتماع کے لئے اعلان وغیرہ۔

☆رحمت اور فضل کا بیان (دوسرا حصہ)

قرآن حکیم ارشادفرماتا ہے

قل فضل اللہ وبرحمتہ فبذٰ الک فلیفرحوا۔

''فرمادیجے (یہ سب کچھ) اللہ کے فضل اوراس کی رحمت کے باعث ہے جو بعث محمدی کے ذریعےتم پر ہوا ہے) پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس پرخوشیاں منائیں۔

یہاں دو چیزوں کا ذکر ہورہا ہے:

ا۔اللہ کا فضل ۲۔اللہ کی رحمت

ان دونوں کا درمیان واؤ عاطفہ ہے۔عام اصول کے مطابق چاہیےتو یہ تھا کہ جس طرح فضل اور رحمت کا ذکر جدا جدا ہوا،اشارہ (ذلک)''وہ جوان دونوں کے لئے بیان کیا گیا اسی طرح تثنیہ کا ہوتا لیکن اس اصول کو یہاں ملحوظ نہیں رکھا گیا۔(یعنی یوں نہیں کہا گیا''ان کی خاطر خوشیاں مناؤ'' بلکہ فرمایا''اس کی خاطر'') گرامر کی رو سے یوں کہا جاتا ہے''زیداورابوبکر کمرے میں آئے'' نہ کہ اس طرح ''زیداور بکر کمرے میں آیا'' آنے والے جب دو مذکورہ ہیں تو صیغہ بھی دو کا استعمال ہوگا۔

اسی طرح عربی زبان میں ذلک اشارہ واحد کے لئے استعمال ہوتا ہےاوراس کے مقابلے میں جب تثنیہ جمع کا ذکر آئےتو اس کے لئے اشارہ بھی بالترتیب ذلک یا اولئک بولا جاتا ہے۔اس اصول کو ذہن میں رکھ کر اگر اسی مذکورہ آیت کریمہ پرغور کریں تو ہمیں معلوم ہوگا فضل اوررحمت کے ذکر کے بعد واحد اشارہ ذلک لایا گیا ہے اس کی کیا حکمت ہے۔تو کیا قرآن اپنے بیان میں قوائد کی مخالفت کرر ہا ہے؟ نہیں ایسا نہیں۔

اس کا فضل اور رحمت سے مراد بھی کوئی ایک ہی وجود ہےاس اسلوب بیان سے یہ وضاحت بھی مقصود تھی کہ کہیں اللہ کے فضل اور رحمت کو کسی اورسمت تلاش نہ کرتے رہنا بلکہ اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ کا فضل بھی اوراسکی رحمت بھی وہی ہستی ہے،یعنی فضل اور رحمت حقیقت میں ایک ہی ذات میں جمع ہوگئی ہیں۔لہٰذا اس ایک مبارک ہستی کے سبب تم شکر بجالاؤ اورخوشیاں مناؤ، چنانچہ جب ماہ ربیع الاول کا آغاز ہوتا ہے غلامان رسول ﷺ آپ ﷺ کی ولادت کی خوشی میں دیوانہ وارمگن ہوجاتے ہیں ہرطرف جشن کا سماں ہوتا ہے ایسا کیوں نہ ہواس لئے کہ کائنات کی ساری خوشیاں ساری مسرتیں اورشادمانیاں اسی ایک خوشی پرقربان ہوجائیں پھر بھی اس یوم سعد کے منانے کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔اس کا جواز نص قرآن سے ثابت ہےاوراللہ رب العزت نے اس کے منانے کا نہ صرف اہتمام کیا، بلکہ مندرجہ بالا ارشادقرآنی کی رو سے ہمیں بھی اس نعت عظمٰی پرخوشی منانے کا حکم دیااورفرمایا کہ اللہ کے فضل اوررحمت پراظہارمسرت کرواوراس پرخوب خوشیاں مناؤ۔

☆فضول خرچی کے بیان میں

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ۱۲ربیع الاول شریف کے دن آرائش زیبائش کرنا لائیٹیں، کمکمے لگانا فضول خرچی ہے مندرجہ ذیل دلائیل سے ثابت ہوگا کہ حلال کام میں خرچ کرنا فضول خرچی نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ حلال کام میں اسراف (فضول خرچی) نہیں اسراف صرف نافرمانی کے ارتکاب میں ہے۔()ش

صفیان ثوری فرماتے ہیں حلال کام میں اسراف کا اہتمال نہیں ہوتا یعنی جو پیسا حرام کام میں خرچ کیا جائے وہ فضول خرچی ہے، حلال کام میں فضول خرچی نہیں ہوتی عیدالفطر کے موقع پر مکانوں کو سجانا، کپڑے ہوتے ہوئے بھی نئے کپڑے لانا جائز ہے کیا وہ فضول خرچی نہیں ہے؟ کوئی منافق عیدالفطر کے خرچہ کو فضول خرچی کیوں نہیں کہتا۔اور شادی جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت قرار دیا آج کے دور میں شادی میں پانی کی طرح پیسہ بہانے تک کو فضول خرچی نہیں کہتے، لیکن ،۱۲ ربیع الاول کے خرچے کو دیکھ کر حیجان اٹھ جاتا ہے، منافقوں کو اس دن کی خوشی برداشت نہیں ہوتی ،جس طرح حضور ﷺ کی ولادت پر ابلیس رو رہا تھا، ،قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے،

قل فضل اللہ وبرحمتہ فبذٰلک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون o

اے محبوب ﷺ فرمادیجئے ،اللہ ہی کے فضل اور اُسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ اس سے بہتر ہے جو تم جمع کرتے ہو۔

اس آیت کریمہ میں چند باتوں کا ذکر ہے۔

۱۔اللہ کے فضل کا۔

۲۔اللہ کی رحمت کا۔

۳۔فضل اور رحمت پر خوشیاں منانے کا اور خوشیایوں پر خرچ کرنے کا۔

امام خطیب ابن عساکر فرماتے ہیں فضل سے مراد حضور ﷺ ہیں۔

۲۔قرآن خود فرماتا ہے رحمت حضور علیہ السّلام ہیں۔

وما ارسلنك الا رحمته للعلمین o

اے محبوب، ہم نے آپکو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

۳۔اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ فضل اور رحمت پر خوشی منانے کا حکم فرما رہا ہے، اللہ کی فضل اور رحمت حضور علیہ السّلام ہی ہیں۔تو خوشی کس دن منائے ،جس دن رحمت نازل ہوتی ہے، یعنی جس دن حضور ﷺ تشریف لائے اس دن خوشی منائینگے ،سو ہم مناتے ہیں۔اسی دن کو ہم جشن عید میلا دالنبی ﷺ کہتے ہیں۔

۴۔ چوتھا ذکر یہ فرما رہا ہے اس آیت کریمہ میں کہ ’’یہ اس سے بہتر ہے، جو تم جمع کرتے ہو۔(یعنی خرچ کرنے کا حکم)

یعنی اللہ پاک فرما رہا ہے کہ میرے فضل اور رحمت پر خوشیاں مناؤ، فضل اور رحمت حضور ﷺ ہیں، خوشی منانے میں خرچ تو ہوگا ہی، اور اللہ پاک آگے فرما رہا ہے، کہ تمہارا، یہ خوشی منانا اس سے بہتر ہے جو تم جمع کرتے ہو۔خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اللہ پاک فرما رہا ہے،۱۲ ربیع الاول پر خرچ کرو۔تمہارا جمع کرنے سے بہتر ہے جو تم آمد رسول ﷺ پر خرچ کرو۔اس دن خوشی میں خرچ

کرنا یہ خدا کا حکم ہے۔

☆ جھنڈے کے ساتھ جلوس سنت صحابہ ہے

رحمت عالم ﷺ نے جب مدینہ ہجرت فرمائی، اور مدینہ پاک کے قریب موضع غمیم'' میں پہنچے تو بریدہ اسلمی، قبیلہ بنی سہم کے ستر سوار لے کر سرکار نامدار ﷺ کو معاذ اللہ گرفتار کرنے آئے، مگر سرکار ﷺ کی نگاہ فیض آثار سے خود ہی محبت شاہ ابرار ﷺ میں گرفتار ہو کر پورے قافلے سمیت مشرف با اسلام ہو گئے۔ اب عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں آپ کا داخلہ پرچم (جھنڈے) کے ساتھ ہونا چاہئے چنانچہ عمامہ سر سے اُتار کر نیزے پر باندھ لیا اور سرکار مدینہ راحت قلب سینہ ﷺ آگے روانہ ہوئے۔

حوالہ۔ وفا الوفاج اول ص:۲۸۲

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی عظمت کے لئے جھنڈے کے ساتھ جلوس صحابہ کرام کی سنت ہے، صحابہ کرام نے جھنڈے کا استعمال جلوس میں اس لئے کرا، تا کہ حضور ﷺ کی عظمت ظاہر ہو اس واقعہ سے جلوس میں جھنڈے کا استعمال سنت صحابہ ہوا۔

مدینہ شریف میں اعلان ہو گیا کہ لوگوں عنقریب امام الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام مدینہ شہر میں تشریف لانے والے ہیں، جب مدینہ والوں نے یہ اعلان سُنا تو دیوانہ وار سرکار ﷺ کے استقبال کے لئے راستوں پر نکل آئے۔ ہر شہری سرکا ﷺ کی آمد پر خوشی کے نعرے لگا رہے تھے، خوبصورت لباس پہن کر اُس دور کا اسلحہ لیکر اور سرکا ﷺ کی آمد کا منتظر مدینہ پاک کے بچے ہاتھوں میں دف لے کر سرکا ﷺ کی آمد کی خوشی میں ترانے پڑھنے لگے عورتیں سرکا ﷺ کے دیدار کے لئے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئیں۔ مدینہ پاک کے حبشی مسلمان سڑکوں پر نکل کر جنگی کرتب دکھا کر خوشی کرنے لگے نوجوان اور بزرگ انصار صحابہ سرکا ﷺ کی آمد پر اپنی آنکھیں بچھانے لگے غرض کہ ہر طرف جشن ہی جشن خوشیاں سرکا ﷺ کی آمد پر پورا مدینہ جھوم جھوم کر کہہ رہا تھا۔ آمد مصطفیٰ مرحبا مرحبا، جب نبی کریم ﷺ مدینہ شریف کے قریب پہنچے تو مدینہ پاک کی بچیوں نے، انصار مدینہ کی باعزّت پاک بیبیوں نے یوں کہنا شروع کیا کہ۔

طَلَعَ البَدرُ عَلَینَا مِن ثَنِیَّا تِ الُوِدَاع

اے کائنات والو ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے چودھوی کا چاند طلوع ہوا ہے۔

وَجَبَ اشّکُوُ عَلَینَا مَا دَعَا لِلّٰہ داع

جوں جوں سرکا ﷺ مدینہ کے قریب آتے جا رہے تھے۔ صحابہ کرام کا جذبہ محبت جوش میں آتا جا رہا تھا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں جب ہم مدینہ شریف پہنچے تو لوگ سڑکوں پر نکل آئے اور مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ مدینہ شریف کے بچّے اور خادم یہ نعرے لگا رہے تھے اللــــہُ اکبر جا ء ، رسول اللہ تشریف لائے ہیں۔ اللہ اکبر محمد ﷺ تشریف لائے ہیں۔

حوالہ:۔ سیرت نبویہ جلد ۲۶۸۲

حضرات براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصاری صحابی ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے بچپن سے

لے کر بڑھاپے تک ساری زندگی مدینہ شریف میں گزاری ہے۔ میں نے ساری زندگی میں مدینہ والوں کو ایک مرتبہ جتنا خوش ہوتے دیکھا ہے اتنا کبھی نہیں دیکھا، لوگوں نے پوچھا حضور وہ موقع کونسا تھا جس میں سارے مدینہ شریف کے لوگ بھر پور خوشیاں منا رہے تھے، فرمایا یہ موقع تھا جب میرے آقا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ مدینہ شریف میں تشریف لائے تھے۔ سبل القدری والرشاد جلد ۳ صفحہ ۳۸۶

جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اتنی خوشی، اے مسلمانوں انصاف سے کہو کہ جب حضور ﷺ دنیا میں تشریف لائے، تو کیا یہ خوشی کا دن نہ ہوگا۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جب محبوب خدا ﷺ مدینہ پاک میں تشریف لائے تو انصار مدینہ نے اللہ تعالی کا شکریہ ادا کیا اور سرکا ﷺ کی بارگاہ میں یوں عرض کیا۔ اللہ تعالی نے آپ کے وسیلے سے آپ کے ذریعے سے ہم مدینہ والوں پر بڑا احسان کیا ہے۔
البدایہ والنہایہ جلد ۳ صفحہ ۱۹۹

سرکار مدینہ ﷺ جب مدینہ شریف کے بازاروں میں داخل ہوئے تو ہجوم کی وجہ سے راستہ تنگ ہو گیا۔ سرکا ﷺ کے دیدار کے متانے صحیح طریقے سے حضور ﷺ کی زیارت نہ کر سکے، تو مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ مسلم شریف۔ صحاح ستہ کی معتبر حدیث پاک کا مطالعہ کریں مدینہ شریف کے مرد اور عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے۔ لڑکے اور غلام راستوں میں نکل آئے تھے اور یا رسول اللہ، یا محمد ﷺ کے نعرے لگائے۔

امام قسطلانی روایت کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو مسلمانوں نے خوشی میں اتنی زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ اس کی آواز مکہ کی سڑکوں پر سنی گئی۔

حوالہ: مواہب الدنیہ

اس سے ظاہر ہوا کہ خوشی کے وقت بلند آواز سے نعرہ لگانا بھی جائز ہے حضور ﷺ کی ولادت با سعادت کے ذکر سے بڑھ کر ایک مسلمان کے نزدیک اور کون سی خوشی کی بات ہے۔

پتا چلا یا رسول اللہ کے نعرے لگانا بدعت نہیں، شرک نہیں ناجائز نہیں بلکہ انصار مدینہ کے صحابہ کرام کی سنت ہے اے سنّی تجھے مبارک ہو تیرا عقیدہ تیرا نعرہ وہی ہے جو صحابہ کرام کا تھا غلامان مصطفیٰ ﷺ کا تھا۔ جس دن حضور ﷺ مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے داخل ہوئے بخاری مسلم میں آتا ہے، وہ دن پیر کا اور تاریخ ۱۲ ربیع الاول شریف کی تھی، مذکورہ واقع سے ثابت ہوتا ہے کہ اس دن صحابہ گلی گلی جلوس لے کر نکلے اور خوشی میں یا محمد ﷺ یا رسول اللہ ﷺ کے نعرے لگاتے گئے ثابت ہوتا ہے، ۱۲ ربیع الاول شریف کے دن جلوس لے کر اور اس میں یا رسول اللہ ﷺ کے نعرے لگاتے جانا یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے۔

جسے حضور ﷺ سے محبت نہیں ایسا مخالفین اگر یہ کہے کہ صحابہ کرام نے ایسا عمل ایک بار کرا، اس سے یہ ثابت کیسے ہوا کہ ہم بھی کریں، ایسے لوگوں کے دماغ عشق مصطفیٰ ﷺ سے خالی ہیں لیکن پھر بھی دلیل ملاحظہ فرمایئے حضور ﷺ جب مدینہ منورہ داخل ہوئے تو حبشہ سے صحابہ آ گئے اور آمد مصطفیٰ ﷺ پر خدا کی قسم ناچنے لگ گئے بخاری مسلم میں آتا ہے کہ ہر سال مسجد نبوی میں یہ صحابہ

کرام آکر آمد مصطفیٰ کی خوشی میں رقص کیا کرتے تھے۔آمد مصطفیٰ مدینہ میں ایک بار ہوئی تھی لیکن صحابہ کا ہر سال آمد مدینہ کی خوشی میں رقص کرنا،(وہ مسجد نبوی میں) یہ بتا رہا ہے،کہ حضور ﷺ کی آمد مدینہ ایک بار ہوئی لیکن اس کی یاد میں اس عمل کو دہرانہ خود حبش کے صحابہ کی سنت ہے۔جس دن آمد مصطفیٰ پر صحابہ نے جلوس لے کر یا رسول اللہ ﷺ کے نعرے لگائے تھے وہ دن بارہ ربیع الاول کا تھا اس دن جلوس لے کر نعرے لگانا صحابہ کی سنت ہے۔ حدیث:حضور ﷺ نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کے مانند ہیں جس کسی کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے۔

☆ گھروں میں جھنڈے لگانا

سیدنا آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی پیدایش کے وقت دیکھا کہ تین جھنڈے نصب کئے گئے ۔ایک مشرق میں،دوسرا مغرب میں،تیسرا کعبہ کی چھت پر اور حضور ﷺ کی ولادت ہوگئی۔

حوالہ۔خصائص کبرا جلد اول صفہ نمبر ۸۲

اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ جھنڈے لگانا اللہ کا حکم اور حضرت جبرئیل کی سنت ہے،اس لئے کہ حضرت جبرئیل اپنی مرضی سے نہیں،بلکہ اللہ پاک کے حکم سے آئے تھے،اسلئے ۱۲ ربیع الاول شریف کو ہر عاشق آمدے رسول اللہ ﷺ کی خوشی میں گھروں میں جھنڈے لگا کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں،

حضرات ایک بات اور ذہن نشین کرلیں کہ اسلامی جھنڈا شعراللہ (اسلام کی نشانی) میں سے ہے،صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنگ کے دوران اسلامی جھنڈے کو بلند رکھا کرتے تھے۔ اور گرنے نہیں دیا کرتے تھے۔صحیح بخاری جلد ۱،صفہ ۴۱۷ کتاب الجہاد میں پورا ایک باب ہی جھنڈوں کے بیان میں ہے،جس میں امام بخاری نے تین حدیث نقل کی ہے۔پہلی حدیث میں حضور ﷺ کے ایک جاں نثار صحابی حضرت قیس بن سعد انصاری کا ذکر ہے کہ حضور ﷺ کا جھنڈا ان کے پاس رہتا تھا۔

☆ دوسری حدیث میں جنگ خیبر کا ذکر ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ کل میں جھنڈا ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ ورسول اس سے،اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر جنگ میں کامیابی عطا فرمائے گا،اور وہ مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

تیسری حدیث میں حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے،جنھوں نے حضرت زبیر سے ایک جگہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا،کیا حضور ﷺ نے تم کو اسی جگہ جھنڈا گاڑھنے کا حکم دیا تھا؟

اور صحیح بخاری کی ہی ایک حدیث پاک میں ہے کہ جب ملک شام میں موتہ کے مقام پر جنگ ہو

رہی تھی تو حضور سرور کائناتﷺ مدینے میں صحابہ کرام کے درمیان فرمارہے تھے'' زید نے جھنڈا لیا شہید ہو گئے پھر جعفر نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے، پھر عبداللہ بن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ بتاتے وقت حضورﷺ کی آنکھوں میں آنسوں جاری تھے، پھر فرمایا اب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لے لیا ان کے ہاتھ پر جنگ میں فتح حاصل ہو گئی۔(صحیح بخاری جلد ا، کتاب الجنائز)

جھنڈا جس کو فارسی میں پرچم کہتے ہیں اس کے معنی نشان اور پہچان کے ہیں۔کوئی نہ کوئی نشان ہر قوم وملک کی پہچان ہوتا ہے، جو جھنڈے پر بنایا جاتا ہے آج کل دنیا میں چاند اور تارے کا نشان مسلمانوں کی پہچان بن گیا ہے جو اسلامی جھنڈوں پر بنایا جاتا ہے تو اگر بارہویں شریف کے جلوس میں کچھ لوگ اسلامی نشان کے جھنڈے لے کر نکلیں تو اس میں کیا حرج ہے آخر وہ اسلامی نشان کے جھنڈے ہاتھوں میں لے کر نکلتے ہیں، کفر کا کوئی نشان لے کر تو نہیں نکلتے۔جھنڈے کا استعمال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت ہے۔بلفرض کوئی منافق یہ کہے کہ جھنڈے کے استعمال کا کوئی جز انہیں، امام حاجی امداداللہ جو کہ اشرف تھانوی کے پیر ہیں وہ اپنی کتاب فیصلہ ہفت مسئلہ کے صفحہ ٦٠ پر امام غزالی کا یہ قول نقل فرماتے ہیں، جو مباح نیک نیت سے کیا جائے وہ شرعاً محمود (اچھا) ہو جاتا ہے مباح جیسا عمل بھی نیک نیت سے کرنے پر محمود ہو جاتا ہے۔جبکہ جھنڈے کا استعمال صحابہ کرام کی سنت ہے اور اس سنت کو نیک نیت سے کیا جائے تو کیا اجر کا باعث نہ ہوگا۔ہر سنی مسلمان جلوس اور گھروں میں جھنڈے کا استعمال نیک نیت سے کرتا ہے۔ گھروں میں جھنڈے لگانے کا مقصد حضورﷺ کی آمد کی خوشی کی نیک نیت ہوتی ہے۔قابل توجہ ایک بات یہ ہے کہ حدیث پاک میں آتا ہے کے حضور پاکﷺ کے جھنڈے مبارک کا نام عقاب تھا جھنڈے کو خصوصی نام عطا فرمانا اس بات پر دلالت کرتا ہے حضور پاکﷺ جھنڈے کا استعمال کرتے تھے کیونکہ جھنڈے کا وجود ہو گا تبھی تو اس کا نام عقاب رکھا،

میلاد منانے والے کو جنت میں حضورﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا

حدیث: ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہﷺ! قیامت کب آئے گی؟ حضور نبی اکرمﷺ نے فرمایا: تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا میں نے اس کیلئے زیادہ نمازیں روزے اور صدقہ وغیرہ (اعمال) کی تیاری تو نہیں کی لیکن میں اللہ اور اس کے رسولﷺ سے محبت رکھتا ہوں آپﷺ نے فرمایا تم جس سے محبت رکھتے ہو اسی کے ساتھ جنت میں ہو گے۔''اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے جو جس سے محبت کریگا اسی کے ساتھ جنت میں ہوگا۔ محبت کسی عمل کا نام نہیں محبت دل کی ایک کیفیت کا نام ہے میلاد مصطفےﷺ وہی مناتے ہیں، جس کو عشق رسولﷺ ہے۔دلیل پڑھیئے دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی کی زبانی، دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی میلاد نہیں مناتے تھے، لیکن ان کے پیر بھائی اور استاد بھائی علامہ عبدالسمیع ہر سال محفل میلاد مناتے تھے کسی آدمی نے جب یہ منظر دیکھا تو بڑا حیران ہوا کہ ایک مولوی صاحب محفل میلاد کرتے ہیں ایک نہیں کرتے وہ دوڑتا ہوا قاسم نانوتوی کے پاس آیا اور سوال کیا، حضرت یہ کیا وجہ ہے مولوی عبدالسمیع صاحب تو محفل میلاد کرتے ہیں، لیکن آپ کیوں نہیں کرتے

،فرمایا بھائی انہیں حضورﷺ سے زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے اسلئے کرتے ہیں، دعا کرو مجھے بھی اللہ تعالیٰ محبت رسولﷺ نصیب کرے۔

حوالہ۔قصص الاکابر صفحہ نمبر ٦٣

دیوبندیوں کی کتاب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محبت رسولﷺ والے میلاد مناتے ہیں ۔اور حضورﷺ نے فرمایا جو جس سے محبت کرتا ہے وہ اسی کے ساتھ جنت میں ہوگا ،ایک بات اور قابل توجہ ہے کہ دیوبندی مولوی قاسم نانوتوی اپنے لئے دعا کروا رہے ہیں کہ مجھے عشق رسول عطا ہو جائے کہ میں بھی میلاد مناؤں۔

☆محفل میلاد شریف نعت پڑھنا

میلاد میں نعت پاک پڑھنا حضورﷺ کی محبت کی دلیل ہے بخاری ومسلم کی حدیث پاک میں آتا ہے کہ حضورﷺ جب مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لے گئے جب حضورﷺ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب تشریف لے گئے تو آپﷺ نے دیکھا کہ بچیاں ترانے پڑھ رہی تھیں، کہ حضورﷺ ہمارے پڑوسی ہو گئے بچیاں دف بجا کر پڑھ رہی تھی حضورﷺ نے پوچھا کیوں گا رہی ہو، بچیوں نے کہا ہم آپ سے محبت کرتے ہیں حضورﷺ نے فرمایا خدا کی قسم تم میری خاطر ترانے پڑھ رہی ہو میرا دل یعنی محمدﷺ کا دل بھی تم سے محبت کرتا ہے۔اس حدیث پاک میں حضورﷺ نے بچیوں کے نعت پڑھنے کے عمل کو اپنی محبت قرار دیا میلاد شریف میں نعت شریف پڑھنا حضور علیہ السّلام کی محبت کی دلیل ہے۔حضور علیہ السّلام نے فرمایا جو جس سے محبت کرے گا جنت میں اسی کے ساتھ ہوگا۔ایمان کی روح محبت رسول ﷺ ہے۔حضورﷺ کے بلا محبت بندہ مومن ہی نہیں ہو سکتا۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرمﷺ نے ارشاد فرمایا''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میر ی جان ہے تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والد ین اور اولاد سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔ حوالہ: صحیح بخاری

امام قسطلانی المواہب الدنیہ میں حدیث روایت کرتے ہیں قیامت کے دن کچھ لوگوں کے اعمال ایسے ہونگے کہ وہ اپنے اعمال کے باعث دوزخ میں جائینگے۔تو دوزخ میں اللہ جب انہیں ڈالنا چاہیگا تو دوزخ میں ڈالنے سے پہلے اللہ تعالی انہیں محمدﷺ کا نام بھلا دئے گا جب اسم محمد بھول جائینگے، تو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا پھر جب انہیں دوزخ سے نکالنے کا وقت آئے گا اللہ فرمائے گا جبرئیل جاؤ ان کو محمدﷺ کا نام سکھاؤ۔ جبرئیل علیہ السلام آ کر انہیں حضورﷺ کا نام اقدس سکھائنگے ، پھر ان کو یاد آ جائے گا۔اور پکارینگیں محمد محمدﷺ۔اللہ پاک فرشتے کو حکم دے گا یہ سب میرے محبوب کا نام لے رہے ہیں ان سب کو دوزخ سے نکال کر جنت میں لے جاؤ۔

ان حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئی، جو حضورﷺ کا نام پاک بھول گیا، وہ دوزخ میں گیا اور جس نے حضورﷺ کا نام پاک پکارا وہ جنت میں گیا۔اور آقا علیہ السلام کو بھولنا دوزخ کا باعث ہے۔ایک بات اور غور فرمائیے کہ جہنم میں جانے والا ہر شخص حضورﷺ کو بھول جائے گا۔اور جسے حضورﷺ کی یاد ہوگی اور آپ کے نام مبارک اس کے ذہن میں ہوگا وہ شخص ہرگز جہنم میں جا

نہیں سکتا اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے۔

☆اللہ کی نعمت عظیم (یعنی حضور ﷺ)

اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے واما بنعمت ربک فحدث ۔ مفہوم:۔ اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالی نعمتوں کا چرچا کرنے کے لئے فرمارہا ہے، یہاں نعمت سے مراد اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔حدیث:۔حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں اللہ کی نعمت حضور ﷺ ہیں۔ حوالہ: بخاری شریف جلد:۲ صفہ نمبر:۵۶۶۔

امام اشعری رحمتہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں حضور ﷺ کا ایک اسم شریف نعمت اللہ ہے یعنی ،اللہ کی نعمت حضور ﷺ ہی ہیں۔

(۱) حوالہ:۔مطالع المسرت صفہ نمبر:۱۵ (۲) حوالہ:۔دلائل خیرات

ان حوالہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اللہ کی نعمت ہیں، اللہ یہ فرمارہا ہے کہ اس کے حبیب ﷺ کا چرچا کیا جائے۔ کیونکہ نعمت محمد ﷺ ہیں۔اللہ نعمتوں کا چرچا کرنے کے لئے فرمارہا ہے، اس چرچا کرنے کے فعل کو ہی ہم میلاد کہتے ہیں، جو عین قرآن کے حکم کے مطابق ہے، میلاد میں ہی حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

رب کائنات قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے الم ترا لی الذین بدّلو نعمت اللّٰہِ کفرًا واحلو قو مھم دارالبوارo

ترجمہ:۔کیا تم نے انہیں نہ دیکھا انھوں نے اللہ کی نعمتوں کو ناشکری سے بدل دی اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر لا اُتارا (یعنی دوزخ میں)

اس آیت شریف کی تفسیر پڑھیئے شکر نہ کرنے والے کفار قریش ہیں اور اللہ کی نعمت حضور ﷺ ہیں۔اللہ فرماتا ہے ہم نے مکہ کے باشندوں پر اتنا بڑا احسان فرمایا کہ اپنا رسول بھیجا مگر انہوں نے بجائے اطاعت کے ان کی نافرمانی کی، اس آیت کریمہ میں اللہ نے حضور ﷺ کو نعمت فرمایا۔

حوالہ:۔تفسیر مظہری جلد:۴ صفہ نمبر:۳۰۶

مطالع المسر ات صفہ نمبر:۱۵، عمدۃ القاری جلد:۱۹ صفہ نمبر:۶

اس آیت کریمہ کی تفسیر سے بات واضح ہوجاتی ہے کہ حضور ﷺ ہی اللہ کی نعمت عظیم ہے۔اس آیت کے حکم پر عمل کرنا، سرکار کل عالم ﷺ کا ذکر کرنا ہے، جس کو ہم میلاد کہتے ہیں۔

اللہ پاک محبوب رکھتا ہے کہ اسکی نعمتوں کا ذکر کیا جائے۔

☆قرآن مجید میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔یبنی اسرائیل اذکرو نعمتی التی انعمت علیکم ۔

ترجمہ: اے یعقوب علیہ السلام کی اولاد ذکر کرو میری نعمت کا جو میں نے تمہیں عطا کی آگے ارشاد فرمایا۔(پارہ ایک سورۃ البقرہ آیت نمبر:۴۰)

☆یا یھا الذین امنو اذکر و نعمت اللہ علیکم

ترجمہ:اے لوگو جو ایمان لائے ہو ذکر کرو اللہ کی ان نعتوں کا جو تمہیں تمہارے خالق نے عطا فرما

ئی ہیں۔(پارہ ٦ سورۃ المائدہ آیت نمبر:١١/٧)

☆یا یھا الناسُ اذکرُ و نعمت اللہ علیکم

اے تمام لوگو اللہ تعالی نے جو نعمتیں بخشی ہیں اس کا ذکر کرتے رہو۔

(پارہ ٢٢ سورۃ فاطر آیت نمبر:٣)

☆لتستوا علی ظھور ہ ثم تذکروا انعمۃ ربکم

ترجمہ: جب تم سواریوں کی پیٹھوں پر ٹھیک بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کی نعمت کا ذکر کرو چرچا کرو۔

(پارہ ٢٥ سورۃ الزخرف آیت نمبر:١٣)

ان تمام آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کو نعمتوں کا چرچا کروانا پسند ہے اور ان نعمتوں کا چرچا کرنا درحقیقت اللہ کا شکر ادا کرنا ہے۔حضور ﷺ کے صدقہ میں ہمیں ہر نعمت عطا ہوئی ہے۔ بلکہ ہر نعمت کا حصول اور وباعث حضور ﷺ ہی ہیں، اور جس کے صدقہ نعمت ملے وہ ذات کتنی عظیم ہوگی پچھلے صفحات پر ہم ثابت کر چکے ہیں کہ نعمت سے مراد حضور ﷺ کی ذات اقدس ہے اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

☆الم ترالی الذین بدّلو نعمۃ اللہ کفرًا

کیا تم نے نہ دیکھا ان لوگوں نے بدلہ اللہ کی نعمت کو انکار سے۔

حوالہ (پارہ ١٣ سورۃ ابراہیم آیت نمبر:٢٨)

اس آیات کریمہ کی تفسیر میں ہے کہ وہ لوگ بدلہ جنھوں نے اللہ کی نعمت کو انکار سے کفارے مکہ ہیں۔اللہ کی نعمت سے مراد حضرت محمد ﷺ اور قرآن ہے۔حوالہ:۔تفسیری ابن عباس صفہ ١٦٢

☆ شفا شریف جلد ١ صفہ ١٤ میں ہے کہ نعمت اللہ سے مراد محمد ﷺ ہیں

☆ دلائل الخیرات، اسماء شریف میں ہے کہ :نعمت اللہ، حضور ﷺ کا اسم مبارک ہے۔

☆یعرفون نعمت اللہ عرفان محمّد ثم یُنکرونھا

ترجمہ: اللہ کی نعمت کی پہچان حضرت محمد ﷺ کی پہچان ہے اور انکار کرنے والے کفار، یہود اور نصاریٰ (اور آج کے دور کے منافق)

درمنشور جلد ٤ صفہ نمبر ١٢٧ پر لکھا ہے کہ نعمت اللہ کا پہچاننا کیا ہے تو فرمایا کہ نعمت اللہ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔

ان آیات قرآنی اور اقوال مفسرین سے ثابت ہوا۔ کہ نعمت اللہ سے مراد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک ہے ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

☆واشکر و نعمت اللہ ان کنتم ایّاہ تعبدون

(پارہ ١٤ سورۃ النحل آیت نمبر:١١٤)

ترجمہ:شکریہ کرو اللہ کی نعمت کا اگر ہو تم خاص اُسی (اللہ) کی عبادت کرتے

☆ورفعنا لک ذکر ك۔(پارہ ٣٠ سورۃ الم نشرح آیت نمبر ٤)

اس آیت کے تحت امام فخر الدین رازی رحمتہ تعالی علیہ حدیث قدسی نقل فرماتے ہیں اللہ تعالی نے

فرمایا میں تیری اتباع کرنے والوں سے تمام عالم کو بھردونگا وہ تیری تعریف کریں گے اور تجھ پر درود پڑھیں گے اور تیری سنت کی حفاظت کریں گے۔
غور کرنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہرآن کے لئے یہ حکم ہے کہ اس کے حبیب ﷺ کا ذکر بلند کیا جائے، اور غلامے مصطفیٰ ﷺ اللہ عزوجل کے حکم کی پیروی کررہے ہیں۔ اس لئے تو ہم میلاد منا رہے ہیں حضور ﷺ کا چرچا کررہے ہیں۔ حضور ﷺ اللہ کی عظیم نعمتوں میں سے ہیں، جب آپ کا ظہور ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات پر کیا کیا بہاریں عطا فرمائی۔ یہ سب کب ہوا جب حضور ﷺ کی ولادت ہوئی بلکہ کائنات کی ہر بہار حضور ﷺ کے تصدق سے ہے اور حضور ﷺ کا ذکر کرنا نعمت کا شکر ادا کرنا ہے۔ مخالفین کا میلاد سے انکار کرنا گویا اللہ کی نعمت کی ناشکری کرنا ہے۔
کیونکہ جس نے نعمت کا چرچا کیا اس نے شکر ادا کیا اور جس نے نعمت کا چرچا نہ کیا اس نے ناشکری کری بلکہ مخالفین تو میلاد کی محفل کو ناجائز کہہ کر ختم ہی کروانا چاہتے ہیں۔
☆ اشرف تھانوی اپنی کتاب نشر الطیب کے صفہ:۱۹۵ پر لکھتے ہیں، آپ ﷺ کے حقوق جوامت کے ذمہ ہیں، کہ بارے میں لکھتے ہیں جاننا چاہیے کہ کسی سے محبت ہونا تین سبب سے ہوتا ہے :ایک کمال محبوب کا جیسے عالم سے محبت ہوتی ہے، شجاع سے محبت ہوتی ہے اور دوسرا جمال جیسے کسی حسین سے محبت ہوتی ہے، تیسرا نوال یعنی عطا و احسان۔ جیسے اپنے منعم (جس کے صدقے نعمت ملے) و مربی سے محبت ہوتی ہے، جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ میں تینوں وصف جمع ہیں۔ بقول تھانوی کے کہ امتی کے ذمہ ہے کہ نبی پاک ﷺ کو نعمت عظیم و مربی مانیں۔
میلاد میں حضور ﷺ کا ذکر کرنا مخصوص ہوتا ہے، حضور ﷺ اللہ پاک کی عظیم نعمت ہیں اور ہمیں ہر نعمت حضور ﷺ کے تصدق سے ملی۔ تو ہم پر حضور ﷺ کا شکر ادا کرنا لازم ہے اور نعمت کا تزکرہ کرنا نعمت کا شکر ادا کرنا ہے آگے کے دلائل سے واضح ہو جائیگا۔
۱۔ حدیث:۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس کا شکریہ قبول نہیں فرماتا جو بندوں کا شکریہ ادا نہ کرتا ہو۔ (ابوداؤد شریف
۲۔ حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی پر کچھ احسان کیا جائے تو اس کو چاہیئے کہ اس کا نعمت بدل دے اور اگر استطاعت نہ ہو تو محسن کی تعریف کرے کیونکہ اس کا تعریف کرنا ہی شکریہ ادا کرنا ہے جس نے شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی۔ (ترمذی مترجم جلد دوم صفہ ۸۱)
۳۔ حدیث:۔ حضرت اسا بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی کے ساتھ کچھ بھلائی کی جائے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہتر جزا کی دعا کرے اور اس کی تعریف کرے۔
(ابوداؤد مترجم جلد سوم صفہ ۵۳۵)
۴۔ حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی چیز بخشش ملے وہ اس کا ذکر کرے تو اس نے شکریہ ادا کر دیا اور جو تذکرہ نہ کرے اس نے ناشکری کی۔ (ابوداؤد مترجم جلد ۳ ص ۵۳۴

۵۔حدیث:۔جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ جس کو کوئی چیز ملے تو وہ اس کا بدل دے اگر بدل نہ دے سکے تو اس کی تعریف کرے پس جس نے اس کی اچھی تعریف کی بے شک شکریہ ادا کیا اور جس نے تعریف نہ کی، اس نے بے شک انکار نعمت کیا۔(ابودؤد مترجم جلد سوم صفحہ ۵۳۴)

۷۔حدیث:۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا پس پہنچے جس کو کوئی نعمت، ہو سکے تو اس کا بدلہ دے اگر بدلہ نہ دے سکتا ہو تو پھر اس بھلائی کا تزکرہ کرے جب اس کا ذکر کریگا تو اس کا شکر ادا ہو جائے گا (حافظ ابوبکر بن ابی الدنیا)

۸۔حدیث:۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے کہ جس کو کوئی نعمت ملے وہ اس کا بدلہ دے۔اگر بدلہ دینے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کی تعریف کرے جب وہ تعریف کرے گا تو اس کا شکر ادا ہو جائے گا۔اگر اس نے نعمت کو چھپایا تو اس بے شک اس نے نعمت کا انکار کیا۔(کتاب ادب المفرد بخاری ص ۶۴)

ان تمام مذکورہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ سے ہر عطا شدہ نعمت پر شکریہ کرنے اور ان کا تذکرہ اور چرچا و تعریف کرنے کا پر زور حکم صادر فرمایا گیا ہے۔حضور ﷺ سے زیادہ کس کے احسان ہیں؟ کہ آپ کو اللہ نے تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔کل عالم پر آپ ﷺ کا احسان عظیم ہے۔آپ ﷺ کا ذکر کرنا، درحقیقت آپ ﷺ کا شکر ادا کرنا ہے، اور آپ ﷺ کے ذکر کی محفل کو میلاد کی محفل کہتے ہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ اللہ تعالی کے خزانے تقسیم کرتے ہیں۔

بخاری شریف میں ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالی جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔بے شک میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالی عطا فرماتا ہے۔،اس حدیث پاک کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں۔خدا دیتا ہے، حضور ﷺ کو جس کسی کو خدا دیتا ہے خواہ فقہ کا علم ہو یا علوم کی سمجھ ہو یا جو بھی کچھ ہو رب تعالی دیتا ہے میں ہی تقسیم کرتا ہوں۔

☆حضور ﷺ کی قبر شریف کی ساری جگہ افضل ہے۔جو حصہ حضور ﷺ کے بدن مبارک سے ملا ہوا ہے۔وہ کعبہ سے افضل ہے، عرش سے افضل ہے کرسی سے افضل ہے حتہ کہ زمین آسمان کی ہر جگہ سے افضل ہے۔یہ روایت دیوبندی امام جس نے فضائل اعمال لکھی ہے انہوں نے بھی اپنی کتاب میں درج کی ہے۔

حضور ﷺ اللہ کی وہ عظیم نعمت ہیں کہ آپ ﷺ سے مس ہونے سے وہ چیز اللہ کی تمام مخلوق میں سب سے افضل ہو جاتی ہے۔تو حضور ﷺ کا عالم کیا ہوگا کہ جو ذات صرف چھول جانے سے وہ جگہ زمین آسمان عرش لوح قلم حتہ کے اللہ کی مخلوق میں ہر شئ سے افضل ہو جاتی ہے۔اب حضرات یہاں غور کرنے کا مقام ہے کہ یہاں بات حضور ﷺ کی نہیں ہو رہی۔یہاں پر بات حضور ﷺ سے مس ہو جانے والے شئ کی ہو رہی ہے۔جس کے مس ہونے سے افضلیت عرش و

کعبہ سے زیادہ ہو جاتی ہے۔حضور ﷺ کی افضلیت کا عالم کیا ہوگا۔ دیوبندی مولوی اشرف تھانوی کے پیر حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' حضور ﷺ تمام عالم کی جان اور تمام کائنات کی زندگی و وجود کا سبب ہے حضور ﷺ نہ ہوں تو تمام عالم نست نابود ہو جائے۔

حوالہ:۔ فیصلہ ہفت مسلئہ صفہ نمبر:۹۳

☆ حدیث قدسی میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے۔اے محبوب ﷺ تو میرے نور کا نور ہے اور میرے راز کا راز'' اور میری ہدایت کا کان اور میری معرفت کے خذانے! میں نے اپنا ملک عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک سب تجھ پر قربان کر دیا عالم میں جو کوئی ہے، سب میری رضا چاہتے ہیں، اور میں تیری رضا چاہتا ہوں یا محمد ﷺ۔

حوالہ:۔ مطالع المسرات

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ پاک حضور ﷺ کی رضا چاہتا ہے یہ شان حضور ﷺ کی ہے۔

☆ حدیث میں ہے انبیاء کرام کے لئے روزے محشر سونے کے منبر بچھائے جائینگے، وہ ان پر تشریف فرما ہونگے۔ اور میرا منبر باقی رہے گا میں اس پر جلوس نہ فرماؤنگا، بلکہ اپنے رب کی حضور کھڑا رہونگا اس ڈر سے کہ کہیں، ایسا نہ ہو مجھے جنت میں بھیج دیا جائے اور میری امت میرے بعد رہ جائے پھر عرض کرونگا۔ اے رب میرے! میری امت میری امت! اللہ تعالی فرمائیگا اے محبوب ﷺ آپکی کیا مرضی ہے میں آپکی امت کے ساتھ کیا کروں؟ عرض کرونگا اے رب میرے! ان کا حساب جلد فرما دے۔ پس میں شفاعت کرتا رہونگا، یہاں تک کہ مجھے ان کی رہائی کے خط ملینگے، جنہیں دوزخ بھیج چکے تھے، یہاں تک کے دوزخ کے داروگہ عرض کرینگیں یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنی امت میں رب کا غضب نام کو نہ چھوڑا۔

حوالہ:۔ المعجم الاوسط

☆ حدیث میں ارشاد ہے روزے قیامت اللہ تعالی سب اگلوں پچھلوں ش کو جماع فرمائے گا، دو ممبر نور کے لا کر عرش کے دائیں بائیں بچھائے جائینگے۔ ان پر دو شخص چڑھینگے، دائیں والا پکارے گا اے جماعت مخلوق جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا تو میں رضوان داروغئے جنت ہوں، مجھے اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد ﷺ کے سپورد کر و ں اور محمد ﷺ نے حکم دیا ہے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دوں کہ وہ اپنے دوست کو جنت میں داخل کریں سنتے ہو گواہ ہو جاؤ، پھر بائیں والا پکارے گا اے جماعت مخلوق جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا، اور جس نے نہ پہچانا تو میں مالک داروغئے دوزخ ہوں، اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ دوزخ کی کنجیاں محمد ﷺ کے سپرد کروں، اور محمد ﷺ نے حکم دیا ہے حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دوں، کہ وہ اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کریں سنتے ہو، گواہ ہو جاؤ۔

حوالہ:۔ کتاب شرف النبوۃ

☆ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں اس دن ظاہر ہو جائگا کے آپ ﷺ مالک یوم الدین کے نائب ہیں، وہ دن آپ ﷺ کا ہوگا، اور اس میں رب تعالی کے حکم

سے آپ ﷺ کا حکم چلائے گا۔

حقیت محمدی ﷺ کی تخلیق کے بارے میں امام قسطلانی کا بیان

☆جب اللہ تعالی نے اپنی مخلوق کو وجود دینے اور اس کے رزق کو مقرر کرنے کا' ارادہ فرمایا تو انوارِ صمدیت سے بارگاہ خداوندی میں حقیقت محمدی ﷺ کو ظاہر کیا پھر اللہ تعالی نے حقیقت محمدی ﷺ سے عالم پست وبلا کو اپنے حکم کے مطابق جیسا کہ اس کے علم اور ارادۂ قدیم میں طے ہو چکا تھا پیدا کیا پھر اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو آپ کی نبوت کا علم عطا کیا اور آپ ﷺ کی رسالت کی بشارت دی۔اس وقت کہ جب آدم علیہا الصلاۃ والسلام روح اور جسم کے درمیان تھے ۔پھر آپ ﷺ سے ارواح کے چشمے جاری ہوئے پھر آپ ﷺ کی حقیقت نے عالم بالا کی مخلوق (ملائکہ) میں اعلی درجے کا ظہور فرمایا۔آپ ﷺ فیض رسانی کمالات کے اعتبار سے کل انبیاء اور مقربین بارگاہ الٰہی کے لیے شیریں چشمہ ہیں۔آپ ﷺ اپنی پیدائش کے لحاظ سے تمام اجناس کی جنس عالی ہیں (جو ہر ہونے کے اعتبار سے اصل کائنات ہیں،اس سے اوپر کوئی چیز نہیں ساری کائنات اس کے نیچے ہے۔)اور جمیع موجودات اور انسانوں کے لئے بڑے باپ (اصل کائنات) ہیں۔اس لیے کہ جمیع کائنات اور جمیع انسان آپ ﷺ کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔

حوالہ:قسطلانی،المواہب الدنیہ،۵۵۱

☆حضور ﷺ اللہ پاک کی وہ عظیم نعمت ہیں کہ اللہ پاک نے آپ کو وہ عظمت بخشی کہ کوئی آپ کے مقام تک رسائی نہیں رکھتا۔خود حضور ﷺ نے اپنی حقیقت کے متعلق صدیق اکبر سے فرمایا اے ابوکر! میری حقیقت سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

حوالہ:۔مطالع المسر ات

☆اسی حقیقت محمدی ﷺ کے بارے میں حضرت اویس قرنی نے حضرت عمر اور علی المرتضی سے عرض کیا شکہ تم دونوں نے حضور ﷺ کو حقیقت میں نہیں دیکھا۔دونوں نے پوچھا کیا ابوبکر نے بھی نہیں دیکھا؟ فرمایا ہاں ابوبکر نے بھی اصل نہیں دیکھا۔اللہ اکبر! حضور ﷺ کو حقیقت میں سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا خدا اُن کا مُحب ہے۔خدا ہی جانے خدا نے اپنے محبوب کو کیا مقام بخشا۔حوالہ:امام نبہانی،جواہر البحار

☆حقیقت محمدی ﷺ کے باب میں سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں۔میں نے معارف کے سمندر میں غوطہ لگایا تاکہ عین حقیقت نبویہ ﷺ کو پا سکوں تو اچانک میرے اور اس حقیقت کے درمیان نور کے ایک ہزار پردے حائل ہوگئے۔اگر میں ان میں سے سب سے پہلے پردہ کے قریب بھی جاتا تو وہ مجھے جلا دیتا،جس طرح آگ ایک بال کو جلا ڈالتی ہے۔''   حوالہ:۔امام نبہانی،جواہر البحار

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ اللہ کی عظیم نعمت ہیں اور اللہ اپنی نعمتوں کو یاد کرنے کا حکم فرماتا ہے۔میلا دمنانا حضور ﷺ کا ذکر اور یاد ہے میلا دمنانا اللہ کے حکم کے عین

مطابق ہے۔

☆ دیوبندی مولوی اشرف تھانوی کے پیر حاجی امداداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فیصلا ہفت مسئلہ کے صفحہ نمبر۔۱۵۰،اور۱۵۱، پر اپنی رائے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔کیوں کر کلام ہو !حضورﷺ نعمت اللہ ہیں،قرآن کریم نے ان کا نام نعمت اللّٰہِ رکھا۔ **اِنَّالَّذین بدلو نعمته اللّٰہِ کفرُاط** کی تفسیریں حضرت سیدناعبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ **نعمته اللّٰہِ محمدصلّی اللّه علیه وسلّم** ۔نعمت اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔۔لہٰذاان کی تشریف آوری کا تذکرہ،امتثال امرالٰہی اورتعمیل ارشادخداوندی ہے۔ **قال اللہ تعالی واما بنعمۃز ربک فحدث** ۔''اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو،حضور ﷺ کی تشریف آوری سب نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے۔یہی تشریف آوری ہے جس کے طفیل دنیا،قبر،حشر،برزخ،آخرت، غرضکہ ہر وقت ہر جگہ ہر آن،نعمت ظاہر و باطن سے ہمارا ایک ایک رونگٹا اور بہرمند ہے اور ہوگا انشااللہ تعالیٰ اپنے رب کے حکم سے اپنے رب کی نعمتوں کا چرچا مجلس میلاد میں ہوتا ہے مجلس میلاد آخر وہی کچھ ہے جس کا حکم اللہ پاک دے رہا ہے۔واما بنعمۃ ربک فحدث۔

☆ جب رب کائنات نے اپنی صفات کو ظاہر فرمانا چاہا تو سب سے پہلے کائنات کی روح جان محمد رسول اللہ ﷺ کی تخلیق سے کائنات کی تخلیق کا آغاز فرمایا۔اللہ پاک نے اپنے نور فیض سے ایک نور کی مٹھی بھری اور''پھر اس اپنے نور کو اپنے آگے کر کے فرمایا تو میرا حبیب ہوجا،''تو میرا عشق اور میں تیرا عشق ہوں' پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا۔

حوالہ:۔نذہت المجالس جلد:(۲)صفحہ نمبر:۱۸۷

جب نبی کریم ﷺ کے نور کو پیدا فرمایا تو اس کے بعد آپ ﷺ کے نور سے اللہ تعالیٰ نے عرش،کرسی،لوح،قلم کرسی آسمان غرض کہ تمام کائنات کو پیدا فرمایا۔جب رب کائنات نے عرش کو پیدا فرمایا تو عرش اللہ پاک کے ڈر سے ہلنے لگا۔خدائے برتر نے عرش کے ستونوں پر اپنے حبیب کبریا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا نام نامی لکھوادیا۔عرش نے جب حضور ﷺ کا نام پاک اپنے اوپر لکھا دیکھا تو سرکارﷺ کے نام سے اسے قرار آ گیا۔ادھر عرش کو قرار آ گیا ادھر عرش جنت سدرہ کے فرشتوں نے کملی والےﷺ کا نام دیکھ کر اور پڑھ کر اندازہ لگایا ساری کائنات کی بہاریں رب جو سجارہا ہے تو اسی نام والے ﷺ کا صدقہ ہے جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حبیب پاک ﷺ کے نور کو پیدا فرمالیا۔ تو محبوب کے نور کو اپنے سامنے سجالیا۔اور پھر نور محمدﷺ کو فرمایا،یا محمدﷺ اس وقت میں ہو اور تو ہے اور یہ کائنات کی بہاریں ساری دنیا کی نعمتیں اے محبوبﷺ میں نے آپ کے لئے پیدا فرمائی ہیں۔کملی والےﷺ نے عرض کیا اے اللہ تو ہی ہے،میں نہیں میں نے تیرے لئے سب کو تیرے خاطر چھوڑ دیا۔

حوالہ:تفسیر روح البیان جلد(۹)صفحہ نمبر:۲۲

☆ مدارج النبوت میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ساری کائنات،عرش فرش،انسان فرشتے اور دیگر مخلوقات کی تخلیق سے نولاکھ سال پہلے اپنے پیارے حبیبﷺ کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

جب حضور ﷺ کا نور پیدا ہوگیا۔ تو سرکار ﷺ کے نور پاک نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھی، نبی ﷺ نے دو رکعت نفل پڑھنے میں بیس ہزار سال کا عرصہ لگایا۔ کیسے یہ عرصہ لگا تو سنو، سرکار دو عالم ﷺ نے نیت کی تو ایک ہزار سال، تکبیر تحریمہ میں، ایک ہزار سال پھر قیام کے لئے ہاتھ باندھے، تو ایک ہزار سال تک قیام کی حالت میں کھڑے رہے۔ پھر رکوع فرمایا تو ایک ہزار سال تک رکوع میں تسبیح پڑھتے رہے۔ پھر قومہ کیا یعنی رکوع سے کھڑے ہوئے۔ تو ہزار سال قومہ میں کھڑے ہو کر خدا کی حمد پڑھتے رہے۔ پھر سجدہ میں گئے تو ایک ہزار سال تک یوں خدا کی ثنا کرتے رہے، ہزار سال کے بعد سر انور اٹھایا اور جلسہ کیا یعنی دو سجدوں کے درمیان آپ ﷺ بیٹھے تو ایک ہزار سال پھر آپ ﷺ جلسہ فرمایا پھر دوسرا سجدہ کیا تو ایک ہزار سال دوسرے سجدے میں گزار دیئے۔ اسی طرح دوسری رکعت مکمل فرمائی پھر دائیں طرف سلام پھیرا تو ایک ہزار سال تک مشغول رہے پھر بائیں طرف سلام پھیرا تو ایک ہزار سال بائیں طرف لگا دیئے۔ جب کملی والے ﷺ نے سلام پھیر کر دو رکعت مکمل کر لی تو اللہ پاک نے فرمایا میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپنے میری عبادت کا حق ادا کر دیا میں نے آپکی یہ عبادت اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول کر لی ہے۔ پیارے مانگو آج آپ جو بھی مانگو گے، میں عطا کروں گا۔ حضور ﷺ نے سجدے میں جا کر عرض کیا اے خالق کائنات مجھے تیرے بتانے سے پتا چلا ہے کہ تو مجھے اپنا نبی، اپنا رسول، اپنا محبوب بنا کر ایک قوم کے پاس بھیجے گا۔ یا اللہ بتقاضئے بشریت ان سے غلطیاں بھی ہوں گی تو مولا اس نماز کی برکت سے میری امت کی خطاؤں کو بخش دے اللہ تعالی نے فرمایا میرے حبیب ﷺ میں آپ کی امت کو قیامت کے دن معاف کر کے جنت عطا کروں گا۔ ڈوبتے کو کشتی مل جائے تو بندہ کہے گا اللہ کی نعمت مل گئی جنت بھی حضور ﷺ کے صدقہ طفیل اور عطا سے ملے گی۔ پس حضور ﷺ سے بڑی کون سی نعمت ہے اللہ کی؟ بے شک کوئی نہیں،

ایک بات ذہن نشین کر لیں۔ حضور ﷺ اپنے حقیقی وجود کے ساتھ اپنے حقیقی مقام پر جو اللہ پاک نے عطا فرمایا اس وقت سے فائز ہیں۔ جب وقت بھی نہیں تھا۔ حضور ﷺ امت کو کبھی نہیں بھولے ہر آن امت کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہے اور حشر میں جب کوئی کسی کا نہیں ہوگا۔ ایسے وقت میں حضور ﷺ ہی شفاعت کرینگے۔

حدیث:۔ جس نے بندے کا احسان نہیں مانا اس نے خدا کا احسان نہیں مانا۔ رسول ﷺ کے ذکر کرنا حمد و ثنا کرنا یہ حضور ﷺ کا شکر ادا کرنا ہی ہے حضور ﷺ کا ذکر کرنا یہ خدا کا حکم ہے۔ محفل میلاد حضور ﷺ کے ذکر کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضور ﷺ کے فضائل مناقب بیان کرنا اور اظہار مسرت کرنا میلاد منانا کہلاتا ہے۔

☆ فضائل درود وسلام

ا۔ حدیث: فرمان آقا ﷺ: جس نے مجھ پر، دس مرتبہ درود پاک پڑھا اللہ اس پر سو رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو سو بار درود پڑھے اللہ اس کے دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے، یہ بندہ دوزخ سے آزاد ہے۔ اور جو ہزار بار درود پاک پڑھے وہ مریگا نہیں جب تک جنت میں اپنی جگہ

نہ دیکھ لے۔

۲۔حدیث: فرمان آقاﷺ: جب کوئی بندہ مجھ پر درود پڑھتا ہے، اس کے منہ سے نکل کر دنیا کے تمام میدانوں اور دریاؤں، مشرق ومغرب کی طرف نکل جاتا ہے اور دنیا کا کوئی میدان اور دریا ایسا نہیں رہتا، جس پر یہ درود پاک نہیں گزرتا، اور کہتا جاتا ہے کہ میں فلاں بن فلاں کا درود ہوں، جس نے تمام کائنات سے بہتر محمدﷺ پر بھیجا ہے پس کوئی چیز باقی نہیں رہتی، جو اس پڑھنے والے پر درود نہ بھیجے، اور اس درود پاک سے ایک پرندہ پیدا کیا جاتا ہے، جس کے ستر ہزار بازو ہوتے ہیں، ہر بازو میں ستر ہزار پر، ہر پر میں ستر ہزار سر، ہر سر میں ستر ہزار چہرے، ہر چہرے میں ستر ہزار منہ، ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں، ہر زبان سے وہ ستر ہزار قسم کی بولیوں میں اللہ پاک کی تصبیح کرتا ہے، اور اللہ پاک ان تمام تصبیحات کا ثواب اس درود پڑھنے والے کے لئے لکھتا ہے۔حوالہ: دلائل الخیرات

۳۔حدیث: فرمان آقاﷺ: جو مجھ پر جمعہ کے دن ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے، اللہ اور اس کے فرشتے اس پر ایک لاکھ مرتبہ درود بھیجتے ہیں، اور ایک لاکھ گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں، جنت میں اس کے ایک لاکھ درجے بلند کر دئے جاتے ہیں۔القول البدیع صفہ:۱۲۳

۴۔حدیث: فرمان آقاﷺ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہﷺ سے سنا کہ جبرئیل آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہﷺ اللہ پاک فرماتا ہے کہ جو شخص آپ پر دس بار درود پڑھیگا، وہ میری ناراضگی سے محفوظ رہنے کا حقدار ہوگا۔

۵۔حدیث: فرمان آقاﷺ: حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک دن سرکارے مدینہﷺ نے فرمایا، جو شخص حجت الاسلام سے مشرف ہو، اور اس کے بعد ایک غزوے میں شرکت کرے، تو اس کا ثواب چارسو حج کے برابر ہوگا وہاں کچھ لوگ ایسے بھی موجود تھے۔ جو حج اور جہاد کی قوت نہ رکھتے تھے۔ یہ بات سن کر انکے دل ٹوٹ گئے، اللہ پاک کی رحمت جوش میں آئی، وحی آئی اے محبوبﷺ جو آپﷺ پر درود بھیجے گا، اس کو چارسو غزوات کا ثواب ملیگا اور ہر غزوا چارسو حج کے برابر ہوگا۔

ایک بار درود پڑھنے والے کا ثواب چارسو غضوات کے برابر اور ہر غضوات چارسو حج کے برابر ۔چارسو کو چارسو سے ضرب دینے پر، حاصل ضرب، ایک لاکھ ساتھ ہزار آیا۔ایک بار درود پڑھ نے والے کو ایک لاکھ ساٹھ ہزار حج کا ثواب ملتا ہے۔

۶۔حدیث: فرمان آقاﷺ: جو مجھ پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود پڑھتا ہے، وہ قیامت کے روز آئیگا تو اس کے ساتھ ایسا نور ہوگا کہ اگر وہ ساری مخلوق میں تقسیم کر دیا جائے تو سب کو کفایت کرے۔

۷۔حدیث: فرمان آقاﷺ:: جو مجھ پر درود پڑھتے ہیں، ان کو پل صراط پر نور عطا ہوگا، اور پل صراط پر جتنے نور والے ہونگے وہ جہنمی نہ ہونگے۔

۸۔حدیث: فرمان آقاﷺ: جو مجھ پر درود پڑھتا ہے، ستر ہزار فرشتیں اس پر درود بھیجتے ہیں اور جس پر ستر ہزار فریشتوں نے درود بھیجا وہ جنتی ہے۔

۹۔حدیث: فرمان آقاﷺ:: جو مجھ پر درود پڑھتا ہے،اس پر اللہ پاک کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس پر اللہ خود درود بھیجتا ہے،اسکے لئے ساتوں زمینوں اور آسمانوں کی ہر چیز چرند، پرند، شجرو حجر دعا کرتے ہیں۔

۱۰۔حدیث: فرمان آقاﷺ: قیامت میں میرے زیادہ قریب وہ ہوگا، جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہوگا،اور جو تم میں سے جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں درود پڑھیگا،اللہ اسکی سو حاجتیں پوری فرمائیگا۷۰ آخرت کی تیں دنیا کی، پھر اللہ پاک ایک فرشتہ مقرر فرما تا ہے، جو کہ اس درود کو لیکر میرے دربار میں حاضر ہوتا ہے،اور یہ فرشتہ عرض کرتا ہے، کہ حضورﷺ یہ درود پاک کا ہدیہ فلاں امتی نے جو فلاں کا بیٹا،فلاں قبیلے کا ہے، نے بھیجا ہے تو میں اس درود کو نور کے صحیفے میں محفوظ کر لیتا ہوں۔

☆درود پاک تمام اعمال سے افضل ہے: علامہ احمد المبارک اپنی کتاب الابریز جو انکے شیخ غوث الزماں بحر العرفان سید عبدالعزیز دباغ رحمتہ اللہ کے ملفوظات پر مشتمل ہے، کے گیارہوے باب میں فرماتے ہیں کہ حضرت دباغ سے اس قول کے بارے میں فرماتے سنا تھا۔ کہ نبی پاک ﷺ پر درود پاک ہر ایک شخص سے قطعی طور پر قبول ہے۔آپ نے فرمایا،اس میں کوئی شک نہیں ،کہ نبی پاکﷺ پر درود تمام اعمال سے افضل ہے اور یہ ان ملائکہ کا ذکر ہے۔جو اطراف جنت میں رہتے ہیں اور جب وہ حضورﷺ پر درود پڑھتے ہیں ،تو اس کی برکت سے جنت کشادہ ہو جاتی ہے، وہ مسلسل ذکر کرتے رہتے ہیں۔اور جنت مسلسل بڑھتی رہتی ہے، وہ چلتے رہتے ہیں جنت انکے پیچھے پیچھے چلتی رہتی ہے۔جنت کی کشادگی ان فرشتوں کے درود و سلام پڑھنے کی بنا پر ہے۔